ہفتۂ بلاگستان

۱۵ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۹

ای بک

افتخار اجمل بھوپال — سعدیہ سحر
بدتمیز — سیدہ شگفتہ
بلوبلا — شاکر عزیز
ثانیہ رحمان — شاہدہ اکرم
جعفر — عمار ابن ضیا
حجاب — عمر احمد بنگش
حمزہ — عنیقہ ناز
خاور کھوکر — غفران
خرم شہزاد خرم — فہیم
راشد کامران — لفنگا
رضوان نور — ماورا
ریحان علی — محب علوی
زکریا — محمد احمد
ساجد اقبال — محمد خرم بشیر بھٹی
میراپاکستان — کامران اصغر
نازیہ — یاسر عمران مرزا

منظرنامہ
اردو لائبریری

ترتیب و پیش کش : سیدہ شگفتہ
برقی کتاب: نایاب نقوی
سرورق : ریحان علی

Issue 01 / November, 2009
http://www.manzarnamah.com
http://www.urdulibrary.org

GOSHA-E-BLOGGERS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفتۂ بلاگستان

گوشہ بلاگرز

2009

URDU LIBRARY

حمد
نعت
دیباچہ
مقدمہ از زیک
تجویز وترتیب ہفتہ بلاگستان 2009
شرکاء ہفتہ بلاگستان
بچپن
تعلیم
بلاگنگ
کچن
مزاح
ٹیگ
فوٹو گرافی
ٹیکنالوجی

شرکاء ہفتہ بلاگستان

افتخار اجمل بھوپال
ابوشامل
بد تمیز
بلو بلا
تانیہ رحمان
جعفر
جہانزیب اشرف
حجاب
حمزہ
خاور کھوکھر

GOSHA-E-BLOGGERS اردولائبریری گوشہ بلاگرز URDU LIBRARY

خرم شہزاد خرم

راشد کامران

رضوان نور

ریحان علی

زکریا Zack

ساجد اقبال

سعدیہ سحر

سیدہ شگفتہ

شاکر عزیز

شاہدہ اکرم

عمار ابن ضیا

عمر احمد بنگش

عنیقہ ناز

غفران

فہیم

لفنگا

ماورا

محب علوی

محمد احمد

محمد خرم بشیر بھٹی

منیر عباسی

میرا پاکستان

نازیہ

ڈفر

کامران اصغر

یاسر عمران مرزا

یہ لوگ

GOSHA-E-BLOGGERS
اردو لائبریری
گوشہ بلاگرز
URDU LIBRARY

ہفتہ بلاگنگ 2009

تجویز و ترتیب ہفتہ بلاگستان 2009 از سیدہ شگفتہ

یوم بچپن

بچپن کی آزاد دنیا از افتخار اجمل بھوپال

یوم بچپن از بد تمیز

بچپن از بلو بلا

اک دلدوز واقعہ از جعفر

بچپن کا یادگار واقعہ از حجاب

میرا بچپن از حمزہ

بچپن از خاور کھوکر

عبد الاحد، امام عالم اور میں از خرم شہزاد خرم

جل گیا بر نال لگاءیے از ڈفر

یوم بچپن از رضوان نور

یوم بچپن از زیک

بچپن نامہ ایک واقعہ از ساجد اقبال

میرا بچپن ایک یاد از سعدیہ سحر

یوم بچپن از سیدہ شگفتہ

میرا بچپن از شاکر عزیز

میرے بچپن کے دن از شاہدہ اکرم

بچپن میں بچپن از عمر احمد بنگش

میرے بچپن کے دن از عنیقہ ناز

یاد ماضی عذاب ہے یا رب از کامران اصغر

یوم بچپن از لفنگا

بچپن از ماورا

بچپن کے دن از محمد خرم بشیر بھٹی

یادرفتہ از محمد خرم بشیر بھٹی
یوم بچپن از میرا پاکستان
میرے بچپن کے دن نازیہ
میرے پرائمری اسکول کے دن از یاسر عمران مرزا

یوم تعلیم

بلاگستان کا جشن تعلیم از افتخار اجمل بھوپال
ہفتہ بلاگستان کی عام تحریر از بدتمیز
نظام تعلیم : دے دھنادھن از جعفر
یوم تعلیم از حجاب
میرا مدرسہ از جہاں زیب
خاور کی ادبی سرگرمیاں از خاور کھوکر
پڑھے لکھے ان پڑھ از خرم شہزاد خرم
ایک دونی دونی، ٹوٹوزا فور از ڈفر
تعلیم بالغاں۔ از راشد کامران
تعلیم از رضوان نور
میرا اسکول، میری تعلیم، منفرد یاد از ریحان علی
یوم تعلیم از زیک
تعلیمی نظام اور شگف از سیدہ شگفتہ
تعلیم؟ از شاکر عزیز
تعلیم تعلیم اور بس تعلیم از شاہدہ اکرم
نالائق از عمار ابن ضیا
کون سی تعلیم از عنیقہ ناز
نالائق بھانڈا، رونی بھیڑ از لفنگا
تعلیم طالبان حکومت از کامران اصغر
یوم تعلیم از ماورا
ایک سادہ سی نظم برائے یوم تعلیم از محمد احمد

نظام تعلیم از محمد خرم بشیر بھٹی
یوم تعلیم از میرا پاکستان
پرائیویٹ اداروں میں ہائیر ایجوکیشن از یاسر عمران مرزا
یکساں نظام تعلیم از یہ لوگ

یوم بلاگنگ

اردو بلاگنگ از بد تمیز
یوم بلاگ از تانیہ رحمان
بلاگ شلاگ از جعفر
کچھ بلاگ کے بارے از حجاب
بلاگنگ کیا ہے از خاور کھوکر
اردو بلاگنگ۔ از راشد کامران
بلاگستان میں بلاگ اور اردو بلاگ از ریحان علی
اردو بلاگنگ از زیک
بلاگ کی دنیا اور ہم از سعدیہ سحر
اردو ایوارڈ : یومِ اردو بلاگنگ کے موقع پر ایک تجویز از سیدہ شگفتہ
اردو بلاگنگ از شاکر عزیز
دنیائے بلاگ اردو از شاہدہ اکرم
بلاگنگ اور مرغبانی از عمر احمد بنگش
اردو بلاگنگ، از فہیم
ڈفر اعظم کے بائیس نکات از ڈفر
اردو بلاگنگ از کامران اصغر
ہائے بلاگستان از محب علوی
اردو بلاگنگ از میرا پاکستان
اردو اور اردو بلاگنگ از یاسر عمران مرزا

GOSHA-E-BLOGGERS اردولائیبریری گوشہ بلاگرز URDU LIBRARY

یوم کچن

اصلی والی ترکیب از جعفر

یوم کچن از حجاب

کچن کارنر از خاور کھوکھر

کھانا گھر از راشد کامران

یوم باورچی خانہ از زیک

یوم باورچی خانہ از سیدہ شگفتہ

پالک پراٹھا لال مرچ چٹنی کے ساتھ از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : آج کے دن کی نسبت سے از سیدہ شگفتہ

کچن کچن از شاکر عزیز

یوم باورچی خانہ از شاہدہ اکرم

باورچی خانے میں احتیاط از عمر احمد بنگش

کچھ پکائیں از عنیقہ ناز

یوم کچن از ماورا

یوم پکوان از محمد خرم بشیر بھٹی

ذخیرہ اندوز میٹھا قیمہ از میرا پاکستان

بمباسٹک چاول از نازیہ

کنفیوز کامی، کنفیوز باورچی از کامران اصغر

فروٹ چاٹ کے ساتھ طبع آزمائی از یاسر عمران مرزا

یوم مزاح

کھلا خط بنام سہراب مرزا از جعفر

یوم مزاح از حجاب

لیلٰی کی ٹویٹ، مجنوں کا بلاگ۔ از راشد کامران

اچانک بوڑھا۔ از راشد کامران

انا للہ وانا الیہ راجعون از سیدہ شگفتہ

GOSHA-E-BLOGGERS اردو لائبریری گوشہ بلاگرز URDU LIBRARY

یوم مزاح از شاہدہ اکرم

ہفتہ بلاگستان : ہاہاہاہاہا از غفران

اسے فرصت نہیں ملتی از محمد احمد

یوم مزاح از میرا پاکستان

بتاتے ہوئے شرم آتی ہے از ڈفر

یوم مزاح، لوڈشیڈنگ از کامران اصغر

دیارِ غیر میں شوہر کو بیوی کا خط از یاسر عمران مرزا

یوم مزاح از یہ لوگ

یوم ٹیگ

ہفتۂ بلاگستان از ابوشامل

ٹیگو ٹیگ از جعفر

ہفتہ بے لاگ ستان ٹیگ از خاور کھوکر

یوم ٹیگ و یوم عکس بندی از راشد کامران

یوم ٹیگ از سیدہ شگفتہ

ٹیگ ہی ٹیگ از شاہدہ اکرم

ٹیگنا جعفر کا از عمر احمد بنگش

یوم ٹیگ از عنیقہ ناز

ٹیگ ۔۔ سیانے کہتے ہیں از غفران

یوم ٹیگ از ماورا

ٹیگ ہی ٹیگ از محمد خرم بشیر بھٹی

ہفتہ بلاگستان ۔ سلسلہ عالیہ ٹیگ بندی ۔۔

ٹیگ از میرا پاکستان

یوم ٹیگ از کامران اصغر

یوم ٹیگ از یاسر عمران مرزا

GOSHA-E-BLOGGERS URDU LIBRARY اردو لائبریری گوشہ بلاگرز

یوم فوٹو گرافی

یوم ٹیگ ویوم عکس بندی از راشد کامران

یوم فوٹو گرافی از سیدہ شگفتہ

یوم فوٹو گرافی از شاہدہ اکرم

یوم فوٹو گرافی از عنیقہ ناز

یوم فوٹو گرافی از کامران اصغر

یوم فوٹو گرافی از ماورا

کچھ تصاویر از محمد خرم بشیر بھٹی

فوٹو گرافی از میرا پاکستان

گلاب کا پھول از یاسر عمران مرزا

یوم ٹیکنالوجی

یوم ٹیکنالوجی از زیک

ساء بر احتیاط از راشد کامران

اومک ورڈپریس تھیم از ریحان علی

اردو بلاگرز کے لیے اسٹار سٹرک تھیم از ریحان علی

یوم ٹیکنالوجی : پہلی تحریر از سیدہ شگفتہ

یوم ٹیکنالوجی، دوسری تحریر۔ خلیج از سیدہ شگفتہ

یوم ٹیکنالوجی از ماورا

اردو بلاگرز کے لئے ضابطہ اخلاق۔ از منیر عباسی

یوم ٹیکنالوجی۔۔۔ گرین گریپس ورڈپریس ڈھانچہ از یاسر عمران مرزا

جملہ معترضہ از نایاب

ہفتہ بلاگستان میں بلاگرز کی شرکت کا گراف

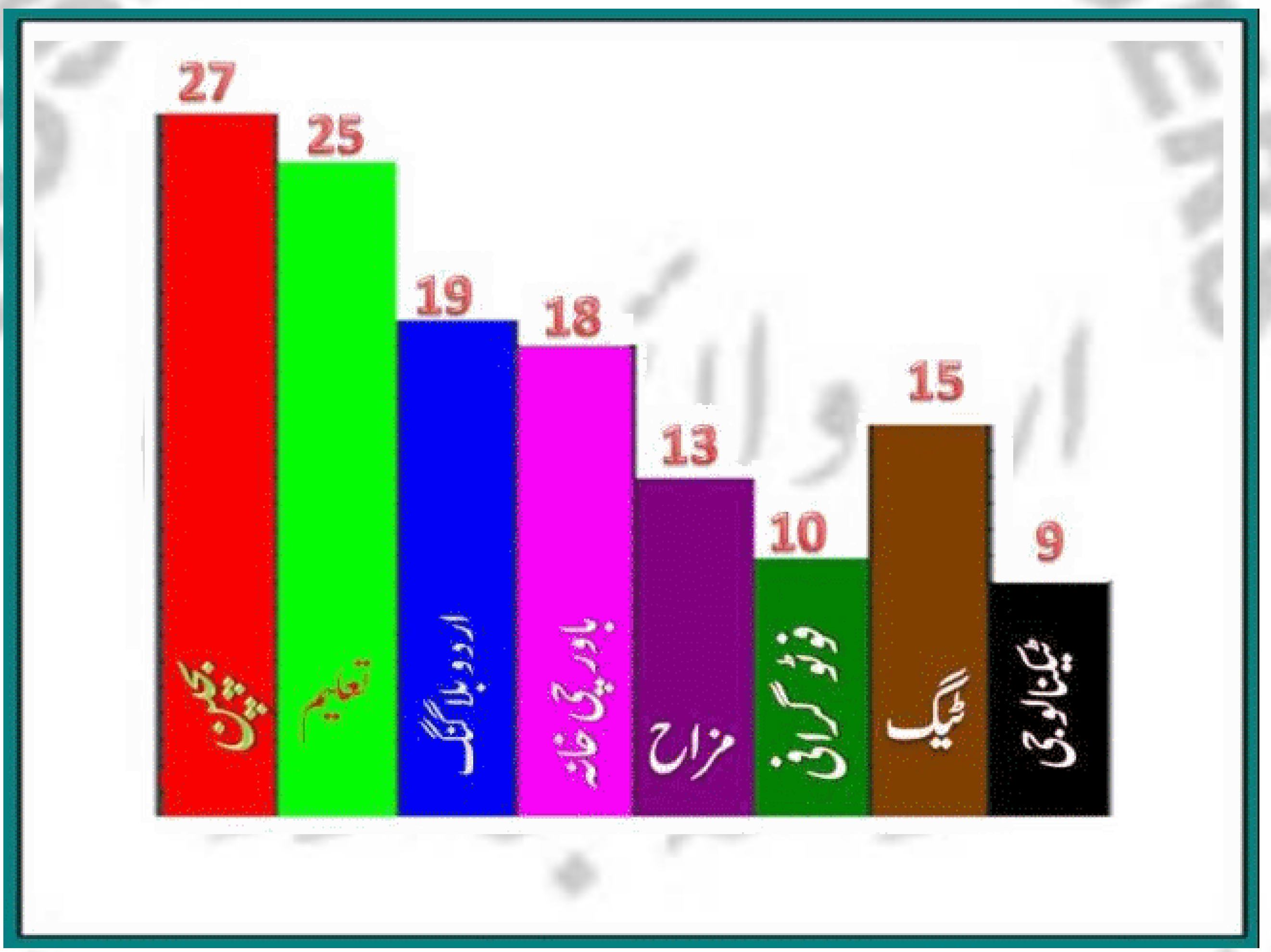

ہفتہ بلاگستان میں بلاگرز کی شرکت کا جدول

نام بلاگر	بچپن	تعلیم	بلاگنگ	کچن	مزاح	ٹیگ	ٹیکنالوجی	فوٹو گرافی	مجموعہ
ابوشامل	0	0	0	0	0	1	0	0	1
افتخار اجمل بھوپال	1	1	0	0	0	0	0	0	2
بدتمیز	1	1	1	0	0	0	0	0	3
بلوبلا	1	0	0	0	0	0	0	0	1
تانیہ رحمان	0	0	1	0	0	0	0	0	1
جعفر	1	1	1	1	1	1	0	0	6
جہانزیب اشرف	0	1	0	0	0	0	0	0	1
حجاب	1	1	1	1	1	0	0	0	5
حمزہ	1	0	0	0	0	0	0	0	1
خاور کھوکھر	1	1	1	1	0	1	0	0	5
خرم شہزاد خرم	1	1	0	0	0	0	0	0	2
ڈفر	1	1	1	0	1	0	0	0	4
راشد کامران	1	1	1	1	1	1	1	1	8
رضوان نور	1	1	0	0	0	0	0	0	2
ریحان علی	0	1	1	0	0	0	2	0	4
زکریا	1	1	1	1	0	0	1	0	5
ساجد اقبال	1	0	0	0	0	0	0	0	1
سعدیہ سحر	1	0	1	0	0	0	0	0	2

GOSHA-E-BLOGGERS URDU LIBRARY
اردو لائبریری گوشہ بلاگرز

سیدہ شگفتہ	1	1	1	3	1	1	2	1	11
شاکر عزیز	1	1	1	1	0	0	0	0	4
شاہدہ اکرم	1	1	1	1	1	1	0	1	7
منیر عباسی	0	0	0	0	0	1	1	0	2
عمار ابن ضیاء	0	1	0	0	0	0	0	0	1
عمر احمد بنگش	1	0	1	1	0	1	0	0	4
عنیقہ ناز	1	1	0	1	0	1	0	1	5
غفران	0	0	0	0	1	1	0	0	2
فہیم	0	0	1	0	0	0	0	0	1
کامران اصغر	1	1	1	1	1	1	0	1	7
لفنگا	1	1	0	0	0	0	0	0	2
ماواء	1	1	0	1	0	1	1	1	6
محب علوی	0	0	1	0	0	0	0	0	1
محمد احمد	0	1	0	0	1	0	0	0	2
محمد خرم بشیر بھٹی	1	1	0	1	0	1	0	1	5
میرا پاکستان	1	1	1	1	1	1	0	1	7
نازیہ	1	0	0	1	0	0	0	0	2
یاسر عمران مرزا	1	1	1	1	1	1	1	1	8
یہ لوگ	0	1	0	0	1	0	0	0	2

GOSHA-E-BLOGGERS URDU LIBRARY

حمد

وہ میرا خدا جو عظیم سب کی رہنما بنا ہے
وہی اتنی، ہے سبھی سو سمتوں کی خبر بنی ہے

وہ میرا خدا، وہ میرا خدا

وہ نور رنگ ہے جو جنگل کے پھولوں میں آ بسا
وہ تو بہارے باغ کی باسن ہے جو سفر بنی ہے

وہ میرا خدا، وہ میرا خدا

جیسے روشنی کی تلاش میں وہیں دیکھ لے
یہ جو ذرہ ذرہ تیرے شمس و قمر بنی ہے

وہ میرا خدا، وہ میرا خدا

یوں تو رات بھر اسے سوچتا ہوں مگر خلیل
اسے یاد کرنے کا لطف چھپے پہر میں ہے

وہ میرا خدا، وہ میرا خدا

نعت

تو امیرِ حرم، میں فقیرِ عجم
تیرے گن اور یہ لب، میں طلب ہی طلب
تو عطا ہی عطا، تو کجا، من کجا!

تو ابد آفریں، میں ہوں دو چار پل
تو یقیں، میں گماں، میں سخن، تو عمل
تو ہے معصومیت، میں نری معصیت!
تو کرم، میں خطا، تو کجا من کجا!

تو حقیقت ہے، میں صرف احساس ہوں
تو سمندر، میں بھٹکی ہوئی پیاس ہوں
میرا گھر خاک پر اور تری رہگزر
سدرۃ المنتہیٰ، تو کجا من کجا!

میرا ہر سانس تو خوں نچوڑے مرا
تیری رحمت مگر دل نہ توڑے مرا
کاسۂ ذات ہوں، تیری خیرات ہوں
تو سخی، میں گدا، تو کجا من کجا!

ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے
آئے تیرا تصور مجھے تھامنے
میری خوش قسمتی، میں ترا امتی
تو جزا، میں رضا، تو کجا من کجا!

میرا ملبوس ہے پردہ پوشی تری
مجھ کو تابِ سخن دے خموشی تری!
تو جلی، میں خفی، تو اٹل، میں نفی!
تو صلہ، میں گلہ، تو کجا من کجا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواب دیکھنا اچھا لگتا ہے اور اس سے بھی زیادہ اچھا لگتا ہے جب اس خواب کو تعبیر کرنے کی کوشش کی جائے اور وہ تعبیر حاصل ہو جائے، ہفتہ بلاگستان بھی ایک ایسا ہی خواب تھا جس کی تعبیر اس وقت اس ای بک کی صورت ہمارے سامنے ہے۔ مجھے یہ ای بک پیش کرتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے اور خاص طور پر اس وجہ سے کہ ہفتہ بلاگستان کے کامیاب انعقاد میں تمام اہم بلاگرز نے حصہ لیا اور بہت سے نام اس کامیابی میں شامل رہے۔ ہفتہ بلاگستان کی تجویز کے پیش کرنے کے بعد ہفتہ بلاگستان کے انعقاد کے حوالے سے آراء و گفتگو سے لے کر اس ای بک کی تیاری اور پیش کرنے کے مرحلہ تک بہت سے ناموں کی رہنمائی اور مدد شامل رہی میں آپ سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔

ہفتہ بلاگستان کی تجویز بنیادی طور اردو لائبریری کے حوالے سے ذہن میں آئی تھی۔ اردو محفل فورم کی چوتھی سالگرہ کے موقع پر ہفتہ لائبریری کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ہر ایک دن کے حوالے سے مختلف عنوانات مخصوص کیے گئے تھے۔ اس دوران مختلف شعبہ جات اور گوشہ جات بھی متعارف کروائے گئے تھے۔ لائبریری شعبہ جات میں ایک شعبہ تالیف و تحقیق اور گوشہ جات میں ایک گوشہ بلاگرز بھی مخصوص کیا گیا تھا۔ اردو لائبریری میں گوشہ بلاگرز مخصوص کرنے کے پس منظر میں درواقع یہ خواہش تھی کہ کچھ ایسا سلسلہ ہو جس کے ذریعے اردو لائبریری اور اردو دنیا اور بالخصوص بلاگ دنیا کو برج کیا جا سکے۔ لیکن کیسے، کس طرح، یہ ایک اہم سوال تھا اور مشکل بھی، اس سلسلے میں اردو دنیا اور بلاگ دنیا پر نظر ڈالی تو محسوس ہوا کہ خود بلاگ دنیا میں بہت سے کام کیے جا سکتے ہیں اور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر خود بخود ذہن میں خیالات جگہ پاتے گئے اور یوں اس کا دائرہ پھر کافی پھیل گیا۔ اس سلسلے میں پہلا قدم جو اٹھایا اس کی تفصیل یہاں درج ہے۔

ہفتہ بلاگستان ای بک میں کیا کچھ شامل ہے، اس ذیل میں چند ایک چیزوں کا ذکر۔

ای بک میں آٹھ ابواب شامل ہیں، یہ آٹھ ابواب، بچپن، تعلیم، اردو بلاگنگ، باورچی خانہ، مزاح، فوٹو گرافی، ٹیگ اور ٹیکنالوجی شامل ہیں۔ تمام بلاگرز جنھوں نے تمام یا مختلف عنوانات میں تحریری طور پر شرکت کی ان کی تحریریں ہر متعلقہ باب میں شامل کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے سرورق نظر آئے گا۔ جب سرورق پہ پہلی نظر پڑی تو پہلی نظر میں ہی بہت اچھا لگا بہت شاندار۔ یہ سرورق بلاگر ریحان علی نے بہت محنت سے ڈیزائن کیا ہے اور حتیٰ کہ چند ایک جگہوں پر جس طرح میں اس میں تبدیلی چاہتی تھی وہ سب تبدیلی لانے کے لیے بھی محنت کی اور غصہ بھی نہیں کیا شکریہ ریحان۔

سرورق کے بعد ای بک میں خطاطی بعنوان "ہفتہ بلاگستان"، "حمد" اور "نعت" ای بک کو خوبصورت بنا رہی ہے۔ اس تمام خطاطی کے لیے عمار ابن ضیاء کے والد صاحب سے درخواست کی تھی اور میں ان کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ انھوں نے بہت کم وقت میں یہ خطاطی تخلیق کی۔ ساتھ ہی عمار کا بھی شکریہ کہ عمار نے بہت زیادہ مصروفیت سے بھی وقت نکال کر انکل کی خطاطی ای بک کے لیے بھیجی۔ ای بک کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حمد اور نعت کے متن کی خطاطی نہیں بلکہ یہ متن ہاتھ کی لکھائی میں ہی شامل کیا گیا ہے۔

کچھ نام ایسے ہوتے ہیں جن کے بارے میں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں دنیا میں صرف سلجھاؤ اور تعمیر کے لیے بھیجا ہے۔ یہ نام تعمیر میں مشغول رہتے ہیں چاہے دن رات کا کوئی بھی پہر ہو۔ ایسا ہی ایک نام زکریا بھائی کا ہے۔ اس ای بک کے "مقدمہ" کے لیے زکریا بھائی سے درخواست کی تو انھوں نے سنتے ہی منع کر دیا کہ نہ بابا، ممکن ہے کانوں کو بھی ہاتھ لگائے ہوں لہٰذا دھمکی دینا پڑی، دھمکی بہت کارگر

ثابت ہوئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ زکریا بھائی نے مقدمہ لکھ دیا۔ مقدمہ کی ایمیل موصول ہوتے ہی میں بے تابی سے دیکھا کہ زکریا بھائی نے خود ہی لکھا ہے کہ نہیں اور جب مکمل تحریر پڑھ لی تو یقین ہو گیا کہ زکریا بھائی نے خود ہی لکھا ہوگا، قسم لے لیں جو کسی ایک جگہ بھی تعریف کی ہو، بندہ تھوڑی سی تو تعریف کر ہی دیتا ہے ناں۔

ای بک میں واٹرمارک جو نظر آرہا ہے اسے ڈیزائن کرنے میں نایاب بھائی کی رہنمائی میں حمزہ نے بھی حصہ لیا ہے۔ میں حمزہ سے کہوں کہ انگریزی میں نہیں لکھنا صرف اردو میں لکھنا ہے جبکہ حمزہ کا خیال تھا کہ اسکول میں تو اردو اور انگلش دونوں پڑھنا ہوتی ہیں تو واٹرمارک صرف اردو میں کیوں ہو؟ نایاب بھائی نے میری تجویز کے مقابلے میں حمزہ کی تجویز کو ووٹ کیا اور واٹرمارک کی موجودہ شکل تشکیل پا گئی۔ اس واٹرمارک میں یہ ایک سنجیدہ سوال ہے جس کا ہمیں سامنا ہے، اس سوال کو اسی طرح پیش کیا جارہا ہے امید ہے کہ ایک دن ہم اپنی نئی نسل کو اس بات کا جواب دے سکیں گے۔

آغاز میں خیال تھا کہ چند ایک بلاگرز ضرور ہفتہ بلاگستان کی تجویز کو پسند کریں گے اور شریک ہو سکیں گے، لیکن آپ سب کا نہ صرف اس سلسلہ کو پسند کرنا بلکہ عملی طور پر اس کے انعقاد کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ایک خوشگوار اور کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ ہفتہ بلاگستان کا سفر اکیلے شروع کیا تھا، بعد میں آپ سب نے اس میں شرکت کی اور توقع سے بڑھ کر بھرپور ساتھ دیا۔ اگلے مرحلہ میں ای بک کی تشکیل کا سفر اکیلے ہی طے کرنا قرار پایا تھا تاہم اس مرحلے میں بھی کئی محترم ناموں کی مدد شامل رہی، یہ سفر اب اختتام پذیر ہونے کو ہے۔

یہ مرحلہ بہت تھکا دینے والا بھی ثابت ہوا، کیونکہ خواہش تھی کہ یہ ای بک کئی لحاظ سے منفرد ثابت ہوسکے، یہ کوشش کامیاب ہوئی یا نہیں یا کہاں تک کامیاب ہو سکی اس کا فیصلہ تو آپ سب قارئین بہتر طور پر کر سکیں گے تاہم مجھے یہ کہنا ہے کہ ای بک کی تشکیل کے سفر میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کامل مدد اور رحمت شامل حال رہی اور اللہ تعالیٰ کی یہ مدد جس محترم نام کی صورت سامنے رہی ہے وہ نام نایاب بھائی کا ہے اور مجھے یہ بات شیئر کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ نایاب بھائی کی ہمت اور مکمل اور بھرپور مدد کے بغیر اس ای بک کو آپ سب تک پہنچانا ممکن نہیں تھا، خاص طور پر نایاب بھائی کی برداشت کا ذکر کرنا چاہوں گی، اس دوران جبکہ میں یہ سب ذمہ داری نمٹاتے ہوئے بیمار بھی ہو گئی تھی اس حد تک کہ چند سطور لکھتے ہی میری ہمت ختم ہو جاتی تھی اور مجھے کمپیوٹر چھوڑنا پڑ جاتا تھا تو نایاب بھائی کا ہی نام میرے سامنے رہا اور میری ہمت بندھی رہی، اسی دوران ہی ایک آزمائش یہ بھی پیش آئی کہ نایاب بھائی کو ایک مختصر وقفے کے ساتھ اپنے دو بہنوئیوں کی وفات کا صدمہ بھی یکے بعد دیگرے ایک کڑی آزمائش کی صورت پیش آیا، یہ ایسا مرحلہ تھا کہ شاید اس ذمہ داری کو انجام دینا ممکن نہ رہتا لیکن سیلیوٹ ٹو نایاب بھائی کہ اس کڑی آزمائش میں بھی خود نایاب بھائی نے ہی میری ہمت بندھائی رکھی اور خصوصیت سے وقت نکالا اور رابطہ رکھا اور کام کرتے رہے۔

ہفتہ بلاگستان ای بک کی تیاری کے لیے نایاب بھائی نے جب حامی بھری تو میں نے ان سے کہا تھا کہ میں آپ کو بہت زیادہ پریشان کروں گی اور بار بار کہوں گی کہ نہیں نایاب بھائی اس طرح نہیں چاہیے بلکہ اس سے مختلف طریقے سے چاہیے اور بار بار تبدیلیاں کرنا پڑیں گی آپ کو، تو نایاب بھائی کا کہنا تھا کہ کچھ مسئلہ نہیں اور انھوں نے آخر تک کسی بھی طرح کی تبدیلی کے لیے بھی کئی کئی گھنٹے صرف کیے جس کے لیے میں صرف پوچھتی ہی تھی کہ کیا فلاں چیز یا فلاں طریقے سے کرنا ممکن ہو سکتا ہے یا نہیں، یوں ہم دونوں نے اپنے اپنے قول آخر تک نبھائے۔ آخری مشکل یہ پیش آئی کہ ایک اتفاقی حادثہ میں میں خود موت کے منہ میں جا پہنچی لیکن بچ گئی، خدا نے چاہا کہ اس ای بک کی تیاری میں اب تک اتنی محنت کی جا چکی ہے تو یہ محنت تکمیل تک پہنچ جائے، یہ چند مراحل مشکل ثابت ہوئے تاہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔ ای بک تشکیل کے سلسلے میں آپ سب کی پیش کردہ تصاویر شامل کرنے کے لیے اجازت حاصل کرنے کے مقصد سے رابطہ کیا گیا تھا اور تصاویر کو ای بک میں شامل کیا گیا ہے علاوہ ازیں مختلف بلاگرز جنھوں نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کی ان کے بلاگ سے تمام نہیں البتہ

چند منتخب تصاویر شامل کی گئی ہیں تاکہ ان کی تحریر اگر تصویر سے مربوط ہو تو یہ ربط برقرار رہ سکے کسی حد تک۔ جن بلاگرز نے تمام تصاویر شامل کرنے کی اجازت دی تھی ان کی تمام تصاویر شامل نہیں کی جا سکیں کیونکہ تمام تصاویر شامل کرنے کی صورت میں ای بک کا سائز غیر معمولی طور پر زیادہ ہو رہا تھا۔

ای بک کی تشکیل کے مراحل آغاز تا انجام جہاں ایک جانب اعصاب شکن ثابت ہوئے وہیں علمی اور اخلاقی لحاظ سے بہت کچھ سیکھنے کو بھی موقع ملا۔ بہت سے نام ہیں جنھوں نے ہفتہ بلاگستان کے انعقاد میں اور ای بک کے سلسلے میں بہت سی جگہوں پر یا کم از کم کسی ایک مرحلے پر اہم کردار ادا کیا ہے۔ اجازت کے حوالے سے بدتمیز کا ریسپانس بہت حوصلہ افزائی کا سبب بنا۔ اردو دنیا میں سب سے زیادہ محترم نام وہ چند نام ہیں جو غیر محسوس طور پر مختلف تعمیری کوششوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور مدد اور رہنمائی بھی کرتے ہیں اور اس بات کا کریڈٹ بھی نہیں لیتے۔ شروع میں میں نے ذکر کیا ہے کہ اردو لائبریری اور بلاگ دنیا کو بورج کرنے کے لیے کیا کیا جائے تب یہ سوچا تھا کہ تمام اردو بلاگرز کو دعوت دی جائے کہ وہ اگر چاہیں تو اپنی بلاگ تحریروں کے حقوق اردو لائبریری کو تفویض کر دیں اور اپنی تحریروں کو ای بک کی شکل میں اردو لائبریری گوشہ بلاگرز میں شامل کریں۔ بدتمیز نے جب تصویر ای بک میں شامل کرنے کی اجازت دی تو ساتھ ہی اپنی تمام تحریروں کے لیے بھی اجازت دے دی۔ اس اجازت سے بہت زیادہ ہمت اور حوصلہ بڑھا اس وقت اس سمت میں کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ تھینکس ٹو بدتمیز۔

ای بک کے پہلے ڈرافٹ کے لیے زکریا اجمل اور ماورا نے تنقیدی نظر پیش کی تھی۔ زکریا بھائی نے کئی مفید نکات اس سلسلے میں رہنمائی کیے۔ سعود بھائی صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں کے مصداق موجود بھی رہتے ہیں، مسائل کے حل اور تجاویز بھی پیش کرتے ہیں مدد کرتے ہیں رہنمائی کرتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ میں تو ایک پروگرامر ہوں بس، میں بلاگنگ کہاں کر سکتا ہوں۔ امید ہے کہ سعود بھائی بلاگ بنا لینے کے بعد بلاگنگ میں تسلسل بھی لے آئیں گے۔

ہفتہ بلاگستان میں بلاگ دنیا کے حوالے سے فہرست مرتب کرتے وقت جو اہم نکات پس منظر میں تھے انہی میں سے ایک یہ تھا کہ اردو دنیا میں اختلاف رائے کے اظہار کے سبب سے عام طور پر جو ایک دوسرے سے خلیج پیدا ہو جاتی ہے تو کچھ ایسا بھی سلسلہ ہو کہ سب مل بیٹھیں اور کچھ دن اس طرح سے گذریں کہ ہماری روزمرہ زندگی میں ہماری مشترکہ دلچسپیوں پر بھی بات ہو، ہم اپنا بچپن شیئر کر سکیں، اپنی شرارتیں، اپنی بے فکری کے دن تعلیم، موجودہ زندگی کے مختلف زاویوں کو اپنے اپنے رنگ میں دیکھ اور پیش کر سکیں، اپنی کوئی خوشی، اپنا کوئی غم، آئندہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں، کیا کر سکتے ہیں، کن ایشوز پر ہم ایک مشترکہ یا متفقہ رائے تشکیل دے سکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا ہم اختلافات کی موجودگی میں بھی ایک ہونے کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ خوشی کی بات ہے کہ اس کا عملی جواب ہفتہ بلاگستان میں تقریباً ہر ایک بلاگر نے شعوری یا لاشعوری طور پر دیا اور یہ جواب اثبات میں ہے۔

موجودہ اردو دنیا کو اگر سرسری طور پر بھی دیکھیں تو اس حقیقت کا واضح احساس ملتا ہے کہ اس وقت اردو دنیا میں بیشتر مخلص نام موجود ہیں جو کسی نہ کسی زاویہ سے اپنا اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، کرنا چاہتے ہیں اور کر بھی رہے ہیں اردو کی ترویج کے لیے، اپنی اقدار کی حفاظت کے لیے، نئے چیلنجز کے استقبال کے لیے، نشاۃ ثانیہ کے لیے اور یہ نام کم نہیں ہیں، متعدد مخلص ناموں کا ایک ہی عصر میں اکٹھا ہونا نشاۃ ثانیہ کے لیے انتہائی اہم عنصر ہے۔

بیشتر توجہ اصل مسائل کے ادراک کے لیے اور تھوڑا سا وقت ان مسائل کے حل کے لیے چاہیے اور سفر کسی بھی رفتار سے ہو تسلسل بہت اہم اور ضروری ہے۔ ہمیں اعتماد کے ساتھ اپنی زبان کا استعمال کرنا ہے، اپنی اچھی اقدار کی حفاظت کرنا ہے، تنقید کے باب میں برداشت کی عملی ریاضت پیش کرنا ہے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے پہلا قدم خود اٹھانا ہے۔ ہفتہ بلاگستان میں کئی اہم اور دلچسپ چیزیں سامنے آئیں۔

بہت سے بلاگرز نے بہت دلچسپ لکھا، بہت سے بلاگرز نے سنجیدہ امور کے حوالے سے معیاری تحاریر پیش کیں۔ کچھ ایسے نکات بھی سامنے آئے جن پر ضرورت ہے کہ سنجیدہ گفتگو کا سلسلہ رکھا جائے۔ ہفتہ بلاگستان ای بک تشکیل کے سلسلے میں اردو دنیا میں بہت سے ناموں سے رابطہ کرنے کی ضرورت پیش آئی، کچھ نام اس سفر میں ساتھ نہ دے سکے

تاہم نایاب حسین نقوی ، زکریا ، اجمل ، بدتمیز ، ریحان علی ، ماورا ، سعود ابن سعید ، شمشاد ، عمار ابن ضیا ، راشد کامران ، شاہدہ اکرم ، خرم بشیر بھٹی ، وہ نام ہیں جنھوں نے بروقت ریسپانس کیا میں آپ سب کو تشکر کہنا چاہوں گی ، حجاب کا ذکر بھی کرنا چاہوں گی ہفتہ بلاگستان کے آغاز کے وقت انٹرنیٹ نہیں لگ رہا تھا تو پہلی اپڈیٹ کے لیے حجاب سے رابطہ کیا اور حجاب نے بتایا کہ پہلے دن کون کون سے بلاگرز نے ہفتہ بلاگستان کے لیے اپنے اپنے بلاگز پر تحریریں پیش کی ہیں ، حجاب آپ کا بھی بہت شکریہ۔

امی ، ابو ، بھیا اور بھابھی لوگ کا بھی شکریہ کہ میں گھنٹوں گھنٹوں جب آنلائن ڈسکشنز اور کاموں میں مصروف ہوتی ہوں تو سب کی مدد ملتی رہتی ہے کسی نہ کسی شکل میں ، حتیٰ کہ چوبیں گھنٹوں میں کسی بھی وقت کسی بھی چیز کی طلب ہو تو مجھے یہیں کیبورڈ کے برابر میں مل جاتا ہے سب

حمزہ اینڈ کو ، کا بھی شکریہ کہ میں اکثر ان کے آنلائن گیمز کے اوقات پر قبضہ کر لیتی ہوں جب کام کرنا ہو یا ڈسکشنز وغیرہ تو وہ مجھے اپنے وقت میں سے بہت سا وقت دے دیتے ہیں

ای بک میں شامل تحاریر کی پروف ریڈنگ نہیں کی گئی چند ایک جگہوں پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی ہے تاہم باقاعدہ پروف ریڈنگ نہیں کی گئی۔ ای بک میں غلطی خارج از امکان نہیں کہ اس کی تشکیل کی ذمہ داری بنیادی طور پر جن دو ناموں نے اٹھائی دونوں کا تعلق اس میدان سے نہیں ہے۔ یہ ای بک آپ کو کیسی لگی ، ای بک کی تشکیل میں کیا کچھ کمی رہ گئی ، اسے کس طرح بہتر بنایا جاسکتا تھا اس حوالے سے آپ سب اپنی آرا پیش کر سکتے ہیں۔

آخر میں ہفتہ بلاگستان ای بک اجراء کے موقع پر میں ایک اہم اعلان بھی کرنا چاہوں گی کہ یہ ای بک دراصل "اردو بلاگ مجلّہ" کا آغاز بھی ہے۔ آغاز میں "بلاگ مجلّہ" کو سہ ماہی پیش کیا جائے گا اور آئندہ اسے ماہانہ کی صورت دی جائے گی۔

اس ای بک کے آخری صفحہ پر آپ کو اختتام کی جگہ "جاری۔۔۔" لکھا نظر آئے گا ، یہ علامت ہے کہ ہمیں ایک بہترین کمیونٹی کی صورت آگے بڑھنا ہے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے کسی مسیحا کا انتظار محض کرنے کے بجائے ہمیں خود قدم اٹھانا ہیں اور بڑھتے جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آج ایک بڑی ذمہ داری سے سرخرو ہونے کا موقع ملا۔

آپ سب کا بہت شکریہ

سیدہ شگفتہ

22 جنوری 2010ء

URDU LIBRARY

مقدمہ از زیک

معلوم نہیں کیوں مجھے یہ مقدمہ لکھنے پر مامور کیا گیا ہے اگرچہ وکالت سے کوئی تعلق نہیں اور اردو سے بھی تعلق دن بدن کم ہی ہو رہا ہے۔ مگر سیدہ شگفتہ کا اصرار تھا کہ لکھوں اور میں کسی سید کی بات کیسے ٹال سکتا تھا کہ ہم نے تو سید جان کیری کی بات بھی مان لی تھی۔ پہلا مسئلہ جو درپیش ہوا وہ یہ تھا کہ میں نے ہفتہ بلاگستان کی اکثر تحریریں پڑھی ہی نہیں تھیں۔ مرتا کیا نہ کرتا سو سے زائد پوسٹس پڑھیں۔

اردو بلاگرز کی تحریر اکثر اچھی ہوتی ہے (جب تک وہ سیاست اور مذہب سے تحریر کو دور رکھیں)۔ یہ میرا اپنا معیار ہے ممکن ہے آپ کو اختلاف ہو۔ مگر کچھ مسائل تحریر کا لطف کرکرا کر دیتے ہیں۔ کئی بلاگر جتنا بڑا فونٹ استعمال کرتے ہیں اس حساب سے لائنوں میں وقفہ نہیں ڈالتے اور الفاظ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ پڑھنے کے لئے فونٹ سائز چھوٹا کر کے عینک پہننی پڑتی ہے۔ کچھ لوگ پیراگراف سے ناواقف ہیں اور مسلسل لکھے جاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد میں بھول جاتا ہوں کہ کہاں پڑھ رہا تھا۔ کچھ سمائیلز استعمال نہیں کرتے اور کچھ ان کا اتنا بے دریغ استعمال کرتے ہیں کہ صفحے پر الفاظ کم اور سمائیلز زیادہ نظر آتے ہیں۔ لنک اور بلاک کوٹ کے غیر استعمال کے بارے میں میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ حال ہی میں لنکس کا استعمال کرنے والے بلاگز میں اضافہ ہوا ہے جو ایک خوش آئین بات ہے۔

ہفتہ بلاگستان کا آغاز یوم بچپن سے ہوا جس میں کچھ 26 تحریریں شامل ہیں۔ لگتا ہے یادِ ماضی (کم از کم یاد بچپن) اردو بلاگرز کے لئے عذاب نہیں ہے۔ مختلف قسم کے بچپن کے واقعات کے درمیان حمزہ کی تحریر اہم تھی کہ وہ ماضی بعید کی بجائے شاید حال ہی کے بارے میں تھی۔ خرم شہزاد نے اپنے بچپن کی بجائے دوسروں کے بچپن سے خوش ہونے کا فیصلہ کیا جبکہ دو تین بلاگرز نے واقعات کی بجائے تصاویر کا سہارا لیا۔ تعلیم کے بارے میں کافی مختلف تحاریر پڑھنے کو ملیں۔ کچھ نے اپنے بچپن اور پڑھائی پر لکھا تو کچھ نے پاکستان کے نظام تعلیم کو کوسا۔ ماوراء نے ناروے کے نظام تعلیم پر لکھا تو میں نے امریکہ میں اپنی بیٹی کے سکول شروع کرنے کے بارے میں۔

بلاگنگ کے بارے میں بلاگرز نے اکثر بلاگنگ سے اپنے تعارف کے بارے میں بتایا۔ ہمارے جیسے کچھ بلاگر بھی ہیں جن کی عمر اتنی گزر چکی ہے کہ یادداشت کی کمزوری بلاگنگ سے پہلے تعارف پر چھا گئی ہے۔ اب ہمارا اکثر وقت نوجوان بلاگرز کو نصیحت کرتے گزرتا ہے۔ شکر ہے ہم نسٹالجیا کا شکار نہیں ہوئے ورنہ ساتھ یہ رونا بھی روتے کہ گزرے وقتوں میں اردو بلاگنگ کا کیا بہترین معیار تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ حقیقت بھی ہو کہ پانچ سال پہلے اردو بلاگ ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شاکر عزیز جیسے نوجوان بلاگر جنہیں بلاگنگ کرتے چار سال بھی نہیں ہوئے خود کو آثار قدیمہ میں شمار کرتے ہیں اگر آپ اس دن کی صرف اک تحریر پڑھ سکتے ہیں تو راشد کامران کو پڑھیں۔ مگر وہاں بھی آپ کو بہت سے لنکس پر کلک کرنا پڑے گا۔ کامی نے اقبال کی میری پسندیدہ نظم سے

اردو بلاگنگ کا نقشہ بالکل ٹھیک پیش کیا کہ

بلاگ تو بنا لیا پانچ ہی منٹ میں

دماغ اپنا خالم خالی تھا برسوں میں بلاگر بن نہ سکا

یوم پکن کے لئے کئی بلاگرز نے اپنی خفت مزاحیہ تراکیب کے ذریعہ مٹانے کی کوشش کی۔ کچھ بلاگرز نے ترکیب کے ساتھ ساتھ کھانے کی تصاویر بھی پوسٹ کیں۔ ہم نے ایسی کئی تصاویر کو زوم کر کے بغور دیکھا تا کہ یہ اندازہ لگائیں کہ یہ ترکیب مزیدار کھانے کی ہے یا نہیں۔ یوم مزاح سے میں نے کم از کم یہی سبق لیا کہ مزاح لکھنا کافی مشکل کام ہے۔ یوم ٹیگ کے متعلق کچھ نہ ہی کہا جائے تو بہتر ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سیدہ شگفتہ یہ نوٹ کر لیں کہ میں نے اس ٹیگنگ میں حصہ نہیں لیا۔ فوٹوگرافی کا کافی شوق ہے اس لئے یوم فوٹوگرافی پر پوسٹس کافی غور سے دیکھی

تھیں۔ بلاگرز نے کافی اچھی تصاویر پوسٹ کیں۔ یورپ، ایشیا، امریکہ سے لیکر اپنی اور اپنی فیملی کی سب تصاویر اچھی تھیں۔ آخری دن ٹیکنالوجی سے متعلق تھا۔ کچھ بلاگرز نے بلاگنگ تھیم کو اردو میں کرکے اس میں حصہ لیا مگر بہترین تحریر راشد کی تھی جس میں سائبر احتیاط پر بات کی گئی۔ آخر میں بلاگنگ کے حوالے سے ایک درخواست: آپ ہفتہ بلاگستان میں شامل تمام تحاریر اس ای بک میں پڑھ سکتے ہیں یا منظر نامہ پر ان کی فہرست بمع لنکس کے موجود ہے مگر بلاگرز میں سے صرف چند ہی ہیں جنھوں نے کیٹگری یا ٹیگ "ہفتہ بلاگستان" کے ذریعہ اپنی تحریروں کو اکٹھا کیا ہے۔ پلیز ٹیگز کا استعمال کریں تاکہ آپ کی کسی بھی موضوع پر تحریر ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔

تجویز و ترتیب ہفتہ بلاگستان 2009

اچھا جناب ایک تجویز۔۔۔ اس سے پہلے کہ کچھ ہو جائے تو میرا دل ہے کہ ہم سب بلاگرز مل کے ایک ہفتہ منائیں یعنی کہ ایک ہفتہ منایا جائے بنام۔۔۔ ہفتہ بلاگستان۔۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں اور کچھ سنجیدہ موضوعات پر بھی بات ہو سکے اس تجویز سے پہلے ایک خیال یہاں پیش کیا تھا۔۔۔ حالیہ تجویز گذشتہ سے پیوستہ۔ دراصل کچھ اس طرح سوچا کہ یعنی ایسا سلسلہ ہو کہ تمام اردو بلاگرز دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی ہوں سب کی ایک ساتھ شرکت ممکن ہو سکے اور اس طرح سب کی ذاتی مصروفیات بھی متاثر نہیں ہوں گی۔۔۔ اگر ہم ہفتہ بلاگستان منائیں تو اس کی شکل کچھ اس طرح ہو سکتی ہے

پہلا دن: یوم بچپن۔۔۔ (ہم سب اپنے اپنے بچپن کا کوئی یادگار واقعہ شیئر کریں اپنے اپنے بلاگ پر)

دوسرا دن: یوم ٹیگ / فی البدیہہ ٹیگ۔۔۔ یعنی کوئی ایک آسان سا ٹیگ سلسلہ ہوں اور تمام بلاگرز ٹیگ جواب لکھیں اپنے اپنے بلاگ پر

تیسرا دن: یوم تعلیم۔۔۔ یعنی اسکول، کالج، یونیورسٹی یا ارد گرد سے تعلیمی حوالے سے کوئی سی بھی عام سی بات، خیال یا منفرد یاد اپنے بلاگ پر شیئر کر سکتے ہیں اور اگر یوم تعلیم کو مکمل سنجیدہ شکل دینا چاہیں تو تعلیم کے حوالے سے کوئی موضوع رکھا جا سکتا ہے جس پر سب لکھیں۔

چوتھا دن: یوم آج۔۔۔ اس دن کیا کیا جائے؟ کیا موضوع ہو؟ یا پھر اردو بلاگ دنیا کو آپس میں مربوط کرنے کے لیے ڈسکشن ڈے رکھنا چاہیے اردو بلاگ دنیا کے مسائل کو فوکس کیا جائے۔۔۔ تمام بلاگ دنیا کا بہتر باہمی رابطہ۔۔۔ کیا اردو بلاگ دنیا کو کسی ضابطہ اخلاق کی ضرورت ہے؟

پانچواں دن: یوم باورچی خانہ۔۔۔ سب بلاگرز کو کھانے پینے سے کچھ زیادہ ہی دلچسپی ہے 🙂 تو سب بلاگرز کوئی سی بھی ایک ڈش خود بنائیں اور اس کی ترکیب اور تصویر شیئر کریں بلاگ پر۔۔۔ اور یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ اس ڈش کو چکھنے اور کھانے والوں پر کیا کچھ بیت گئی 🙂

چھٹا دن: یوم مزاح۔۔۔ بلاگرز کوئی مزاحیہ تحریر لکھیں بلاگ پر

ساتواں دن: یوم فوٹو گرافی

..... اختتام

اب اگر یہ تجویز قابل عمل معلوم ہو تو: یہ ہفتہ کب منایا جائے؟ ہفتہ کے دنوں میں تمام ترتیب کیا بہتر ہو سکتی ہے اوپر دی گئی ترتیب کے مقابلے میں؟ درج بالا ترتیب میں جو آپشنز ہیں ان میں سے کون کون سے آپشنز قابل عمل ہیں یا منتخب کیے جائیں؟ (دیے گئے آپشنز سے ہٹ کر کوئی نیا خیال بھی پیش کیا جا سکتا ہے) ہفتہ بلاگستان کا آغاز اور اختتام کس طرح کیا جائے؟ آپ سب اگر چاہیں تو تجاویز و آراء پیش کیجیے۔۔۔ شکریہ

ہفتہ بلاگستان : تجویز اپڈیٹ از سیدہ شگفتہ

اس تجویز پر آپ تمام بلاگرز جنھوں نے بلاگ پر یا مسنجر پر رائے دی اور پسند کیا اور یاد دہانی کروائی آپ سب کا بہت شکریہ۔
گزشتہ پوسٹ تجویز کے قابل عمل ہونے کی صورت میں ہفتہ بلاگستان منانے کے لیے آراء کے پس منظر میں تھی۔ تاریخ یا دورانیہ کب سے کب تک ہو اس سلسلے میں ساجد اقبال بھائی نے دلچسپ لکھا یعنی بغیر جھان بین کے منظور اور بس تاریخ رکھ دی جائے باقی آراء کے مطابق کسی بھی تاریخ پر اتفاق ظاہر کیا گیا ہے تو ایسا کرتے ہیں کہ ۱۵ اگست 09 سے ۲۱ اگست 09 تک کا دورانیہ رکھ لیتے ہیں۔ یعنی تقریباً دو ہفتے بعد۔ یہ دورانیہ چند ایک وجہ کی بنا پر ہے جیسے تاکہ جو بلاگرز روزانہ مسلسل لکھنے کی بجائے پہلے سے اپنے ڈرافٹ تیار کرلینا چاہیں تو اس دوران تیار کرلیں۔ اگر کسی کا بلاگ پہلے سے موجود نہ ہو تاہم بلاگ بنانے کی خواہش ہو اور "ہفتہ بلاگستان" میں شامل ہونا چاہیں تو اس دوران اپنا بلاگ تشکیل دے لیں۔ زیادہ سے زیادہ بلاگرز تک "ہفتہ بلاگستان" کے انعقاد کی اطلاع پہنچ سکے۔ تمام بلاگرز تک اس اطلاع کے پہنچانے کا کیا بہتر طریقہ یا ذریعہ ہو سکتا ہے؟؟ اس سلسلے میں فہد بھائی کی تجویز کا ذکر، ایک مفید تجویز فہد بھائی نے ہفتہ بلاگستان کے لیے منظر نامہ کے حوالے سے دی ہے منظر نامہ اس ہفتہ کے انعقاد میں کیا کردار ادا کرسکتا ہے اس کے لیے منظر نامہ کو دعوت ہے۔ یہ تو بات ہو گئی کہ ہفتہ کب منایا جائے۔ اب ترتیب کی طرف، مختلف دنوں کی ترتیب کے لیے کوئی دوسری تجویز نہیں سامنے آئی اس لیے اسی ترتیب کو یہاں نقل کر رہی ہوں تاہم اگر کوئی تجویز یا تجاوز سامنے آئیں تو اس ترتیب میں اسی لحاظ سے تبدیلی کرلیں گے۔ ہفتہ بلاگستان منانے کی شکل کچھ اس طرح ہو سکتی ہے

پہلا دن : یوم بچپن ۔۔۔ (ہم سب اپنے اپنے بچپن کا کوئی یادگار واقعہ شیئر کریں اپنے اپنے بلاگ پر)
دوسرا دن : یوم ٹیگ / فی البدیہہ ٹیگ ۔۔۔ یعنی کوئی ایک آسان سا ٹیگ سلسلہ ہوں اور تمام بلاگرز ٹیگ جواب لکھیں اپنے اپنے بلاگ پر
تیسرا دن : یوم تعلیم ۔۔۔ یعنی اسکول، کالج، یونیورسٹی یا ارد گرد سے تعلیمی حوالے سے کوئی سی بھی عام سی بات، خیال یا منفرد یاد اپنے بلاگ پر شیئر کرسکتے ہیں اور اگر یوم تعلیم کو مکمل سنجیدہ شکل دینا چاہیں تو تعلیم کے حوالے سے کوئی موضوع رکھا جا سکتا ہے جس پر سب لکھیں۔
چوتھا دن : یوم آج ۔۔۔ اس دن کیا کیا جائے؟ کیا موضوع ہو؟ یا پھر اردو بلاگ دنیا کو آپس میں مربوط کرنے کے لیے ڈسکشن ڈے رکھنا چاہیے اردو بلاگ دنیا کے مسائل کو فوکس کیا جائے ۔۔۔ تمام بلاگ دنیا کا بہتر باہمی رابطہ ۔۔۔ کیا اردو بلاگ دنیا کو کسی ضابطہ اخلاق کی ضرورت ہے؟
پانچواں دن : یوم باورچی خانہ ۔۔۔ سب بلاگرز کو کھانے پینے سے کچھ زیادہ ہی دلچسپی ہے 🙂 تو سب بلاگرز کوئی سی بھی ایک ڈش خود بنائیں اور اس کی ترکیب اور تصویر شیئر کریں بلاگ پر ۔۔۔ اور یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ اس ڈش کو چکھنے اور کھانے والوں پر کیا کچھ بیت گئی 🙂
چھٹا دن : یوم مزاح ۔۔۔ بلاگرز کوئی مزاحیہ تحریر لکھیں بلاگ پر
ساتواں دن : یوم فوٹو گرافی
اختتام

ہفتہ بلاگستان کے آغاز سے پہلے ایک یاد دہانی کی پوسٹ کرنا بھی بہتر رہے گا۔ ہفتہ بلاگستان بنیادی طور پر نئے بلاگرز کی حوصلہ افزائی اور تمام اردو بلاگرز کا ایک وقت میں مل بیٹھنے اور اپنے خیالات شیئر کرنے کے لیے۔ وہ بلاگرز جن کا بلاگ "بلاگسپاٹ" پر ہے توجہ پلیز: اکثر بلاگسپاٹ پر موجود بلاگز پر تبصرہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے کئی بلاگز ایسے ہیں جن پر تبصرہ کرنے جائیں تو پیچیدہ طریقہ کار کی وجہ سے بغیر تبصرہ آنا پڑتا ہے۔ اگر آپ بلاگسپاٹ پر بنے ہوئے بلاگز پر تبصرہ شامل کرنے کا کچھ آسان طریقہ ہو تو اسے اپنے اپنے بلاگز پر فراہم کردیں۔

دعوت شرکت از سیدہ شگفتہ

السلام علیکم

کل پندرہ اگست ہے اور کل سے "ہفتہ بلاگستان" کا آغاز ہونا ہے۔ یہ پوسٹ یاد دہانی کے طور پر ہے۔ آپ تمام بلاگرز جنھوں ہفتہ بلاگستان کے انعقاد کے سلسلے میں اپنی مفید آراء کا اظہار کیا اور رہنمائی کی آپ سب کا بہت شکریہ۔

اس پوسٹ کے بعد کچھ مزید آراء سامنے آئیں جن کے مطابق یہ کہ بلاگرز کی سہولت کے پیش نظر مسلسل سات دن تک روزانہ لکھنے کی بجائے دورانیہ دو ہفتوں تک بڑھا دیا جائے لہٰذا اب دورانیہ پندرہ اگست 09 سے ماہ اگست کے آخر تک ہوگا۔

جن عنوانات اور موضوعات میں آپ شریک ہو سکتے ہیں وہ فہرست یہاں اور یہاں درج ہے۔

چونکہ اب دورانیہ بڑھ گیا ہے آپ ان موضوعات میں سے تمام میں شریک ہو سکتے ہیں یا اپنی دلچسپی کے لحاظ سے موضوعات اس فہرست سے شرکت کے لیے منتخب کر سکتے ہیں۔

جو بلاگرز مصروف ہوں یا بلاگرز جو پاکستان میں ہیں ان کے لیے بجلی اور انٹرنیٹ کی دستیابی کے مسائل کے سبب سے مذکورہ فہرست کی ترتیب کو فالو کرنا مشکل رہے گا ایسی صورت میں کسی بھی موضوع کو اس دورانیہ میں کسی بھی دوسرے دن بلاگ کر لیں۔

میرے پاس اس دورانیہ میں فرصت ہوگی مختلف دنوں میں سو "ہفتہ بلاگستان" کی اپڈیٹ دینا بھی کسی حد تک ممکن ہوگا میرے لیے۔

تاہم انٹرنیٹ کی عدم دستیابی اگر درپیش رہی تو پھر یہ انجام دہی ناممکن ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں ہفتہ بلاگستان کے لیے کوئی ایک یا زائد بلاگرز اپڈیٹ دینا چاہیں تو بہت بہتر رہے گا۔

راشد کامران بھائی نے "ہفتہ بلاگستان کے خصوصی زمرے" کی مفید تجویز دی ہے اس کی تفصیل یہاں موجود ہے۔

اگر اس دورانیہ میں مکمل فہرست میں شرکت کے علاوہ بھی آپ مزید کسی موضوع کو شامل فہرست کرنا چاہیں تو اس موضوع پر اپنے بلاگ پر ایک پوسٹ کر دیں اور دیگر بلاگرز کو اس موضوع پر شرکت کی دعوت دے دیں۔

ہفتہ بلاگستان کی فہرست میں ایک دن ٹیگ کے لیے مخصوص ہے، یہ ٹیگ کیا ہو؟ ماہرین و متاثرینِ ٹیگ توجہ پلیز 🙂

"ہفتہ بلاگستان" اردو بلاگ کمیونٹی کو ایک مختلف انداز میں ایک پلیٹ فارم پر مل بیٹھنے، نئے بلاگرز کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی، اور اردو بلاگنگ میں اہم، منفرد اور نئے افق تلاش کرنے اور اردو بلاگنگ کو دلچسپ اور مفید بنانے کے پس منظر میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے،

اس سلسلے میں آپ سب کو دعوتِ شرکت ہے۔

آپ سب کا شکریہ

GOSHA-E-BLOGS URDU LIBRARY

یوم بچپن

بچپن کی آزاد دنیا از افتخار اجمل بھوپال

ہفتہ بلاگستان۔ بچپن کی آزاد دنیا

منظر نامہ کے منتظمین کا شکریہ کہ مجھے چھ سات دہائیوں کا .ی کا سفر طے کرنے کیلیئے تھوڑا سا وقت عنائت کر دیا . مجھے اپنے بچپن کے دو واقعات یاد ہیں۔ اس کے علاوہ میرے پہلی اور دوسری جماعت کے دو واقعات ہیں جو مجھ سے 7 سال بڑی میری پھوپھی زاد بہن نے بتائے .مارچ 1947ء میں فسادات شروع ہوگئے اور سکول بند ہوگئے۔ ستمبر میں ہم بچوں کو حفاظت کی خاطر کسی کے ساتھ چھاؤنی بھیجا گیا نتیجہ اپنے بزرگوں سے جدائی بن گیا۔ 18 دسمبر کو پاکستان پہنچنے پر باقی ماندہ بزرگوں سے ملاقات ہوئی۔ مجھے جنوری 1948ء میں خاص رعائت کے تحت امتحان لے کر سکول میں داخل کر دیا گیا۔ مارچ 1948ء میں سالانہ امتحان ہوا۔ سارا سال پڑھائی کی بجائے 10 ماہ خوف و دہشت اور 2 ماہ بے یقینی میں گذرے تھے۔ نتیجہ نکلا تو ہماری جماعت کے طلباء کے نام پکار پکار کر کامیاب قرار دیا گیا۔ آخر میں اعلان ہوا کہ افتخار اجمل جسے رعائتی طور پر داخل کیا گیا تھا وہ فیل ہے اور دوسرا افتخار اجمل اوّل آیا ہے۔ افتخار اجمل فیل کا سن کر میرا دماغ بند ہوگیا تھا اسلیئے شاید میں دوسرے افتخار اجمل کا سن نہ سکا۔ میں بھاری قدموں سے گھر کو روانہ ہوا۔ 2 کلو میٹر کا فاصلہ 20 کلومیٹر بن چکا تھا۔ گھر پہنچ کر سب سے نظریں چُرا کر ایک کمرے میں گُھس گیا۔ بیس تیس منٹ بعد ہمارے سکول کا ایک طالب علم ہمارے گھر آیا اور مبارک دے کر مٹھائی کا مطالبہ کیا تب گھر والوں نے مجھے ڈھونڈا۔ میں پھُوٹ پڑا ۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ لڑکا بولا "تم اوّل آئے ہو تو رو کیوں رہے ہو؟ " میری جماعت میں ایک اور افتخار اجمل تھا جو فیل ہوگیا تھا

یہ 1946ء کی بات ہے جب میں چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ ہم بچے مغرب کے بعد ایک کھیل میں مشغول تھے جس میں آدھے لڑکے چھُپتے ہیں اور باقی آدھے انہیں ڈھونڈتے ہیں۔ جب ہماری ٹیم کی ڈھونڈنے کی باری آئی تو ہم بھاگ بھاگ کر تھک چکے تھے۔ ہمارے ایک ساتھی نے بہانہ بنایا کہ اُس نے جن دیکھا ہے اسلیئے گھر چلنا چاہیئے۔ میں چونکہ جھوٹ نہیں بوتا تھا اسلیئے مجھے چُپ رہنے کا کہا گیا۔ جب اس لڑکے نے دوسرے لڑکوں کو جن کا بتایا تو انہوں نے میری طرف دیکھا۔ میں چُپ رہا۔ بلاتوقف اسی لڑکے نے کہا "اجمل کو معلوم ہے جن کیسا ہوتا ہے"۔
اس پر کئی لڑکوں نے کہا "اجمل بتاؤ جن کیسا ہوتا ہے ؟" میں نے کہا۔ میں نے سُنا ہے کہ اس کے لمبے دانت ہوتے ہیں اور آنکھیں جیسے آگ نکل رہی ہو"۔ سب لڑکے ڈر گئے اور گھر کی راہ لی جب میں دوسری جماعت میں پڑھتا تھا سکول سے گھر پہنچا تو میری متذکرہ پھوپھی زاد بہن نے میرے بستے کی تلاشی لی اور میری اُردو کی کاپی نکال کر کہنے لگی "آج 10 میں سے 9 نمبر کیوں ؟"
میرا جواب تھا "کرنا تھی برکت پر ہو گئی حرکت"۔ استاذ صاحب نے اِملا لکھائی تھی جب اُنہوں نے برکت بولا تو مجھ سے کافی دور تھے۔ مجھے حرکت سمجھ آیا اور میں نے حرکت لکھ دیا جس پر ایک نمبر کٹ گیا . پہلی جماعت کا نتیجہ سُن کر میں مُنہ بسورے گھر پہنچا۔
پوچھا گیا "فیل ہوگئے ہو؟" میں نے کہا "نہیں"۔ پھر پوچھا "پاس ہوگئے ہو تو منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟" میرا جواب تھا "میں پاس نہیں ہوا"۔ پھر کہا گیا " نہ فیل ہوئے نہ پاس ہوئے تو پھر کیا ہوا؟" میں نے جواب دیا "فرسٹ آیا ہوں"

بچپن از بد تمیز

یوم بچپن

میرے بچپن اور بچپن کے تمام واقعات و حرکات نا قابل اشاعت ہیں لہٰذا صرف تصویر پر گزارا کریں۔ کچھ قصور میرے ابو کا بھی ہے کہ وہ میرا بلاگ نہایت زور و شور سے پڑھتے ہیں اور نتیجتہ کال آجاتی ہے کہ یہ کیوں لکھا۔ خیر یہ تصویر میرے ابو کو بہت پسند تھی۔ اتنی کہ انہوں نے بڑی کروا کر فریم کرکے گھر میں لگا رکھی تھی۔

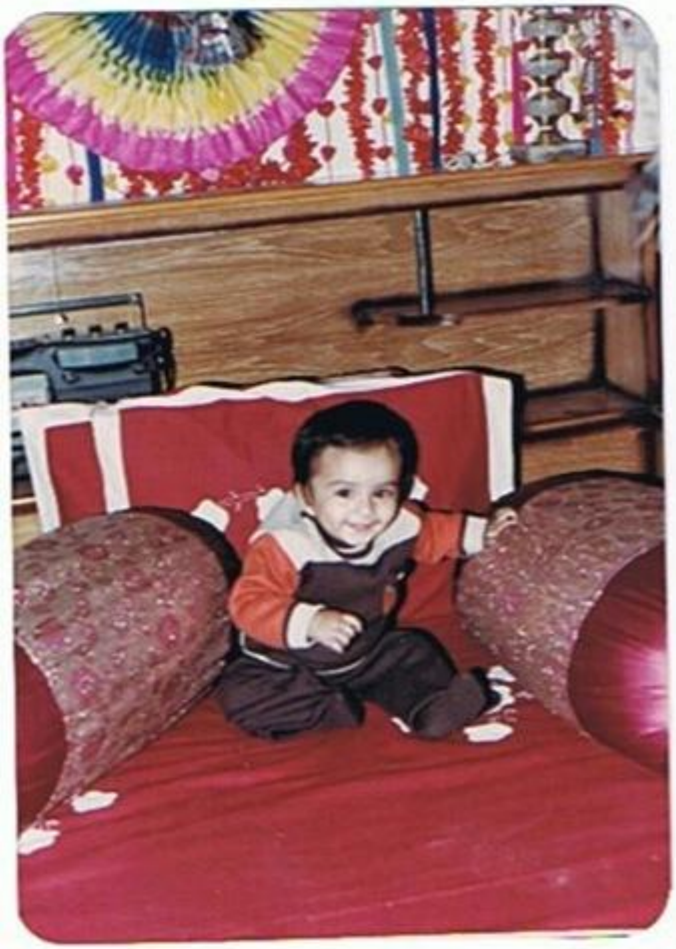

بچپن از بلو بلا

بلو بلا۔۔۔یوم بچپن

چونکہ ہم دو ہیں اور ہمارا بچپن ایک ساتھ نہیں گزرا اس لئے ہمارے بچپن کے واقعات بھی الگ الگ ہیں پہلے میں لکھ دیتا ہوں پھر بلا صاحب بھی اپنا کوئی واقعہ لکھ دیں گے۔

یوم بچپن : بلوُ

جی تو میرا ایک واقعہ ہے جو میرے بھائی کو حوالے سے ہے ہوا کچھ یوں کہ ہمارے محلے میں ایک فیملی رہتی تھی ان کے ہاں زیادہ تر خواتین ہی تھیں، خیر ان میں سے ایک لڑکی میرے بھائی صاحب کو بہت پسند تھی جس کا علم تقریباً ہم سارے گھر والوں کو تھا۔ خیر ہوا یہ کو وہ لڑکی اک دن ہمارے گھر آئی اس وقت ہم بچے بیٹھک میں کھیل رہے تھے اس نے باجی کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کے اندر کمرے میں چلی جائیں پر وہ کمرے میں نہیں

گئی اور . چلی گئی میں دوبارہ کھیل میں مصروف ہوگیا، کچھ دیر بعد میں کھیل سے فارغ ہو کر کمرے میں گیا تو میں نے دیکھا کہ بھائی صاحب ہیٹر کے سامنے بڑے معزز بنے بیٹھے ہیں چونکہ اس وقت بھی لوڈ شیڈنگ ہوا کرتی تھی اس لئے میں یہ نہیں دیکھ پایا کہ کمرے میں اور کون کون بیٹھا ہے اور بھائی صاحب اس لئے نظر آ گئے کہ وہ ہیٹر کے سامنے بیٹھے تھے اور اس کی روشنی کی وجہ سے دکھائی دیے خیر میں نے انہیں دیکھتے ہی لپکتے ہوئے کہا " بھائی صاحب مسرت آئی تھی " اور اچانک لائٹ آ گئی،

جیسے ہی لائٹ آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لڑکی بھی اس کمرے میں باجی اور امی کے ساتھ موجود ہے اور میری بات سنتے ہی اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور میرے پیروں سے زمین نکل گئی کہ اب کیا ہوگا میرے پاس بہت اچھا موقع تھا کہ میں ابھی دروازے پہ ہی کھڑا تھا چاہتا تو . باہر بھاگ جاتا پر میں ڈر اور شرمندگی کے مارے امی کے پیچھے جا کر چھپ گیا اور سر نیچے کرکے لیٹا رہا، تھوڑی دیر بعد میری امی نے خود سے بات بنا کر کہا کہ بلو کہہ رہا ہے کہ مسرت باجی سے کہو کے مجھے معاف کردیں تو اس نے کہا کوئی بات نہیں اور وہ چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی بھائی صاحب نے مجھے گود میں اٹھا کر پیار کرنا شروع کردیا اور خوشی سے پاگل ہی ہوگئے۔ میں آج تک یہ سوچتا ہوں کہ اس میں اتنی خوش ہونے والی کیا بات تھی ؟؟؟؟

اگر یہ واقعہ آپ کو اچھا نہیں لگا تو بتا دیں میں کوئی اور واقعہ سنا دیتا ہوں۔

اک دلدوز واقعہ از جعفر

یہ قصہ ہے چھٹی جماعت کا۔ جب ہم بزعم خود پرائمری کے بچپن سے نکل کر مڈل کی جوانی میں تازہ تازہ وارد ہوئے تھے۔ چھٹی کے داخلہ ٹیسٹ میں اول آنے کے جرم میں ہمیں اپنی جماعت کا مانیٹر بھی بنادیا گیا تھا۔ حالانکہ یہ "بندر کے ہاتھ استرے" والی بات تھی۔ اگر آپ میں سے کوئی سکول میں مانیٹر رہا ہو تو اسے علم ہوگا کہ اقتدار کتنی نشہ آور چیز ہے . یہ مئی کے اواخر کا واقعہ ہے۔ تیسرا اور چوتھا پیریڈ عباس صاحب کا ہوتا تھا جو ہمیں سائنس اور معاشرتی علوم سکھانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اس دن وہ چھٹی پر تھے، ان کی جگہ جو استاد پیریڈ لینے کے لئے آئے تھے وہ پانچ منٹ کے بعد ہی کلاس کو مانیٹر کے حوالے کرکے "ضروری" کام سے چلے گئے۔ اب میں تھا اور میری رعایا۔ اسی اثناء میں ساتویں کلاس کا ایک لڑکا ہماری جماعت میں داخل ہوا اور مجھ سے پوچھا، "عباس صاحب کہاں ہیں؟"۔ زبان پھسلنے کی بیماری مجھے بچپن سے ہی ہے۔

میرا جواب تھا "عباس صاحب آج "پھُٹ" گئے ہیں"۔ بس جی اس کمینے نے اگلے دن یہی "بے ضرر" سی بات ان کو نمک مرچ اور نمبو لگاکے بتادی۔ اگلے دن تیسرے پیریڈ کے شروع ہوتے ہی انہوں نے اپنی مخصوص روبوٹ جیسی آواز میں کہا۔ "موونیٹرررر کہاں ں س ہے ے ے؟"۔ میں ان کی کرسی کے دائیں جانب جاکر کھڑا ہوگیا۔ اس میں بھی ایک مصلحت تھی۔ وہ یہ کہ انکے سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا اور شہادت کی انگلی کسی نامعلوم وجہ سے بہت موٹی تھیں۔ لہٰذا جب وہ سیدھے ہاتھ سے کان مروڑتے تھے تو اتنا درد نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جناب، انہوں نے اس دن کان نہیں مروڑے بلکہ مجھے پورا ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً پچاس ڈگری سینٹی گریڈ میں اصیل ککڑ بنائے رکھا۔ چوتھا پیریڈ ختم ہونے پر جب میں ککڑ سے انسان کی جون میں . آیا تو کھڑا ہونے کی کوشش میں گرگیا اور اگلے دو پیریڈ بے ہوشی کے مزے لوٹے۔ اگلے تین سال وہی شکایتی ٹٹو مجھے "عباس صاحب "پھُٹ" گئے" کہہ کر چھیڑتا رہا۔ وہ تو جب میں نویں میں پہنچا اور ہتھ چھٹ ہوا اور ایک فزبی کے پیچ میں اس کی پھینٹی لگائی تو پھر اس نے میری "عزت" کرنی شروع کی!

بچپن کا یادگار واقعہ از حجاب

شگفتہ نے ہفتہء بلاگستان شروع کیا اور خود منظر سے غائب ہو گئیں اُن کا نیٹ حسبِ روایت بے وفائی کر گیا میں نے بھی دیر کر دی 15 اگست یومِ بچپن کی پوسٹ 2 دن لیٹ ـــــ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا ـــــ میرے بچپن کے واقعات تو اتنے خطرناک ہیں کہ سوچ رہی ہوں کہ کون سا لکھوں بچپن میں عید کے دن کا ایک واقعہ ـــــ عید کے دن میں تیار شیار ہو کے گھر کے باہر اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی کہ میری دادی جان باہر تشریف لائیں کہ میرے ساتھ بازار چلو کدّو لانا ہے ـــــ میں نے پہلے تو انکار کیا اور کہا دادی عید کے دن کدّو کیوں لائیں گی عید کے دن کوئی کدّو نہیں پکاتا مگر دادی نہیں مانیں میں نے کہا چلیں ـــــ دادی کو بازار لے جا کر سبزی والے کے پاس کھڑا کیا اور میں بھاگ کے گھر آ گئی ـــــ دادی کو راستہ پتہ نہیں تھا گھر تک کا کوئی 2 گھنٹے بعد ابّو گھر سے باہر آئے اور پوچھا دادی کہاں ہیں تم اُن کو لے کر بازار گئی تھی ـــــ میں نے کہا جی میں اُن کو وہاں چھوڑ کر آ گئی تھی ابّو دادی کی تلاش میں گئے ـــــ میری دادی جان مارکیٹ پر ایک بُھنے ہوئے چنے اور چلغوزے کی دکان تھی وہاں سے اکثر چیزیں لیا کرتی تھیں ـــــ دادی وہاں کھڑی تھیں کہ اب کیا کیا جائے کوئی جاننے والا ملے تو گھر جایا جائے ـــــ شُکر دادی مل گئیں مجھے اس بات پر غصّہ نہیں آیا تھا کہ عید کے دن کھیل میں ڈسٹرب کیا دادی نے، غصّہ یہ تھا کہ عید کے دن کدّو کون پکاتا ہے ـــــ دادی اُس کے بعد کبھی بھی مجھے لے کر بازار نہیں گئیں .

میرا بچپن از حمزہ

میں تیسرے گریڈ میں پڑھتا ہوں جب میں چلنا سیکھ رہا تھا

تو میں نے ایک دن جب میری پھپھو اور انکل آئے ہوئے تھے

اور کھانا جب لگا تو

میں نے سارا کا سارا کھانا گرا دیا

ایک دن شگفتہ کی دوست آئی ہوئی تھیں تو میں نے ان کے کپڑوں پر سالن گرا دیا تھا

کل میرا کزن آیا ہوا تھا تو میں نے ےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےےے

اس پر پانی گرا دیا بڑا مگ پانی کا بھرا ہوا

ایک بار شگفتہ سو رہی تھی تو میں نے پانی کا جگ بھر کر ٹھنڈے پانی کا بھر کر چپکے سے جا کے پاؤں پر ڈال دیا

ایک دن میں نے ایک چوڑی آگ پر گرم کی بہت زیادہ گرم م م م م م م م م

پھر میں کچن سے شگفتہ کے کمرے میں گیا وہ سو رہی تھیں

تو میں نے جا کر شگفتہ کے بازو پر گرم چوڑی رکھ دی

بابا

خاور کھوکر۔۔۔یوم بچپن

بچپن

بچپن کی یادوں کی بات ہو تو اب اس عمر میں پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے تیسری کہ چوتھی میں پڑھتے تھے ان دنوں ، ہمارے پھوپھی زاد ملنے کے لیے ائے ہوئے تھے غالباً گرمیوں کی چھٹیاں تھیں ، ہمارے پھوپھا پرائمری سکول کے ٹیچر تھے اور ہمارے خاندان رشتہ داروں میں دور دور تک کوئی ملازم نہیں تھا ، صرف پھوپھا ہی نوکری کرتے تھے ۔ہم لوگ کام یا کاروبار کرتے ہیں نوکری اج بھی بڑی عجیب سی سمجھی جاتی ہے ۔

سیف اللہ اب خود بھی سکول ٹیچر ہے پچھلی دفعہ جب میں اس کو ملا تھا تو سیف اللہ تلونڈی موسے خان کے ھائی سکول میں سائنس ٹیچر تھا ۔ان دنوں ابھی پاکستان کی ابادی میں بے ھنگم اضافہ نہیں ہوا تھا ، ستر کی دھائی کے پہلے سالوں کی بات کر رہا ہوں ۔گاؤں کی . مشرقی طرف ہماری ہی برادری کے گھر اور حویلیاں ہوا کرتی تھیں ۔ہم لوگوں میں حویلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں ڈنگر (جانور) باندھے جاتے ہیں ۔

کمہاروں کی حویلیوں اور گھروں میں گاؤں کا ھائی سکول گرا ہوا ہے ۔ بھٹی بھنگو جانے والی کچی سڑک گزرتی تھی ہمارے گھر کے مغربی طرف سے ، کوئی پانچ سو میٹر سڑک کے دونوں اطراف اپنے ہی لوگوں کے گھر اور اس کو بعد بائیں ھاتھ پر ایک گراؤنڈ ہوا کرتی تھی جس کو گھڑی پن کہا کرتے تھے ۔

گھڑی گھڑے کی چھوٹی بہن , پن سے مراد توڑنا یعنی چھوٹے گھڑے توڑنے کی جگہ ، وجہ تسمیہ کیا تھی ؟ معلوم نہیں لیکن شنید سے یہ بات نکلتی ہے کہ لوٹ مار) تقسیم) سے پہلے ھندوں کی کسی رسم میں یہاں آ کر لوگ گھڑے توڑا کرتے تھے ، اس کے مقابل میں امام بارگاہ تھی جس کو ہم لوگ مام واڑہ کہا کرتے تھے ۔

امام بارگاہ کے اوپر گہرے گہرے گھڑے بنے تھے جن کو آوا کہا کرتے تھے ، آوا ؟ آوی کا بڑا ایڈیشن ، کمہار جس بھٹھی میں برتن پکاتے ہیں اس کو آوی کہا جاتا ہے اور اس کے بڑے والے وژن کو جس میں اینٹیں پکایا کرتے تھے اسکو آوا کہا کرتے تھے ، پرانے زمانے میں اینٹوں کو پکانے کا کام بھی کمہار ہی کیا کرتے تھے بھٹے بعد کی پیداوار ہس اور ان کو بھٹا اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوھار کی بھٹی کو چمنی ہوتی ہے اور چھوٹی ہونے کی وجہ سے بھٹی اور چمنی والا بڑا بھٹہ کہلواتا ہے ۔

تو جی اس آوے پر ہم اپنے گھوڑے کو لٹانے کے لیے لے جایا کرتے تھے ، کیونکہ ایک دو لوٹنیاں لینے سے گھوڑے کی تھکاوٹ اتر جاتی ہے ۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ گھوڑا بیٹھا نہیں کرتا ؟؟

جی ہاں گھوڑے کے لیے شرم کی بات ہوتی ہے کہ اس کا مالک اس کو بیٹھے ہوئے دیکھ لے ، گھوڑا اپنی تین ٹانگوں پر کھڑا ہوا کرتا ہے اور ایک ٹانگ کو سستاتا رھتا ہے یہی اس کا رام ہوتا ہے یا پھر ریٹ میں ایک دو لوٹیاں لے کر ھڈیوں کے کڑاکے نکال کر سکون لے لیتا ہے ۔

تو جی بات تھی کہ بچپن کی یاد کی تو جی پھوپھی زاد سیف اللہ ایا ہوا تھا اور ہم گھوڑا لیٹانے کے لیے اس پر سوار ہو کر گئے تھے ، تو سیف اللہ میرے پیچھے بیٹھا ہوا تھا گھوڑے کی سواری سے ناواقف سیف اللہ کا جب بیلس بگڑا تو اس نے مجھے پیچھے سے جکڑ کر اپنے ساتھ ہی گھوڑے سے گرا دیا تھا

اس بات پر بڑی بے عزتی ہوئی تھی کہ پپو (میرا بچپن کا نام) گھوڑے سے گر گیا

لوگ بھالے مجھے سالوں تک اس بات کا مذاق کرتے رہے ہیں اور میں وضاحتیں ہی کیا کرتا تھا کہ جی میں خود سے نہیں گرا تھا سیف اللہ نے گرایا تھا اس بات پر اور بھی ھنسی ہوا کرتی تھی کہ میں اپنی غلطی سیف اللہ کے سر منڈھ رہا ہوں ۔

خرم شہزاد خرم ۔۔۔یوم بچپن

عبدالاحد، امام عالم اور میں

یومِ بچپن کے سلسلہ میں میں اپنا تو کوئی واقعہ پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن میرے تو بھتیجے ہیں ان کی کچھ باتیں پیش کرتا ہوں۔ میں جب سے ابو ظہبی آیا ہوں تب سے میں ہر دوسرے دن فون کرکے اپنے بتیجھوں سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا زیادہ لگاو تو عبدالاحد کے ساتھ ہے لیکن امام سے بھی بہت محبت ہے۔ پہلے عبدالاحد کی کچھ باتیں کیونکہ وہ چھوٹا ہے اور بہت شرارتی۔

عبدالاحد سے فون پر باتیں۔

السلام علیکم بیٹا کیا حال ہے

چاچو آپ کہاں ہیں۔

بیٹا پہلے سلام کرتے ہیں

اچھا چاچو آپ کہاں ہیں

بیٹا میں کام پر ہوں

چاچو کام پر کہاں

بیٹا میں یہاں ہوں آپ کہاں ہیں

میں بھی یہاں ہوں۔ چاچو آپ کب آئیں گے۔

بیٹا میں جلد آوں گا۔

چاچو آپ کہاں ہو۔

بیٹا یہاں ہی ہوں نا

اچھا چاچو آپ کا موٹر سائیکل کہاں ہے۔ (گھر میں ایک ہی موٹر سائیکل ہے چاروں بھائی بار بار اس کو چلاتے ہیں۔ میں عبدالاحد کو ساتھ لیے کر جاتا تھا اس لیے وہ کہتا تھا چاچو یہ آپ کا موٹر سائیکل ہے نا)

بیٹا آپ کے لیے چھوڑ کر آیا تھا نا

نہیں چاچو وہ اب ثاقب چاچو نے لیے لیا ہے۔

یعنی مجھے شکایت لگا رہا تھا کہ مجھے کوئی موٹر سائیکل پر نہیں لے کر جاتا۔

اب کچھ باتیں امام عالم کی

السلام علیکم کیا حال ہے بیتا

چاچو میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں آپ ٹھیک ہے نا

جی بیٹا میں ٹھیک ہوں

چاچو آپ کیا کام کرتے ہیں اتنے دور جا کر

بیٹا کمپیوٹر کا کام کرتا ہوں۔ آپ کو بھی ایک کمپیوٹر دوں

نہیں چاچو مجھے کمپیوٹر نہیں مجھے جہاز چاہے

وہ کیوں بیٹا جہاز کو کیا کرو گے

چاچو جہاز کو اڑا کر آپ کے پاس آ جاؤں گا

مجھے اپنے بیٹے بہت یاد آتے ہیں

رضوان نور

یومِ بچپن ————— ہفتہ بلاگستان

میرے بچپن کے دن

کتنے اچھے تھے دن

آج بیٹھے بٹھائے کیوں یاد آ گئے

میرے ذہن میں سب سے پرانی یادیں ایسی ہیں کہ بے ربط سے فلیش یا جھماکے جن کے سیاق و سباق کا زیادہ علم نہیں لیکن کچھ مناظر اور ڈائیلاگ۔۔۔۔

پیر الٰہی بخش کالونی کی کچی آبادی کے ایک مکان میں رات کو اپنی والدہ کے بڑے ماموں کے پہلو میں لیٹا ان سے کمرے ہی میں کھڑے ویسپا کی نمبر پلیٹ کا پوچھتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ کیوں ہوتی ہے؟ اور یہی پوچھ تاچھ کرتے ہوئے سو گیا صبح دیکھا تو گھر میں کافی لوگ آئے ہیں اور نانا کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا گیا ہے۔ کورنگی کریک کا سرکاری مکان جس کے صحن میں مہمان جمع ہیں میں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور کچھ ہار وغیرہ بھی گلے میں ڈال رکھے ہیں مجھے سٹول پر بٹھایا جاتا ہے اور بھلاوا دینے کے لیے آسمان کی طرف اشارہ کرکے خوبصورت سی چڑیا دیکھنے کو کہتے ہیں ساتھ ہی "واردات" کردی جاتی ہے میں درد سے رونے کے لیے منہ کھولتا ہوں تو گلاب جامن کی شیرینی حلق تر کر جاتی ہے۔ کچھ دن صرف کرتا پہنے گھومتا رہتا ہوں۔

صدر ایمپریس مارکیٹ کے سامنے فٹ پاتھ پر پلاسٹک کی پستول سے ایک پتھاریدار ڈرم میں مٹی ڈالے گولیاں چلا کر دکھا رہا ہے۔ مجھے وہ پستول والد صاحب دلاتے ہیں اور اس کے بعد ٹرام میں سوار ہوتے ہیں جس کا ایک ہی ڈرائیور ہوتا ہے لیکن اسٹیرنگ دونوں رخ پر ہوتا ہے ایک مسحور کن گھنٹی ٹن ٹن ٹناٹن کی آواز کے ساتھ آہستہ خرامی سے چلتی ہے۔ میں اپنے ماموں اور پھوپھی کے ساتھ صدر ہی سے . کورنگی کریک آ رہا تھا کہ پاکستان ریفائنری کے سامنے جہاں آج کل آئی بی اے بنا ہوا ہے وہاں دو تین کلومیٹر کے علاقے میں ناریل فارم بنا ہوا تھا اس جنگل میں بس خراب ہو گئی اور سہ پہر کو وہاں سے پیدل ہی گھر تک آنا پڑا کہ اس زمانے میں یہی ایک یا دو بسیں ہی اس روٹ پر چلتی تھیں۔ اس تین کلومیٹر راستے کو پہلے تو خراماں خراماں ایک پہیے والے کھلونے (جس کے چلنے سے اس کے ساتھ لگی گھنٹی بجتی تھی) کو چلانے کے لیے چلتا رہا پھر ماموں کے کندھے کی سواری کی۔ پھر والدہ کے ساتھ گاؤں میں گزارے ہوئے دن بلیک آؤٹ کی وجہ سے صرف لالٹین جلتی رہتی تھی گاؤں کے کچے کوٹھے کے روشن دان کو کالے کاغزوں سے ڈھکا ہوا تھا اور والدہ اسی لالٹین کی روشنی میں سوئیٹر بنا کرتی تھیں۔ ہمارا گاؤں سکیسر (احمد ندیم قاسمی والا) سے تھوڑا دور پہاڑی کے دامن میں ہے ایک شام پتا چلا کہ کچھ دور ایک جہاز گر گیا ہے دوسرے دن صبح ہی صبح ایک ہیلی کاپٹر آیا معلومات لینے کے لیے۔ گاؤں سے کیسے اور کب . ی ہوئی یاد نہیں ہے۔ اسکول میں داخلے کا بھی یاد نہیں ہاں پہلی کلاس کی کھیل کود ضرور یاد ہے۔ ماریں بھی کھائیں انعام بھی لیے شرارتیں بھی کیں بہت سے اچھے ساتھی اور دوست ملے۔ دسویں کلاس میں کل ملا کر اٹھارہ طلباء و طالبات تھے تین چار کے علاوہ کسی سے رابطہ نہیں ہو سکا۔

بچپن کے کھیلوں میں ہاکی کرکٹ فٹبال کے علاوہ دوپہر کو جو گھر سے چھپ کر کھیلتے تھے اس میں کنچے، سگریٹ کے خالی پیکٹس سے چاند چھاپ، لٹو، کل

کِل کانٹا کے نام پر ساری دیواروں کا ناس مارنا، بندر ڈنڈی، سریے کی راڈ سے ایک پہیے کو چلانا،

پھر چاندنی راتوں میں امّیاں گھروں کے درمیان کے میدان میں مل بیٹھ کر گپیں لگاتیں اور ہم محلے کے مجموعہ بچے چھپن چھپائی، مانجھی پالا، قسم کے کھیل کھیلا کرتے۔ بچپن کی شرارتوں میں ایک ٹولہ ہوتا تھا انور عرف انو، گوگا، حنیف، سلیم اور میں ہمارا تختہ مشق بنا کرتا تھا عارف عرف کی کی گلی میں اگر سویا ہوا ہے تو اس کے منہ میں کہیں سے لیکر نسوار ڈال دی، یا سوتے کی چارپائی اٹھا کر کیچڑ میں رکھ دی۔ (وہ بھی بدلہ لے ہی لیا کرتا تھا) یہ پی اے ایف کا بیس تھا یہاں کچھ جگھوں پر سرکاری ٹی وی لگا دیے گئے بس پھر معمولات ہی تبدیل ہوگئے۔ اس زمانے کے گانے تو گانے اشتہار تک ہِٹ ہوتے تھے، انکل عرفی، کرن کہانی، وارث، تعبیر کے علاوہ سکس ملین ڈالر مین، مائنڈ یور لینگوئج، چپس اور ایکشن سیریس میں سٹار سکی اینڈ ہچ کیا کیا نادر پروگرام تھے (آج کے بچوں کو اپنے پروگرام اچھے لگیں گے)

یوم بچپن از زیک

شگفتہ نے بلاگستان کا ہفتہ منانے کا آئیڈیا پیش کیا جو کسی طرح دو ہفتے پر پھیل گیا۔ تمام پروگرام کی تفصیل منظر نامہ پر ہے۔ میرا تو ارادہ تھا کہ اسے چپکے سے نکل جانے دوں کہ عرصہ ہوا آن ڈیمانڈ بلاگنگ نہیں کی اور نہ ہی اردو میں بلاگ پر کھ لکھا ہے مگر پھر بدتمیز نے ایم ایس این پر کان کھائے اور میں نے یہ پوسٹ لکھ ڈالی۔ میری یادداشت کافی خراب ہے اس لئے بچپن کا واقعہ تو نہیں سنا سکتا البتہ کچھ تصاویر جو حال ہی میں ابو نے سکین کر کے بھیجی ہیں وہ پوسٹ کر رہا ہوں۔ تمام تصاویر عمر کی ترتیب سے نہیں ہیں۔ کوشش کروں گا کہ انہیں درست ترتیب میں کر دوں۔

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-1-day-old.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-6.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-2.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-5.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-mom.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-1st-step.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-3rd-birthday.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-horse.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-shalwar-qameez.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-shooting-nathiagali.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-cycling.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-jahangir-tomb.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-rehan.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-5th-birthday.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-siblings.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/lahore-zoo.html

http://www.zackvision.com/images/amberzack/zack-elephant-trainer.html

ساجد اقبال ... دائرہ

بچپن نامہ : ایک واقعہ

بچپن کی یادیں ہندی فلموں سے زیادہ منٹو کے افسانے ہوتے ہیں۔۔۔ چھوٹی چھوٹی۔۔۔ سو کوئی طویل واقعہ تو لکھنا مشکل ہے لیکن چھوٹے چھوٹے کئی واقعات ایسے ہیں جو 'یادگار' (کم از کم میرے لئے) کہے جاسکتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ جو مجھے کبھی نہیں بھولتا:

ہمارے گاؤں سے تھوڑے دور، پنڈی جانے والے سڑک کے کنارے ہمارے کھیت (اب منی فارم) ہیں۔ 13/12 سال پہلے کی بات ہے۔ جب گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں ہمارا پسندیدہ مشغلہ آوارہ گردی تھا۔ گھر میں ادھر بڑے سوتے تھے اور ادھر ہم پچھلے دروازے سے فرار۔ کبھی ہمارے دل کو برساتی نالے میں نہا کر چین آتا اور کبھی فاختاؤں کے بچے چرا کر سکون۔ اسکے علاوہ بھی کئی شوق تھے جو فی سیزن بدلتے رہتے تھے۔ ان معرکوں میں ہمارے (میں اور کچھ محلے کے لڑکوں) کے سردار میرے مرحوم بھائی (حکمت اقبال) ہوتے تھے۔ گو وہ عمر میں مجھ سے سال ہی بڑے تھے لیکن گھر سے باہر انکا تجربہ کافی وسیع تھا۔ اوائل عمری میں کافی ساری چیزوں کے بارے میں مجھے انہی کے توسط سے معلوم ہوا۔

بات شروع ہوئی ہمارے کھیتوں سے، وہیں چلتے ہیں۔ ایک دفعہ گرما کی دوپہر میں ہمیں اپنے ان کھیتوں کی سیر کی سوجھی۔ ٹیم سائیکلوں پر روانہ ہوئی (ایسے میں ریسنگ تو واجب ہوتی تھی)۔ منزل پر پہنچے ادھر ادھر کا فضول جائزہ شروع ہوا۔ اتنے میں ایک ٹویوٹا ہائی لکس رکی۔ اسمیں سے کچھ افراد نکلے اور وہاں موجود ہمارے کنوئیں کا جائزہ لینے لگے۔ ہم ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔ ہمارے بڑے بھائی سرگوشی میں سب سے مخاطب ہوئے کہ یہ ڈاکو ہیں اور ہمیں اٹھالے جائینگے۔ یہ سننا تھا کہ ہم سب نے سرپٹ گاؤں کیطرف دوڑ لگادی۔ میرے جیسے ایک دو کانپتے ہوئے دوڑنے لگے۔ کئی ایک بار کسی کی چپل پیچھے رہ گئی اور وہ ہیبت میں چپل اٹھاتا اور بھاگنے لگتا۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کو، جن کے ڈر سے ہم بھاگ گئے تھے، حیرت ہوئی ہوگی کہ ان لڑکوں کو کھڑے کھڑے کیا ہوگیا کہ سائیکلیں چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ گاؤں کے گرڈ سٹیشن کے برابر پہنچے تو وہی ہائی لکس برابر میں رکی اور اسمیں سے کسی شخص نے آواز لگائی کہ وہ سائیکلیں تو لیتے جاؤ۔ ہم اسے جھانسا سمجھ کر مزید تیز بھاگنے لگے اور گاؤں کے بازار میں جاکے دم لیا کہ اب تو محفوظ جگہ پر آگئے ہیں۔ جب اچھی طرح اطمینان ہوگیا کہ ڈاکو حضرات تشریف لے جاچکے تو کھیتوں پر جاکر سائیکلیں لیں اور گھر آگئے۔ بعد میں کئی دفعہ ہم اس واقعے کو یاد کرکے ہنستے رہے۔

بظاہر اس واقعہ میں ایسا کچھ خاص نہیں لیکن وہ گھبراہٹ اور دوڑنا آج بھی جب یاد آتا ہے تو بے اختیار ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ بچپن زندہ باد!

میرا بچپن ایک یاد از سعدیہ سحر

میرا بچپن ایک یاد

میں کچھ دن آن لائن نہیں ھوئی جب چار پانچ دن کے بعد سب کے بلاگ دیکھے تو میں کافی حیران ھوئی یہ سب کو باجماعت اپنا بچپن کیوں یاد آرھا ھے پھر پتا چلا ھفتہ بلاگستان شروع ھو گیا سو چا لیٹ ھی سہی ایک واقعہ میں بھی لکھ دیتی ھوں شہیدوں میں نام تو آجائے گا۔ میرا بچپن بہت خاموش سا تھا مجھے نہیں یاد میری کبھی کسی سے لڑائی ھوئی ھو میری امی کا بھی کہنا ھے میں چپ کرکے بیٹھی رہتی تھی میں اپنے ارد گرد کی دنیا میں کم تصورات کی دنیا میں زیادہ رہتی تھی بچے جو سنتے ھیں اس کا ایک خاکہ اپنے ذہن میں بنا لیتے ھیں جیسے ایک فلم ھو میری دادی جان کہتی تھیں لوگ مر کر آسمان پہ

روح بن کر اللہ میاں کے پاس چلے جاتے ھیں اور امی کا کہنا تھا بچے آسمان سے آتے ھیں اور میں فارغ وقت میں آسمان کی طرف منہ کر کے بیٹھی رھتی تھی میرا خیال تھا جو سفید بادل ھیں وہ روحیں ھیں جس دن زیادہ بادل ھوتے تھے میں افسردہ ھو جاتی تھی کہ آج اتنے لوگ مر گئے ایک دن میں اپنی دوست کے گھر گئی اس کے دادا کی طبیعت بہت خراب تھی بہت مشکل سے سانس لے رھے تھے ھمیں کمرے سے نکال دیا تھوری دیر بعد کسی نے کہا وہ فوت ھو گئے ھیں میں بھاگ کر باہر گئی آسمان کی طرف دیکھا تو آسمان بالکل صاف تھا میں نے سوچا ان کی روح ابھی آسمان پہ نہیں گئی ابھی دادا زندہ ھے میں . بھاگ کر دادا کے کمرے میں گئی میں نے سب سے کہا دادا ابھی زندہ ھیں سب نے مجھے حیرت سے دیکھا میں نے کہا ان کی روح ابھی ان جسم میں ھے دادا ابھی زندہ ھیں میری دوست کی امی نے کہا بچی لگتا ھے ڈر گئی ھے مجھے گھر بھیج دیا امی کے ساتھ میں ان کے گھر گئی سارا وقت میں ان کی میت کو دیکھتی رھی کہ وہ ابھی اٹھ کر بیٹھ جائینگے پھر شام کو ان کو لے کر قبرستان گئے میں ساری رات جاگتی رھی اور سوچتی رھی وہ قبر میں کیا کر رھے ھونگے وہ زندہ تھے سب کو بلا رھے ھو نگے اگلے دن مجھے بخار ھو گیا دو تین دن مجھے بخار رھا میں نے اپنی چھوٹی پھوپھو سے کہا دادا زندہ تھے ان کی روح ان میں تھی بڑی پھوپھو نے کہا پتا نہیں کیا باتیں کرتی ھے روز نئی کہانی سناتی ھے کسی نے میری بات کو سنجیدگی سے نہین لیا مگر یہ بات بہت عرصے تک میرے ذہن میں رھی اس وقت میری عمر چھ یا سات سال ھو گی پھر کافی عرصے کے بعد پتا چلا بادل بادل ھوتے ھیں روحیں نہیں

اور بھی بہت سے واقعات ھیں مگر اتنا ھی کافی ھے

یوم بچپن از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : یوم بچپن : ایک شرارت

بچے بہادر ہوتے ہیں جیسے کہ شگف

ہفتہ بلاگستان سے پہلے یہ قصہ فورم پر ذکر کیا تھا لیکن بلاگ پر بھی یہی لکھ دیتی ہوں ابھی تو ترتیب میں یوم بچپن کے لیے۔ یہ تب کی بات ہے جب میں بہت چھوٹی سی تھی دوسری بہادریاں جو یادداشت میں ہیں وہ سب بہادری کے قصے پھر کبھی۔ ہوا یہ کہ ایک دن امی اپنی ایک دوست سے ملنے گئیں، میں بھی ساتھ تھی۔ امی کی دوست کا بیٹا میرا ہی ہم عمر تھا، ایک دم کھڑونس اور بدمزاج سا۔۔۔ اپنی امی جان کا انوکھا لاڈلہ۔۔۔ میں جس بھی گیند سے کھیل رہی ہوتی وہی اسے چاہیے ہوتی تھی اور ہمارے بڑے تو انصاف کرنا جانتے ہی نہیں ۔۔۔ مجھے کہا جاتا کہ مل کے کھیلو اور جب میں دے دیتی تو . کرنے کا نام نہیں۔۔۔ جب میں امی کے ساتھ ان کے گھر گئی تو وہاں ان کے یارڈ میں مجھے ایک بلب پر نظر پڑی۔ اتنا چمکتا ہوا بلب۔۔۔ میرا دل بے اختیار چاہا کہ اس بلب پر زور سے پاؤں ماروں تو کتنا مزہ آئے گا اتنا شاندار بلب ہے، کوئی خیال آئے ذہن میں یا کوئی بھی ایڈونچر سُوجھے تو بس فوراً اس پر عمل کرنے کو بھی دل ہوتا ہے، میں نے فوراً زور سے اپنا پاؤں اس بلب پر دے مارا۔۔۔ بلب ایک زوردار آواز سے ٹوٹ گیا اور ڈیڑھ انچ کا کانچ جوتے کے تلوے کو باآسانی کراس کرتا اپنی گولائی سمیت میرے پاؤں میں۔۔۔ اب آواز سے سب متوجہ ہوگئے اور ایک شور برپا، جلدی جلدی سب میرے گرد کیونکہ خون کافی بہہ رہا تھا اور ٹیڑھا کانچ کا بڑا سا ٹکڑا پاؤں میں اندر تک اُترا ہوا۔۔۔ مجھے اس وقت تکلیف کا احساس نہیں تھا بلکہ مجھے خون کا لال رنگ بہت اچھا لگ رہا تھا اپنے پاؤں پر اور مجھے یہ خیال تھا ذہن میں کہ اب یہ کانچ پاؤں سے کس طرح نکلے گا تو پھر کیسے لگے گا اور کیا اور زیادہ خون نکلے گا یا بس یہی؟ اسی طرح کے سب سوال ذہن میں مجھے اس وقت وہ خون بھی کم لگا اتنا اچھا لگ رہا تھا خوبصورت سرخ بہتا خون ۔ پھر بڑی مشکلوں سے وہ کانچ نکالا گیا اور پتہ چلا کہ اگر چوٹ لگ جائے تو سب خیال رکھتے ہیں گھر میں اور بہت اہمیت بن جاتی ہے اس وقت سب پوچھ رہے تھے کہ وہ بلب کہاں سے آ گیا کیونکہ کسی کو بھی خیال نہیں تھا کہ یہ حرکت میں جان بوجھ کے کر سکتی ہوں بلب پر اس طرح اپنا پاؤں زخمی

کرنے کی۔ اس وقت پھر شامت آئی اس کھڑونس کی کہ ضرور اُسی نے بلب پھینکا ہوگا اور بے دھیانی میں میرا پاؤں اس بلب کے اُوپر آگیا ہوگا۔ اب میں خاموش ۔۔۔ اصل میں تو مجھے خود بھی نہیں معلوم تھا کہ بلب کہاں سے آیا مجھے تو بس نظر آگیا تھا تو ایڈونچر سوجھ گیا تھا مجھے۔۔۔ لیکن مجھے دلی خوشی ملی کہ الزام حضرت کھڑونس پر آیا کیونکہ ملزم نے عین کچھ دیر پہلے بدمزاجی کا نہایت عالی شان مظاہرہ کیا تھا جس کے سامنے مجھے اس کی یہ درگت جو بلب گرانے کا الزام لگنے کے بعد بنی بہت کم لگی اس وقت سب نے حسبِ مقدور اس کی خبر لی جو میرے حساب سے بہت کم تھی ، اس سے کہیں زیادہ لی جانی چاہئے تھی کیونکہ بلب واقعی اسی نے وہاں پہنچایا تھا (افسوس کہ یہ تصدیق بعد میں ہوئی جا کر)۔ میں جو یہ ساری ہوشیاری دکھائی تھی مجھے یہ سب کرنا بہت اچھا لگا اتنا اچھا کہ میں اس وقت روئی بھی نہیں تھی اور اس وقت کی تمام کیفیت اور احساس ابھی بھی اسی طرح تازہ ہے جیسے کہ ابھی کی بات ہو۔ مجھے تو یہ معلوم ہو گیا کہ اگر ایک بلب فرش پر گرا ہوا چمک رہا ہو اور اس پر زور سے پاؤں مارا جائے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔ کیا آپ کو معلوم ہے اگر نہیں تو یہ تجربہ کیے بغیر آپ کی زندگی نامکمل ہے اپنے کمرے کا بلب اتاریں اگر اپنا نقصان نہ کرنا چاہیں تو پڑوس تو ہے ناں۔۔۔ پھر بلب زمین پر رکھیں پھر اپنا پاؤں زور سے اس پر دے ماریں ۔۔۔ فیڈبیک دینا نہ بھولیں

Moral of the story:

ہم سا ہو تو سامنے آئے

میرا بچپن از شاکر عزیز

میرا بچپن

سب سے پہلے تو ان تمام احباب کا شکریہ جنہوں نے مجھے پرچوں کے سلسلے میں کامیابی کی دعائیں دیں۔ الحمدللہ پرچے بہت اچھے ہوگئے امید ہے اس بار بھی پچھلے سمسٹر کی طرح پہلی پوزیشن میری ہی ہوگی۔

اس کے بعد عرض ہے کہ مصروفیت نے ایک عرصے سے اردو بلاگنگ سے کنارہ کش کردیا ہے۔ اس عرصے میں بہت سی نئی آوازیں اور لہجے شامل ہوئے اور خوب شامل ہوئے۔ اردو بلاگز اب بالغ نظر ہوتے جارہے ہیں۔ خیر یہ تو بات سے بات تھی۔ اصل بات وہی عنوان والی ہے۔ اگرچہ اس بار بھی دل تھا کہ سیدہ شگفتہ کی فرمائش اور پھر منظر نامہ کے ذریعے اس تجویز کا نفاذ دیکھ کر پھر سے کھسک لوں کہ اس بار بھی کچھ نہیں لکھنا۔ لیکن۔۔۔ پھر دل نے کہا کہ اپنے لیے نہیں کمیونٹی کے لیے لکھو۔۔۔ سو لکھ رہا ہوں۔

تو صاحبو اوپر کے سارے وعظ کے بعد بات اتنی سی ہے کہ ہمارے بچپن کا کوئی ایسا واقعہ نہیں جو آپ کو ہنسا سکے۔۔۔ یا رُلا سکے۔ بڑا سادہ سا اور انتہائی عام سا بچپن گزرا ہے جس کی یادیں ساری بلیک اینڈ وائٹ ہیں اور دھندلی دھندلی سی۔۔۔ خیر کھینچ کھانچ کر ایک پرانی پوسٹ سے متعلق ہی ایک تفصیلی واقعہ نکالا ہے یادوں کے کباڑ خانے سے۔ ملاحظہ کیجیے۔

میرا پلان بالکل مکمل تھا۔ لیٹرین کے ساتھ ٹینکی نما چیز کو دیکھ کر ہی یہ پلان میرے ذہن میں آیا تھا کہ بس اب تو اپنی جان چھوٹی ہی چھوتی۔ تو صاحبو ہم نے وضو کرنے کا بہانہ بنایا ٹینکی سے لیٹرین پر اور وہاں سے دیوار پر اور اس کے بعد چھ سات فٹ سے ہم نے چھلانگ لگادی اور نکل لیے۔ خیر آپ کو کیا سمجھ آئی ہوگی۔ اوپر دیئے ربط پر چلے جائیں تو شاید کچھ سلسلہ جڑ جائے۔ اصل میں ہم پانچویں کے بعد مدرسے میں ڈال دیئے گئے تھے حفظ قرآن کے لیے۔ کچھ عرصہ تو سکون سے گزرا ہم اچھا خاصا حفظ کرتے رہے لیکن پھر ہم سے پڑھائی کا شیڈول برداشت نہ ہوا اور ہم نے بغاوت کردی۔ : او میں نئیں پڑھناں ہور ہُن۔۔ تو اس کا حل قاری صاحب نے یہ نکالا کہ ہماری ٹانگیں ایک دوسرے لڑکے کو پکڑوا کر ہماری تشریف پر گدھے ہنکانے والی بید کی سوٹی سے ٹکور کی۔ اور اسی ٹکور کے دوران ہم پر انکشاف ہوا کہ یہ ساری کاروائی شیطان کی تھی ہمارا کوئی قصور نہیں ہم نے چیخ چیخ کر قاری

صاحب کو یہ باور کرانے کی کوشش کی لیکن قاری صاحب نے ٹریٹمنٹ پورا کرکے ہی جان چھوڑی۔ خیر اس علاج کے بعد کچھ ماہ سکون سے گزرے اور پھر ہم نے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ اوپر تحریر ہے۔اس دوران ہماری چھٹی بند تھی۔ قاری صاحب ایسے بچے کی پہلے روزانہ کی چھٹی بند کرکے ہفتہ وار کرتے تھے اگر پھر بھی نصیحت نہ آتی تھی تو عید کے عید ہی ملتی تھی چھٹی۔ خیر تو ہم بھاگ پڑے۔ چھوٹا بھائی کھانا دینے آرہا تھااس نے ہمیں بھاگتے دیکھ لیا کچھ دور تک وہ ہمارے پیچھے بھاگا پھر . گھر چلا گیا۔اور ہم ۔۔۔ ہم پہنچے سیدھے نشاط آباد سٹیشن پر۔ یہ فیصل آباد کے بڑے سٹیشن کے بعد لاہور کی طرف جاتے ہوئے دوسرا اسٹیشن ہے۔ ابا جی کو چونکہ ہماری ساری گیم کا پتا تھا انھوں نے ہمیں وہاں سے جالیااور پھر ہماری دھلائی بھی ہوئی اور ہاتھ باندھ کر سائیکل پر بٹھا کر گھر لایا گیا۔ قصہ مختصر عزیزان گرامی ہم نے ایسے دو ایک اور ڈرامے کھیلے اور ہمیں مدرسے سے نجات مل گئ ۔ ہم نے آخری پانچ پارے حفظ کرلیے تھے چھٹا پاؤ ہو گیا تھا لیکن سب کچھ چھوٹ گیا۔ اس واقعے نے ہماری زندگی کارخ موڑ ڈالا۔ شاید اس وقت ایسا نہ ہوتا تو ہم آج بلاگر نہ ہوتے۔۔ ہوتے بھی تو اتنے ۔۔۔۔ نہ ہوتے۔

میرے بچپن کے دن از شاہدہ اکرم

ہفتہ ءِ بلاگِستان ، میرے بچپن کے دِن

ابھی ابھی ماوراء کا اپنی پوسٹ پر تبصرہ دیکھا تو پتہ چلا یہاں تو کُچھ ہو چُکا ہے اور میں ،،، میں پیچھے رہ گئ ایسے میں صِرف آج کی تاریخ میں اپنا نام ڈالنے کے لۓ جو جلدی جلدی یاد آرہا ہے لکھ رہی ہُوں مُجھے اپنے بچپن کے دو واقعات جو مُجھے خُود بھی جب یاد آتے ہیں تو بہُت ہنسی آتی ہے روزے بہُت چھوٹی عُمر سے رکھنے شُرُوع کۓ تھے کوئ سات یا آٹھ سال کی عُمر سے اور جیسا کہ ماؤں کا ہوتا ہے شُرُوع میں آدھے دِن کا روزہ رکھواتی ہیں جِسے ہم لوگ چِڑی روزہ بھی کہتے تھے وُہی رکھا ہُوا تھا اور آدھے دِن کے بعد بھی امّی کا خیال تھا کہ چُھٹی والے دِن روزہ رکھوادیں تو ایسے ہی شام کو بازار سے کُچھ لانے گئ تو آرام سے کُچھ کھاتی ہُوئ ،ایک انکل یا چاچا جی نے کہا ارے کاکو روزہ نہیں ہے اب اپنی بے عِزّتی تو نہیں کروانی تھی روزہ تو نہیں تھا لیکن بہُت آرام سے کہہ دیا چاچا جی گزک سے روزہ نہیں ٹُوٹتا چاچا جی میری شکل دیکھ رہے اب بھی جب وُہ وقت اور اپنا جواب یاد آتا ہے چاچا جی کی شکل سمیت تو مارے ہنسی کے لوٹ ہوٹ ہو جاتی ہُوں کہ کیا بکواس کی تھی ؟

دُوسرا واقِعہ بھی بہُت مزے کا ہے پتہ نہیں کونسی کلاس میں تھی شاید دُوسری یا تیسری کلاس میں ہمیشہ فرسٹ پوزیشن آتی تھی یا دُوسری پوزیشن تو کہیں نہیں گئ کلاس میں سالانہ ریزلٹ اناؤنس کیا جارہا تھا طریقہ یہ تھا کہ پہلے شاید فیل ہونے والوں کے نام . پُکارے جاتے تھے پِھر اُن بچوں کے جِنہیں اگلی کلاس میں بھیج دیا جاتا تھا اگر وُہ کِسی ایک آدھ مضمُون میں لُڑھکے ہوں اور اُسے ترقی پاس کہا جاتا تھا اب میرا رُواں رُواں دُعائیں مانگ رہا کہ یا اللہ میں ترقی پاس ہو جاؤں کیا ہی مزہ آئے گا جب جا کر امّی ابُو کو بتاؤں گی ترقی کا مطلب جو پتہ تھا لیکِن نا جی اِتنی اچھی قِسمت کہاں ؟ کوئ ترقی نا ملی اور بہُت دِلبرداشتہ ہو کر گھر لوٹی آج بھی جب ترقی کے یہ معنی یاد کرتی ہُوں تو مارے ہنسی کے بُرا حال ہو جاتا ہے

ماوراء آپ کے آج کے دِن کے اِس بلاگِستان کی فہرِست میں شامِل ہو گئ ہُوں گو بھاگ کر ہُوئ ہُوں کہ کہیں سولہ اگست نا نِکل جائے ، بچپن کی تصویر تو شاید ہی مِلے سو صِرف یادداشتوں پر ہی گُزارہ کریں اِنشاء اللہ باقی کے سب مُقابلوں میں حِصّہ لیتی رہُوں گی باقاعِدگی سے

بچپن میں بچپن از عمر احمد بنگش

ہفتہ بلاگستان۔ بچپن میں بچپن

میں بڑا معصوم تھا، سبھی ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ نہیں بھی ہوتے، جیسے نومی نہیں تھا۔

نومی میرا دوست، پڑوسی اور سکول کا تخریب کار تھا۔ بچوں کو لتاڑنے، ٹیچروں کی دم باندھنے اور بغیر ہاتھ لگائے بلب فیوز کرنے میں اسے ملکہ حاصل تھی۔ آپ بجا طور پر اسے چوٹی پرت کہہ سکتے ہیں۔

یہی وہ چیزیں تھیں جس کی وجہ سے ہم دوست بن گئے، مجھے کچھ "سیکھنا" تھا اور ہم نے مل کر اساتذہ کی مار کا بدلہ تخریب کاری سے چکانا شروع کر دیا۔ تخریب کاری سے مراد لیسی بچوں کو پٹخنا، بلب فیوز کرنا، واش روم میں لگے شیشوں کا مسالہ صابن کی مدد سے اتار دینا وغیرہ۔ ایسی ایک مار کچھ ایسی بڑھی کہ تین گھنٹے تک ہم میں سے کوئی بھی بیٹھنے تو چھوڑیے کھڑے ہونے کے قابل بھی نہ رہے۔ "ٹھنڈ" پڑتے ہی سوچا کہ اب کے تو کچھ "بڑا" ہی ہونا چاہیے۔ تو سوچا لیکن ہمارا دماغ کچھ ایسا چست تھا نہیں، نومی نے ہی حق لیڈری ادا کیا اور تجویز کیا کہ کیوں ناں ایک عدد بینچ جو وزنی ہونے کے ساتھ ساتھ مہنگا بھی ہے، تیسری چھت سے نیچے پھینک دو، پرنسپل کو بھی لگ پتہ جائے گا کہ کیا انجام ہوتا ہے، "معصوموں" کو پیٹنے کا!!!۔

خیر جی، چھٹی کے فوراً بعد احتیاط سے بنچ اٹھایا اور سکول کی چھت پر سے نیچے لڑھکا دیا، بنچ سکول سے باہر جا گرا اور دو حصوں میں تقسیم، شومئی قسمت لیسی بچے نے دیکھ لیا۔۔۔۔۔۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا، اگلے دن اسمبلی میں ہم چار دوست لین حاضر !!!۔

بید کی چھڑی سے عزت افزائی کرنے سے پہلے "مناسب" تفتیش ضروری سمجھی گئی۔ باری باری پوچھنے پر بھی نومی ٹس سے مس نہ ہوا، جبکہ دوسرے دوست نے معصوم صورت بنائے جواب دیا، "سر جی وہ کیل سے میری پینٹ پھٹ گئی تھی، تو۔۔۔۔" ساتھ ہی بہتیری کوشش شروع کر دی کہ پیچھے سے پھٹی اپنی پینٹ واضع طور پر دکھا سکے۔

پرنسپل صاحب میری طرف مڑے اور گرجدار آواز میں پوچھا، "کیوں بے!!!"۔ ڈرتے ہوئے میرے منہ سے نکل گیا۔ "سر جی میں نے کچھ نہیں کیا۔ ان دونوں نے کہا تھا کہ پھینکتے ہیں، میں نے بھی کہا بسم اللہ!!!"۔

یہ سنتے ہی پرنسپل صاحب نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، لیکن یہ مت سمجھیے کہ ہمیں چھوڑ دیا گیا۔۔۔ توبہ کرنے کو وہ دو گھنٹے کی مار بہت کافی تھی۔

میرے بچپن کے دن از عنیقہ ناز

میرے بچپن کے دن

بچی نے نہایت معصومیت اور تشویشناک لہجے میں اپنی ماں سے پوچھا۔ ' اماں، جب میں چلتی ہوں تو چاند میرے ساتھ چلنے لگتا ہے اور آسمان پر بادلوں کی پہاڑیاں میرے پیچھے بھاگنے کے لئے ایکدوسرے سے ٹکراتی ہیں اور جب میں تیز بھاگنے لگتی ہوں تو زمین کے سب درخت بھی میرے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اماں کیا میں انکو بھی اتنی اچھی لگتی ہوں جتنی آپ کو۔

تو جناب، اس بچی کی طرح میں بھی اپنے گھر کے بالکل نزدیک ایک وسیع میدان میں سر شام باقی بچوں سے الگ تھلگ بادلوں، چاند اور سورج کی یہ محبت اکثر جانچتی رہتی۔ اور توقع کے مطابق یہ بالکل ایسے ہی نکلتیں تھیں۔ کچھ دنوں بعد مجھے یہ جان کر اور خوشی ہوئی کہ نانی کے گھر کے پاس جو چاند اور بادل ہیں وہ بھی مجھ سے کم محبت نہیں کرتے۔ میرا ددھیال سارے کا سارا انڈیا میں تھا اور کچھ سیاسی و معاشی بنیادوں پہ یہ امتحان وہاں نہیں کیا جا

سکتا تھا۔ درختوں کے لئے کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ وہ میدان ایسے ہی لق ودق پڑا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آبادی کے پھیلاءو نے اس میدان کو کھالیا اور اب وہاں مکان، دوکانیں اور راستے بن گئے۔

ان سب امکانات کے وجود میں آنے کے بعد پتہ چلا کہ اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔ اور یہ کہ ہر صبح سورج مجھے جگانے کے لئے نہیں اٹھتا بلکہ یہ اس کا اپنا لگا بندھا معمول ہے جس میں کچھ سائنسی اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ چاند کی بڑھیا کا چاند سے کوئی تعلق نہیں دراصل جھوٹ تھا جو کچھ کہ سنا، جو سنا افسانہ تھا، چاند میں سچ مچ نور کہاں چاند تو ایک ویرانہ ہے۔ یہ جھلملاتے ستارے تو دہکتی آگ کے گولے ہیں۔ اور یہ آسمان پر ہر وقت شکلیں بدلتے بادل جو کوہ قاف کا منظر پیش کرتے ہیں۔ یہ تو صرف پانی کے بخارات کا مجموعہ ہیں۔ اسی طرح کے تلخ حقائق نے رفتہ رفتہ ان جاں نثار دوستوں سے بھی محروم کر دیا۔

انہی دنوں میں تتلیوں کے پیچھے محض یہ جاننے کے لئے بھاگا کرتے تھے کہ یہ شاخ شاخ سرگرداں کس کی جستجو میں ہیں، کونسے سفر میں ہیں۔ اسی اندھا دھند جاسوسی میں کئی دفعہ کیچڑ میں جاکر گرے مگر تتلیوں نے کھل کر نہ دیا۔ یہ راز بھی بعد میں کسی کتاب سے معلوم ہوا۔ میں نے انہیں پکڑنے کی کوشش کبھی نہں کی کیونکہ میرا خیال تھا کہ پکڑنے سے انکے پر ٹوٹ جائیں گے۔ ویسے بھی کراچی میں تتلی نظر آنا بہت ہی نایاب واقعہ ہوا کرتا ہے اور آلودگی بڑھنے کے ساتھ اب تو شاید ہی کبھی نظر آتی ہیں۔

بہت سارے بچوں کے برعکس مجھے یہ امتیاز حاصل رہا کہ مجھے اپنی بہت چھوٹی عمر کے واقعات بھی خاصی صراحت کے ساتھ یاد ہیں۔ میری یادداشت کی لوح پر جو پہلا نقش ہے وہ تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر کا ہے۔ یہ چھوٹا اور معصوم سا قصہ جو میں آپ کو بتانے جارہی ہوں اس وقت میری عمر تین سال دو مہینے کی تھی۔ میرا ایک بھائی جو مجھ سے تقریباً تین سال چھوٹا ہے اسوقت تین مہینے کا تھا کہ ایک دن محلے میں کچھ خاندانوں نے ملکر کراچی چڑیا گھر جانے کا پروگرام بنایا اور ایکدن سب چل پڑے۔ ہم جیسے ہی چڑیا گھر سے اندر داخل ہوئے، گیٹ کے قریب پہلے انکلوژر کے پاس جمع ہو گئے یہ کوئی باقاعدہ لوہے کی سلاخوں سے بنا انکلوژر نہ تھا بلکہ ایک چوڑی سی , تین چار فٹ اونچی دیوار اٹھی ہوئی تھی جس کے ساتھ ساتھ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس جانور کو سلاخوں کی ضرورت نہ تھی اسکے روکنے کے لئے یہی دیوار کافی تھی۔ . کسی نے شوق میں مجھے بھی کمر سے اٹھا کر انکا دیدار کرانے کی کوشش کی۔ لیکن گینڈے پر نظر پڑتے ہی میرے حواس گم ہو گئے۔ مجھے آج بھی وہ جذباتی صدماتی لمحہ اسی طرح یاد ہے۔ ایسی بھیانک، بے ڈھنگی اور عظیم الجثہ مخلوق کسی طرح بھی میرے تصور میں گھسنے کے لئے تیار نہ تھی۔ جبکہ میرے خیال میں وہ بلا روک ٹوک میری طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

میں نے وہی بچوں اور خواتین کا کارآزمودہ ہتھیار استعمال کیا۔ اور دھاڑیں مار کر رونا شروع کیا سب نے مجھے اسوقت میری سمجھ کے مطابق جھوٹی تسلیاں دیں کہ وہ تو اس دیوار کے پیچھے بند ہے۔ پھر کافی دیر تک بہلاتے بھی رہے۔ سب سے پہلے مجھے گینڈا دکھانے کی سزا سب کو اس صورت ملی کہ پھر میں نے گود سے اتر کر نہ دیا۔ کیا پتہ میرے زمین پر پیر رکھتے ہی گینڈا اگر زمین پھاڑ کر نکل آئے تو۔ بچوں میں تخلیقی قوت اور طرح طرح کے تصور باندھنے کی کتنی زبردست صلاحیت ہوتی ہے۔

میں سوچتی ہوں ایسے ہی کسی واقعے سے گذر کر فلم ٹریمر کا مرکزی خیال اخذ کیا گیا ہوگا۔ کبھی کبھی لوٹ کر جب بچپن کے دامن میں پناہ لیتے ہیں تو جیسے ڈزنی لینڈ جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہاں سے وہ توانائی ملتی ہے جو پوپائے دی سیلر کو پالک کھا کر ملا کرتی تھی۔ یہیں سے سوچ کے وہ توانا اور نئے جذبے پھوٹتے ہیں جو انسان کے اندر جینے کی خواہش کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ ہماری زندگیوں کا یہ آب حیات صرف ایک خیال کی رو کے فاصلے پر ہوتا ہے۔ پھر بھی ہم اس سے محروم رہتے ہیں کیوں؟

یوم بچپن از لفنگا

پہلا دن : یوم بچپن۔۔۔

میری جائے پیدائیش ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے پر آپ مجھے بوٹا فرام ٹوبہ ٹیک سنگھ کہنے سے گریز کر سکتے ہیں کیونکہ میرے بڑے بھائی کے اسرار پر کہ یہاں گاؤں مین رہتے ہوئے تعلیمی سہولیات کا فقدان رہے گا۔ چنانچہ میں تین سال کا تھا تو ہمارا خاندان ضلع جھنگ ہجرت کر گیا۔ باعث آنکہ میرا بچپن محلّہ بھبڑانہ، ضلع جھنگ میں گزرا۔

کیا شاندار بچپن تھا۔ جب ہوش سنبھالا اور دل دوستیوں کے قابل ہوا تو عمران ساجد (مانی) اور عتیق کو اپنے دوستوں کے روپ میں پایا۔ عتیق کے والد صاحب سخت طبیعت کے مالک تھے چنانچہ عتیق کا ہمارے ساتھ وقت گزارنا بہت محدود تھا کیونکہ اس کے گھر سے غائب ہوتے ہی اس کے بڑے بھائی اسکی تلاش شروع کر دیتے تھے اور جلد اس میں کامیاب بھی ہو جاتے تھے۔ تو میری بچپن کی یادوں میں زیادہ حصہ مانی کا ہی ہے۔ ہم دونوں سورج اگنے سے لے کر شام ڈھلنے تک گھر سے غائب رہتے تھے اور یہ وقت ادھر ادھر آوارا گردی میں ہے صرف کیا جاتا تھا۔

کبھی باغبانی کا شوق ہو جاتا تو محلے میں لوگ جہاں اپنے گھروں کا کوڑا پھینکتے تھے اس ڈھیر میں پھلوں کی گٹھلیوں سے چیند دن بعد ایک ننھا سا پودا نکل آتا جس پر ہمیں بہت پیار اور ترس آتا کہ بے چارا اکیلا گند میں پھلے پھولے گا تو اچھا آدمی نا بن سکے گا چنانچہ اسے وہاں سے اکھاڑ کر گھر لے آتے۔ گھر میں لان کی سہولت تو دستیاب نہ تھی تو اپنے باغبانی کے شوق کی آبیاری کے لیے صحن سے چند اینٹیں اکھاڑ دی جاتی۔ پھر اس میں سے ایک فٹ تک ریت اور مٹی نکال دی جاتی۔ بالٹی اٹھاتے اور قریبی کھیت سے مٹی بھر کر لائی جاتی اور اپنے اس دو مربع فٹ کے باغ میں زرخیز مٹی دال دی جاتی۔ اور اس پودے کو وہاں گھر کے صحن میں اچھا ماحول دے کر . پانی دے کر کسی نئی مہم پر نکل جاتے۔ گھر .ی پر امی سے صلواتیں سنتے کہ سارے فرش کا ستیاناس کر دیا اور دیکھنے پر پودا تو کیا باغ بھی ندارد۔۔۔۔

گرمی کی دوپہر میں ہم لوگوں کے فرار کے ڈر سے گھر کے داخلی اور خارجی تمام راستے مسدود کر دیے جاتے لیکن ہم دوستوں کو کون جدا کر سکتا تھا۔ ہم براستہ کھڑکی یا چھت کے راست گھر سے مفرور ہونے میں کامیاب ہو ہی جایا کرتے چاہے گھر میں داخلہ آنسو بہا کر ہی ملا کرتا تھا یا باجی کو ہم پر رحم آ جایا کرتا تھا۔ گرمیں کی دوپہر میں نیکر پہنے ننگے پاؤں کڑی دھوپ (یہ تو اب احساس ہوتا ہے ورنہ تب تو گرمی کا احساس تک نہ تھا) میں آوارہ گردی کرتے ۔ گھر کے قریب کھیت تھے اور ٹیوب ویل تھا جہاں نہاتے رہتے تھے۔ پتنگ تو کبھی نہیں اڑائی ہر ڈور خود تیار کرتے تھے۔ شاید آپ میں سے کوئی جانتا ہو کے آجکل تو بازار سے پلاسٹک کی بنی بنائی ڈور ملتی ہے پر پہلے لوگ خود ڈور تیار کرتے تھے۔ پھول مارکہ دھاگا، سریش، کچ۔ یہ اجزا تھے اس ڈش کے۔۔۔ ہماری تیار کردہ ڈور ہم سے بڑے کزن چھین لیا کرتے جس کا بدلہ اسی ڈور کو دانتوں سے جگہ جگہ ٹک لگا کر لیا جاتا۔

بچپن کا ایک یادگار واقعہ یہ ہے کہ اک بار مانی میرے پاس آیا کہ یہ دیکھو 100 روپیہ۔ یہ بات شاید 1992 کی ہے جب میں آٹھ سال کا تھا۔ یہ بہت بڑے رقم تھی۔ تب گھر سے دو روپے ملا کرتے تھے روزانہ۔ تو جناب ہم نے اپنی مہم کا آغاز کیا اور بازار سے جلیبیاں کھائی۔ گلی ڈنڈا بنوایا۔ لٹو بنوایا، سٹکر خریدے۔ پلاسٹک کا ٹریکٹر ٹرالی خریدی۔ پر ہم معصوم کیا جانتے تھے کہ گلی ڈنڈا جو ہم لے کر گھر پہنچے تو .ی پر ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ گلی میں ہی مانے کی امی اور میری امی کی میٹنگ جاری تھی۔ ان کو دیکھتے ہی مانی گھبرا کر بھاگ گیا۔ میں بڑا حیران ہوا اس کی اس حرکت پر کہ اس نے تو کبھی ساتھ نہ چھوڑا تھا آج کیا بنا۔ وہ تو جب اسے ڈنڈے سے مرمت ہوئی تو عیاں ہوا کہ مانہ وہ پیسے گھر سے چرا کر لایا تھا۔۔۔۔

ہم دونوں کے ساتھ پھرنے پر پابندی تھے لیکن ہم کہاں رکنے والے تھے۔

اس سب سے تعلیم کی باتیں اس لیے غائب نہیں کہ ہمارا اسکول سے کوئی واستہ نہ تھا۔ بلکہ تعلیمی باتیں اگلی پوسٹ میں

بچپن از ماورا

ہفتہ ء بلاگستان : بچپن

لکھنا مجھے آتا تو نہیں...اسی لیے بلاگ بھی لکھنا چھوڑ دیا، لیکن لوگوں کے اصرار پر ہفتہ بلاگستان کے دوران لکھنے کا ارادہ کر ہی لیا . چاہے ایک ہی پوسٹ ہو .

بچپن کے بارے میں کیا لکھوں . . واقعے تو کئی ہیں لیکن ان کو ویسا ہی لکھنا بہت مشکل ہے۔اس لیے امی سے کچھ اپنے بچپن کے بارے میں پوچھ کر لکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔تو جناب بقول امی کے کہ گیارہ ماہ کی عمر میں "اماں" کے بعد پہلا لفظ "پھول" بولا تھا . جس کو سن کر امی کو بہت خوشی ہوئی تھی اور وہ خوشی آج بھی امی سے سنتے ان کے چہرے پر نظر آتی ہے .

چھوٹے ہوتے میں ذہین تھی، اسی لیے چار سال کی عمر میں سکول میں داخل ہوئی . سکول کے پہلے دن بالکل بھی نہیں روئی، جیسے امی نے سمجھایا تھا، بالکل اسی کے مطابق پہلا دن گزارا . ذہین تھی تو ظاہری بات ہے لائق بھی تھی، اسی لیے کلاس ففتھ تک ہمیشہ فرسٹ پوزیشن لیتی رہی . بس اس کے بعد سے ذہانت ولیاقت کہیں کھو گئی...! آٹھ سال کی عمر میں مکمل قرآن مجید ختم کیا . مجھے بالکل بھی یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی گڑیوں سے کھیلا ہو...یا ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کبھی کارٹون دیکھے ہوں .

ہاں البتہ مجھے کہانیاں پڑھنے اور سننے کا بہت شوق ہوا کرتا تھا . نانی اماں سے بہت کہانیاں سنیں . ابو سے بھی کئی کہانیاں سنی جو ان کے بچپن وجوانی سے متعلق ہوتی تھیں . . لیکن بڑے ہو کر معلوم ہوا کہ کوئی کہانی سچی نہیں تھی . ابو کے مختلف ہیر سٹائل بنانے کا بہت شوق ہوا کرتا تھا . ہر ایک نیا سٹائل بنا کر ابو کو شیشہ دکھایا کرتی تھی کہ یہ ہیر سٹائل پاکستان کا ہے . . جب دیکھ لیتے تو دوسرا سٹائل بنا کر کہتی کہ یہ فلاں ملک کا ہے اور پھر یہ سلسلہ بڑی مشکل سے ہی ختم ہوتا تھا .

چھوٹے ہوتے مجھے بہت تجسّس ہوتا تھا کہ انڈے کے اندر سے چوزا کیسے نکلتا ہے . ایک دن امی گھر میں نہیں تھیں . . بہن کو ساتھ ملایا اور کہا کہ انڈے کے اندر چوزا ہے . . آؤ اسے توڑ کے دیکھتے ہیں . اب سوال اٹھا کہ انڈے کو توڑا کیسے جائے؟ اینٹ سے توڑیں گے تو اندر چوزا تو مر جائے گا... لیکن پھر کہا کہ نہیں . . اینٹ آہستہ سے ماریں گے . اینٹ انڈے کے اوپر دے ماری . . انڈا ٹوٹ گیا لیکن اندر سے کوئی چوزا نہ نکلا . . اسے ٹوٹے ہوئے انڈے کے اوپر اینٹ رکھی اور وہاں سے بھاگ نکلے .

پھر امی سے ایک دن پوچھا کہ انڈے میں سے چوزا کیسے نکلتا ہے، امی نے بتایا کہ مرغی اپنے پروں کے نیچے انڈے رکھتی ہے، تاکہ انڈے گرم رہیں اور اکیس دن کے بعد چوزا نکل آتا ہے . میں نے کہا کہ انڈے کو گرم ہی رکھنا ہے تو اسے تو کسی اور طریقے سے بھی رکھا جا سکتا ہے . اسے میں نے امی کے ڈوپٹے میں لپیٹ کر الماری میں رکھ دیا . ہر روز ڈوپٹے میں سے انڈا نکال کر اسے ہلا کر دیکھتی کہ اندر چوزا بن رہا ہے یا نہیں ...!

امی ہمیشہ یہی کہتیں کہ اسے باہر نکالو گی تو ٹھنڈا ہو جائے گا . . اسے اکیس دن تک اندر ہی رہنے دو...اب اکیس دن تک اتنا لمبا انتظار کون کرتا...رات امی جب کھانا بناتیں تو انڈا نکل کر چولھے کے سامنے آ جاتا . تاکہ کچھ تو گرم ہو . حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ امی نے کبھی منع نہیں کیا تھا کہ ایسا کرنے سے کوئی چوزا نہیں نکلے گا . خیر، اکیس دن ہونے میں ابھی کچھ دن باقی تھے . . امی سے پوچھا کہ امی اب انڈا توڑ کر دیکھ لوں . . ؟ اب تک چوزا بن گیا ہو گا نا؟ زیادہ انتظار نہیں ہو رہا تھا . بہن کو بلایا کہ میں انڈا توڑنے لگی ہوں... تم نے چوزا دیکھنا ہے تو آ کر دیکھ لو...!

بسم اللہ کرکے انڈا توڑا تو وہ تو اندر سے ابلا ہوئے انڈے کی صورت میں تھا . . اور چولھے کے سامنے رکھ رکھ کر اندر سے جل کر کالا ہوا گیا تھا...اتنی مایوسی کبھی نہیں ہوئی تھی . . جتنی اس دن ہوئی...

بچپن کے دن از محمد خرم بشیر بھٹی

ہمارے بچپن کے بارے میں جب بھی بات ہو تو ہمارا جواب ہمیشہ یہی ہوتا ہے "اللہ کا شکر ہے کہ بیت گیا اور اب دوبارہ کبھی نہیں آئے گا"۔ آج آپ نے بچپن کی یادوں کو کھنگالنے کی فرمائش کی تو چند ایک نسبتاً بے ضرر سے واقعات جو یاد آتے ہیں آپ کی بصارتوں کی نذر کئے دیتے ہیں۔

1۔ سب سے پہلے تو آپ کو بتائیں اپنے پر کئے جانے والے ایک ظلم کی داستان۔ ہمارے پھوپھا کے پاس ان دنوں کار ہوا کرتی تھی اور سن ہمارا چار برس کا تھا۔ ایک روز وہ ہمارے یہاں آئے۔ جب وہ چلے گئے تو مجھ معصوم نے اپنے والدین سے پوچھا "انکل نے کار کیسے لی؟" اللہ ہمارے والدین پر اپنی رحمتیں نازل کرے، دونوں نے جھوٹ بولنے کا نیا ریکارڈ رقم کرتے ہوئے کہا "انہوں نے پڑھا اور انہیں کار مل گئی" (انکل موصوف ٹھیکیدار تھے اور ان کی کار کا پڑھائی سے کوئی تعلق نہیں تھا)۔ معصوم بچے نے جوش میں کہا "تو پھر میں بھی پڑھوں گا"۔ خلد آشیانی والد صاحب نے اس پر ہماری والدہ کو کہا "اسے صبح سکول داخل کروادیں"۔ اور بس 1980 میں جو کار حاصل کرنے کی تگ و دو شروع ہوئی تو پھر وہ کار مئی 2005 میں ملی۔ ہم اس واقعہ کو بچوں کے استحصال کی مثال کے طور پر یاد کرتے ہیں۔

2۔ ہمارا اولین سکول جہاں ہم نے درجہ چہارم تک اکتساب علم کیا گھر سے کوئی دو تین سو میٹر کی دوری پر تھا۔ راستے میں ایک سڑک اور ایک بسوں کا اڈا پڑتا تھا جنہیں پار کرنے کے بعد ہم اپنے محلّہ میں پہنچ جاتے تھے۔ ہم اور ہمارے ہمسائیوں کی بیٹی ہم جماعت تھے اور عموماً اکٹھے سکول سے آیا کرتے تھے۔ ان میں بدقسمتی سے اس وقت لڑکیوں والی تمام عادات موجود تھیں اور ہم بھی ان دنوں کافی مہم جو ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ غالباً دوسری جماعت کا واقعہ ہے ہم سکول سے آرہے تھے۔

سڑک پار کرنے لگے تو ایک گاڑی قریب آرہی تھی۔ ہم نے رعب ڈالنے کے لئے اپنی ہم جولی کو جن کا نام ارم تھا کہا "دیکھنا ابھی اس گاڑی سے پہلے سڑک پار کرجاتا ہوں"۔ اور پھر دوڑ لگادی۔ گاڑی والے پر جو بیتی سو بیتی لیکن ان انکل کی خونخوار آنکھیں آج بھی یاد ہیں جن سے انہوں نے بمشکل تمام ہمیں "ناگہانی وفات" سے بچانے کے بعد ہمیں دیکھا تھا۔ نتیجہ۔۔۔ اس کے بعد ہمیشہ سڑک دھیان سے ادھر اُدھر دیکھ کر پار کی۔ تھینک یو انکل۔

3۔ غالباً تیسری جماعت کا واقعہ ہے۔ ابا کا سکوٹر گھر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی بلب کا سوئچ تھا جو ہمارے کھیل کے دوران گیند لگنے سے تھوڑا اندر کو پچک گیا تھا۔ اماں ہمسائیوں کے یہاں گئی ہوئی تھیں۔ ٹھکائی سے بچنے کے لئے سوچا کہ چلو اِسے اڑیس لگا کر باہر نکال دیتے ہیں۔ اوزار اور کوئی ہاتھ نہیں آیا تو اباجان کی مونچھیں تراشنے والی قینچی پکڑ لی۔ سکوٹر پر چڑھے اور قینچی بٹن کے اندر گُھسا کر بٹن کو باہر نکالنے لگے۔ بس اتنا یاد ہے کہ زور سے ایک جھٹکا لگا تھا اور ہم سکوٹر سے نیچے آن پڑے۔ شائد سکوٹر کے ربڑ کے ٹائروں کی وجہ سے اس روز ہم مرحوم ہونے سے بچ گئے تھے کہ ہم ہی پہلو ٹھی کی اولاد ہیں اور گھر میں اور کوئی بڑا موجود نہیں تھا۔

4۔ یہ بھی تیسری جماعت کا ہی واقعہ ہے۔ ان دنوں ہمیں اپنی رفتار کا بڑا زعم تھا۔ سکول سے آ رہے تھے تو ارم اور ہم نے ایک "مرونڈوں" کی ریڑھی دیکھی جو ایک بابا جی کی تھی۔ ہم نے اپنی تیز رفتاری ثابت کرنے کے لئے ارم کو کہا "ابھی دیکھنا میں ان بابا جی کا مرونڈا اٹھا کر بھاگ جاؤں گا اور یہ مجھے نہیں پکڑ سکیں گے"۔ ارم نے ایک میسنی کی خاموشی اختیار کئے رکھی۔ ہم بابا جی کی ریڑھی کے پاس پہنچے، جھپٹ کر ایک مرونڈا اٹھایا اور اُڑن چھو ہو لئے۔ بابا جی تو ہمیں نہ پکڑ سکے لیکن ارم نے پورے التزام کے ساتھ یہ قصہ ہماری والدہ کو آ سُنایا۔ اور پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

5۔ تیسری یا چوتھی جماعت کا واقعہ ہے۔ ہمیں گنتی اور کرنسی سے تو واقفیت اچھی خاصی تھی لیکن چار آنے، آٹھ آنے وغیرہ سے نابلد تھے۔ ہمارے ذمہ ایک جوتے کو مرمت کروانا ٹھہرا۔ موچی کے پاس گئے، اس نے جوتا مرمت کیا۔ ہم نے پوچھا کے روپے؟ انہوں نے کہا آٹھ آنے۔ اب ہمارے پاس ایک روپیہ تھا سو گھبرا گئے کہ یا اللہ میرے پاس صرف ایک روپیہ ہے اور یہ "آٹھ" آنے مانگ رہا ہے۔ لجاجت سے عرض کی "ایک روپیہ لے لو گے اس کا؟" موچی صاحب نے تاڑ لیا کہ "چوچا" ناواقف ہے۔ بے نیازی سے کہنے لگے "جیسے تمہاری مرضی"۔ ہم نے ایک روپیہ انہیں پکڑایا اور

احساس شکر گزاری سے لبریز گھر پہنچے۔ گھر والوں نے پوچھا "جوتا مرمت کروا آئے"۔ جواب دیا "جی ہاں"۔ پوچھا "کتنے دام میں؟" ہم نے فخر یہ سارا واقعہ بتا دیا۔ بس پھر اس دن کے بعد سے آٹھ آنے کا حساب بھی ازبر ہو گیا۔

یادِ رفتہ از محمد خرم بشیر بھٹی

جہاز اڑنے کے لئے تیار تھا۔ نور العین اور اس کی اماں فرسٹ کلاس کی کشادہ سیٹوں پر ٹیک لگائے اپنے اپنے مشروب کی چسکیاں لے رہی تھیں اور خدیجہ ان سے اگلی رو میں اپنی سیٹ یعنی اپنے ابا کی گود میں اچھل رہی تھی کہ اسے جوس پینا تھا۔ ایئر ہوسٹس سے سٹرا لے کر خدیجہ کو جوس پلاتے ہوئے میرے خیالوں میں تیرہ چودہ برس کا وہ لڑکا آگیا جو اپنے والدین کی پہلی نرینہ اولاد تھا۔ اس کے والد اپنے والدین کی اکلوتی نرینہ اولاد تھے اور جب ایک بیٹی کے بعد وہ پیدا ہوا تو خاندان بھر میں خوشیاں منائی گئیں۔ اگرچہ والدین نے نام محمد شفیع رکھا لیکن اس کی پھوپھیاں اسے لاڈ سے "برکت" کے نام سے پکارتی تھیں کہ اس کے بعد اللہ نے اس گھر کو تین مزید بیٹوں سے نوازا تھا جن میں سے سب سے چھوٹے کی عمر اس وقت چھ ماہ تھی۔ جس روز کا ذکر ہے اس روز تقدیر نے "برکت" کو یتیم کر دیا تھا۔ اس کے لاڈ اٹھانے والا باپ اسے دنیا کے تھپیڑوں کے حوالے کر کے خود مٹی کی چادر اوڑھ سویا تھا۔ چھوٹی سی زمینداری اور کثیر العیالی کا بارِ گراں۔ اس کے ننھے کاندھے یہ بوجھ کیسے اٹھا پائیں گے؟ یہ مصیبت کیا کم تھی کہ "شریکوں" نے موقع غنیمت جان کر کھڑی کھیتی میں بکریاں چرا ڈالیں۔ اپنی یتیمی کا ماتم کرنے سے کسے فرصت تھی کہ اس موقع پر لڑائی کرتا اور اس کے لئے لڑتا بھی کون؟ نہ کوئی چچا نہ کوئی تایا۔ یہ امتحان کم نہ جان کر قدرت نے ایک اور آزمائش کی۔ یکے بعد دیگرے ان کے جانور مرنے لگے۔ پنجاب کے دیہات میں تو جانور ہی "مال" سمجھے جاتے ہیں۔ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ تمام گھر کا کل اثاثہ ایک بھینس رہ گئی۔ خدا کا کرنا کہ وہ بھینس بھی بیمار پڑ گئی۔ شام ڈھل رہی تھی جب اس کی والدہ نے کہا "بیٹا اس بھینس کے دن اب پورے ہو گئے ہیں۔ یہ اگر اندر مر گئی تو ہم دونوں سے اٹھائی نہ جائے گی۔ آؤ اسے ہنکا کر باہر لے چلیں تاکہ بعد میں مشکل نہ ہو۔" دونوں ماں بیٹا مل کر بھینس کو ہنکا کر گھر سے باہر لے گئے اور اس رات وہ بھینس بھی مر گئی۔ صبح اس مری ہوئی بھینس کا چمڑا، چماروں کو بیچا اور اس کے دس پیسے ملے (یہ قصہ بیسویں صدی کے انتہائی اوائل کا ہے) جو اس گھر کی کُل پونجی تھی۔ گاؤں والوں نے یہ حال دیکھا تو سوچا کہ مل بانٹ کر اس گھر والوں کی کچھ مدد کی جائے سو ایک پنچائت بلائی گئی۔ نائی محمد شفیع کو بلانے آیا۔ بلاوا سُن کر اس کی والدہ کا ماتھا ٹھنکا اور بیٹے کو کہا کہ بیٹا تم چلو، میں چھت پر سے آتی ہوں۔ محمد شفیع چوپال میں پہنچا تو اس کے رشتہ کے چچا نے جو غیر روائتی طور پر برادری کے سربراہ تھے انہیں کہا "بیٹا ہمیں معلوم ہے تم لوگوں پر آجکل مشکل وقت ہے۔ سو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سب مل کر تمہیں راشن ڈال دیتے ہیں تاکہ تمہارے گھر کا خرچ چل سکے۔" ابھی ان کی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ چھت کے اوٹ سے محمد شفیع کی والدہ گرج اٹھیں۔ "میں مانتی ہوں کہ ہم پر اللہ کی آزمائش ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں کہ ہمیں کسی کی خیرات کی ضرورت پڑے۔ اللہ کا ہم پر کرم ہے۔ یہ چند پیسے ہمارے پاس ہیں، آپ ایسا کیجئے یہ رکھ لیجئے اور کسی ضرورت مند کو دے دیجئے۔ بیٹا انہیں پیسے دے دو اور آؤ گھر چلیں"۔ محمد شفیع ماں کے حکم کی تعمیل میں اپنی ماں کے پیچھے پیچھے گھر آ گیا۔ اس محمد شفیع کی، جس کی کل پونجی اس وقت وہ دس پیسے تھے، پڑپوتیاں جہاز کی فرسٹ کلاس میں سفر کر رہی تھیں۔ فبائی آلاء ربکما تکذبٰن۔

یہ محمد شفیع میرے دادا تھے جنھوں نے والد کی وفات کے بعد ہل کی ہتھی کو ہاتھ میں پکڑا اور زمین کا سینہ چیرتے ہوئے اپنے رب کا فضل تلاش کرنے لگ پڑے۔ اللہ جب آزمائش کرتا ہے تو انعام بھی کرتا ہے۔ اس مشکل وقت میں ان کے اکلوتے اور متمول ماموں نے اپنی لاڈلی بہن کے ایک بیٹے اور بیٹی کا بار اُٹھایا لیکن خوددار بہن نے بھائی کی بھی حد سے زیادہ مدد کو گوارا نہ کیا اور آٹھ نفوس پر مشتمل باقی کنبہ کی کفالت کا بار دادا ابو نے ہی اُٹھایا۔ آہستہ آہستہ حالات سنبھلنے لگے اور زندگی کا پہیہ چل پڑا۔ دادا ابو ہل چلاتے رہے، پھوپھیاں اپنے بھتیجے پر نثار ہوتی رہیں اور وقت گزرتا گیا۔ ماں کو

اپنے بیٹے پر ہر طرح کا مان تھا اور دادا ابو؟ انہیں اللہ کے بعد اپنی ماں کی دعاؤں اور اپنے زور بازو پر یقین تھا۔ ماں نے لوگوں کی امداد سے انکار کرکے خودداری کا جو سبق پڑھایا تھا، اسے تمام عمر ایسے ذہن نشین رکھا کہ کبھی کسی معاملے میں بھی کسی کی مدد نہ طلب کی۔ خودداری اور انا پسندی میں ایک باریک سا فرق ہے اور حیرت انگیز طور پر دادا ابو اپنی تمام عمر اس فرق کو پار کئے بغیر گزار گئے۔ اس میں سب سے زیادہ عمل شائد ان کی والدہ کا تھا۔ چھ فٹ کے گھبرو جوان لاڈلے بیٹے سے جب بگڑتی تھیں تو اس کا کھانا پینا بند کر دیتی تھیں۔ اور دادا ابو جن کی پکڑ کبھی کوئی شہ زور نہ چھڑا سکا، ان کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ پر مار سکیں۔ ایک دفعہ کا قصہ خود مجھے سُنایا "بے بے مجھ سے ناراض ہو گئی تو میرا کھانا پینا بند کر دیا۔ ہل چلا کر . آیا تو زور کی بھوک لگ رہی تھی لیکن حکم تھا کہ کھانا نہیں ملے گا مجھے۔ سو بیل حویلی باندھ کر گھر کی جانب چلا لیکن اندر جانے کی بجائے دروازے کے ساتھ چھُپ کر کھڑا رہا۔ تمہاری دادی روٹیاں پکا رہی تھی اور بے بے اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد بے بے اٹھ کر رسوئی میں گئ اور میں نے موقع غنیمت جانا۔ لپک کر اندر گیا، چنگیر میں سے دو روٹیاں اٹھائیں دو چمچ سالن اوپر ڈالا اور بے بے رسوئی میں سے باہر نکل رہی تھی جب میں باہر کو بھاگا۔ روٹیاں کھانے کو گھر سے دور پیڑ کے نیچے ابھی بیٹھا ہی تھا کہ بے بے بھی پیچھے پیچھے پہنچ گئی۔ "لا ادھر کر میری روٹیاں" بے بے نے غصے سے کہا۔ میں نے بے کسی سے کہا "بے بے روٹی نہ کھاؤں تو کیا بھوکا مر جاؤں؟" اس پر بے بے کا دل پسیجا اور مجھے معافی ملی"۔

ماں کا یہی مان تھا جس نے تمام عمر دادا ابو کی رہنمائی کی اور تمام عمر انہوں نے اپنی ماں سے زیادہ کسی سے پیار نہ کیا۔ ہماری رشتے کی ایک دادی بتایا کرتی تھیں کہ دادا ابا نے بیل تھامے جب ہل چلا کر . آنا تو ان کی اماں نے ان پر غصہ سے برسنا شروع کرنا۔ دادا ابا نے مسکراتے ہوئے ماں کی طرف دیکھتے رہنا اور کھانا کھا کر بنا کچھ بولے اسی طرح مسکراتے ہوئے گھر سے چلے جانا۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اسی وجہ سے اتنی عمر ہو گئی، ان کی اتنی زیادہ آل اولاد ہے لیکن یہ کسی کو بھی کہیں بھی کچھ بھی کہہ دیتے ہیں اور کوئی ان کے آگے نہیں بولتا۔ .

دادا ابو اچھی نسل کے بیلوں کے شیدا تھے۔ اپنی آخری عمر تک ان کے ہم عمر انہیں شفیع بیلوں والا کہہ کر بلاتے تھے۔ لوگ مذاق سے کہا کرتے تھے کہ کہتے ہیں بابا بوڑھا ہو گیا ہے لیکن شام کو اگر خبر ملے کہ کئی کوس پر کسی نے اچھا بیل خریدا ہے تو صبح سب سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔ بیلو ں کے بعد اگر کسی چیز کا شوق تھا تو بازو پکڑنے کا۔ اس کھیل میں انہیں کبھی کسی نے شکست نہ دی اور ایسا ہونا کچھ اچنبھے کی بات بھی نہ تھا۔ سو برس سے اوپر کی عمر میں ان کی قوت ارادی کا مظاہرہ تو میں نے بارہا خود کیا۔ اپنے چھ چھ فٹے پوتوں کے ساتھ جب وہ بازو پکڑا کرتے تھے تو ہمارے بازو کے ساتھ جھول جایا کرتے تھے۔ ہمیں یہ ڈر خوا ہے ہو کہ کہیں انہیں چوٹ نہ لگ جائے، وہ ایسی کسی فکر سے بھی بے نیاز ہوتے تھے۔ زندگی میں اپنی ذات پر یہ اعتماد ان کا بنیادی وصف رہا اور جہاں اس نے انہیں تمام عمر سر اُٹھا کر جینے کا عزم و حوصلہ دیا وہاں ایک خاص حد تک خطرات سے یہ بے نیازی ہی ان کے وصال کا سبب بنی۔ اس کے بارے میں کچھ بعد میں۔ ایک سو برس سے اوپر کی عمر میں بھی جب ان کے جسم کا صرف ایکسرے ہی باقی رہ گیا تھا، ان کی کلائی کو مکمل اپنی گرفت میں پکڑنا کم از کم میرے بس کی بات نہ تھی۔ آج تک مجھے کسی ایسے شخص کی تلاش ہے جس کی کلائی ان جتنی چوڑی ہو۔ ہمارا گھر ایک باغ کے کنارے تھا۔ ایک روز دادا ابا مجھے کہنے لگے یار یہ جو باغ میں ہل چلاتا ہے اس کا ایک بیل بہت اچھا ہے۔ جی کرتا ہے اسے دیکھنے چلیں۔ میں ہمہ وقت تیار سو دادا پوتا کی جوڑی پیدل ہی باغ والے کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں پانی کا ایک کھال تھا۔ اس پر نظر پڑی تو سوچنے لگا کہ دادا ابو کو اس کے پار کیسے لیکر جاؤں گا۔ کمر پر سوار کرلوں کہ بازوؤں میں بھر کر پھلانگ جاؤں۔ میں انہی سوچوں میں گم تھا جب ہم اس کے کنارے پہنچے اور اس سے پہلے کہ میں اپنے کسی تدبیر کو فائنل کرتا، دادا ابو نے اپنی لاٹھی کھال کے کنارے ٹکائی اور کسی پول والٹ اولمپئن کی طرح ایک ہی جست میں اس پار پہنچ گئے۔ دوسرے کنارے پر کھڑا میں ہونقوں کی طرح اس ساری کاروائی کو دیکھا کیا۔

دادا ابو نے باپ کی شفقت سے زیادہ فیض نہ اٹھایا لیکن یتیمی کے بعد اپنے بھائیوں کو باپ کی طرح ہی پالا اور ان پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ جتنی والہانہ محبت انہیں اپنے بھائیوں سے تھی، کم از کم میرے مشاہدے میں ایک کے سوا اس کی کوئی مثال نہیں۔ ان کے برادران نے البتہ برادران

یوسف کی یاد لئے رکھی۔ اپنی اولاد سے دادا ابو کا تعلق روائتی سے ہٹ کر تھا۔ اگرچہ بڑھاپے میں جب جی چاہا جسے جو چاہا کہہ لیا لیکن کبھی بھی او لاد پر اپنی مرضی مسلط نہیں کی اور نہ کبھی مار پیٹ کی۔ ایک عجیب سی بے نیازی تھی ان کے رویے میں۔ جہاں میری دادی کے ہاتھ سے اگر پیالہ بھی چھوٹ جاتا تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھتیں "اللہ میرے بچوں کی خیر" وہاں دادا ابو اپنی زندگی میں مگن تھے۔ یہ نہیں کہ انہیں کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ ان کی طبیعت میں بس ایک خاص قسم کا سکون تھا۔ کبھی کسی ایسی کی خواہش نہ رکھنے کا سکون جو ان کی ضرورت نہیں تھی اور ایسی کوئی چیز ہی نہ تھی جس کے بغیر وہ اپنی زندگی کو نامکمل محسوس کرتے۔ ایک پر سکون سمندر کی طرح جو زمانے کے تمام گرم و سرد دیکھ چکا ہو، وہ اپنی دنیا میں مگن تھے کہ ان کی ضرورت انہیں میسر تھی۔ اور ان کی ضرورت کیا تھی؟ صبح دو چپڑی روٹیوں کے ساتھ دہی کا پیالہ اور لسی، دوپہر کو دو روٹیاں سالن اور لسی کے ساتھ اور شام کو دو روٹیاں سالن کے ساتھ اور ایک پیالہ دودھ کا سونے سے پہلے۔ یہ تمام عمر کا معمول تھا۔ کہا کرتے تھے بیٹا جب کھانا کھا لیا تو پھر کوئی سونے کی بنی چیز بھی کھانے کو دے اسے نہیں لینا چاہئے۔ باقی کسی دنیاوی چیز کی انہیں ہوس ہی نہ تھی۔ نہ زمین کی نہ کپڑے کی نہ چوہدراہٹ کی۔ جن دنوں ریاست بہاولپور میں زمینوں کی تقسیم جاری تھی،

ان کے بڑے بہنوئی نے کئی دفعہ اصرار سے کہا "بھائی تھوڑی سی زمین لے لو۔ صرف آٹھ آنے مربع کو مل رہی ہے۔" اُن کا جواب یہی رہا "میں نے کیا کرنا ہے اتنی زمین کو؟" آخری عمر میں جب ان کا لاڈلا پوتا یعنی میں شکوہ کرتا تو کہہ دیتے "بس پتر غلطی ہو گئی"۔

ہم دادا پوتا کا تعلق بھی عجیب تھا۔ دادا ابا نے اگر اپنی اماں کے بعد کسی سے خوف یا کسی کا لحاظ رکھا تو وہ میرے ابا جان تھے (اللہ غریق رحمت کرے)۔ شائد اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ والد صاحب خلد آشیانی اپنی دادی کے چہیتے تھے اور وہ کہا کرتی تھیں کہ جس نے میرے اس پوتے کو کچھ کہا وہ میرا دشمن ہے۔ راجپوتی خون کی گرمی بھی والد صاحب کو ذرا فراخ دلی سے عطا کی گئی اوپر سے دادی کے چہیتے سو دونوں باپ بیٹے میں پیار اور رعب کا عجیب سا رشتہ تھا جس میں رعب بیٹے کا باپ پر تھا۔ پھر ہمارے والد صاحب خاندان کے پہلے خواندہ شخص بھی بنے سو ان کے رعب کو چار چاند لگ گئے۔ والد صاحب کی شخصیت اپنے خاندان میں اس قدر بھاری بھر کم تھی کہ ان کی موجودی میں اور کسی کی طرف دھیان ہی نہ جاسکتا تھا۔ دادا ابا سے لیکر ایک نوزائیدہ بچے تک کو یہ علم تھا کہ ان کے آگے پر نہیں مارنا۔ سو اگرچہ میں پہلوٹھی کی اولاد تھا لیکن ایک تناور شجر کے تلے اگنے والے ننھے منے بوٹے کی طرح ہم پر دھیان ذرا کم کم ہی جاتا تھا۔ زندگی کے اٹھارہ برس تک میرا اور دادا ابو کا تعلق بس ایسے رہا کہ ہم دونوں کو معلوم تھا کہ دوسرا بھی موجود ہے۔ پھر ایف ایس سی کے بعد یونیورسٹی کے داخلے کھلنے میں دیر تھی اور دادا ابو ان دنوں ہمارے یہاں قیام کے لئے آئے۔ وہ چند ماہ جب ہم دونوں دادا پوتا اکٹھے رہے تو یکدم ایکدوسرے کے لئے بہت اہم ہو گئے۔

مجھے آج بھی یاد ہے کہ میں نے ان سے گونگے پہلوان کے متعلق پوچھا تھا۔ بس اس بات سے دادا ابو نے یادرفتہ کے اوراق جو کھولنا شروع کئے تو اگلے چند ماہ گزرنے تک ہم دونوں گہرے دوست بن چکے تھے۔ میں فارغ تھا اور دادا ابو کے پاس ایک سو برس کی زندگی اور اس کے تجربات تھے۔ میں سُنتا رہا اور وہ سُناتے رہے۔ پھر بعد کے دس برس میں نے خاندان میں سب سے چہیتے پوتے کے طور پر گزارے۔ اتنا پیار بڑھا دادا ابو کو مجھ سے کہ انہوں نے میری خاطر خاندان کے ہٹلر یعنی ہمارے والد گرامی تک سے ٹکر لے لی۔ یہ بھی ایک خاصا دلچسپ قصہ ہے۔

انجنیئرنگ یونیورسٹی سے چھٹیوں پر میں گھر آیا ہوا تھا۔ سردیوں کے دن تھے اور دادا ابو ہمارے یہاں آئے ہوئے تھے۔ میں کسی کام سے ایک ویلڈنگ والے کے پاس گیا۔ اس نے نہایت رکھائی سے کسی بات کا جواب دیا۔ مجھے غصہ آیا لیکن کیونکہ ویلڈنگ والا والد صاحب کا واقف تھا سو غصہ میں کھولتا آگیا۔ گھر آکر والد صاحب کو بتایا کہ آپ کے اس واقف کار نے مجھ سے نامناسب بات کی ہے اور آپ کے لحاظ میں میں آگیا ہوں۔ والد صاحب اسی وقت اٹھے اور مجھے ساتھ لیکر اس ویلڈنگ والے کے پاس چلے گئے۔ وہ صاحب والد صاحب کے سامنے سارے وقوعہ سے ہی مکر گئے۔ اب اس کے اس طرح صاف مکرنے پر مجھے اتنا غصہ آیا کہ میں کانپنے لگ پڑا۔ والد صاحب نے سرزنش کی "اپنے آپ کو سنبھالو" اور ساتھ ہی گال پر ایک

تھپڑ رسید کر دیا۔ لو جی ہم بجائے ویلڈنگ والے کو کچھ کہنے کے بھرے بازار میں تھپڑ کھا کر مزید غصے میں کھولتے . آ گئے۔ آ کر دادا ابو کو سارا قصہ سُنایا۔ دادا ابو خاموش رہے۔ والد صاحب رات کو عموماً دیر سے گھر آیا کرتے تھے اور دادا ابو عشاء کے فوراً بعد سو جایا کرتے تھے۔ سو جب تک والد صاحب آئے دادا ابو سو چکے تھے۔ صُبح ہوئی تو نماز پڑھنے کے بعد مجھے پوچھنے لگے " تمہارا باپ کیا کر رہا ہے؟ " میں گیا اور آ کر بتایا کہ صحن میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے "آؤ چلیں"۔ . میں آنے والے واقعات سے بے خبر ان کے ساتھ چل دیا۔ دادا ابو لاٹھی ٹیکتے صحن میں پہنچے اور پہنچتے ہی غصہ سے بولے " کیوں میاں کس خوشی میں کل تم نے اسے تھپڑ مارا تھا؟ " والد صاحب سمیت سارے گھر کو سانپ سونگھ گیا۔ کئی دہائیوں میں پہلی بار دادا ابو نے والد صاحب کو اس انداز میں مخاطب کیا تھا۔ لیکن یہ تو صرف آغاز تھا۔ والد صاحب سر نیچا کئے اخبار پڑھتے رہے اور پھر جو دادا ابو گرجنا شروع ہوئے تو بس۔ سب حیران اور میں دل ہی دل میں دادا ابو کو ہلا شیری دے رہا تھا کہ تھوڑا سا اور تھوڑا سا اور۔ پانچ دس منٹ خوب گرجنے کے بعد دادا ابو نے للکارا " آئندہ اس کو ہاتھ لگاؤ گے؟ " والد صاحب نے سر نیچا کئے ہی نفی میں سر ہلا دیا۔ اس پر دادا ابو نے مجھے کہا آؤ چلیں اور دادا ابو لاٹھی ٹیکتے آگے آگے اور میں اپنے دل میں خوشی سے چھلانگیں لگاتا قلقاریاں مارتا ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ بس اس دن کے بعد میری حیثیت خاندان میں سب سے چہیتے فرد کی ہو گئی۔ والد صاحب خلد آشیانی نے بھی اپنے وعدہ کی ایسی لاج رکھی کہ اس کے بعد اگر میں نے ان کی کسی بات کی پرزور اور کبھی گستاخانہ مخالفت بھی کی تو بھی انہوں نے مجھے کبھی کچھ نہ کہا۔ دادا ابو بھی اس کے بعد جب ملتے تو یہ سوال ضرور کرتے، " پھر تو اس نے تمہیں نہیں مارا؟ " اور میرے نفی میں جواب سے ہی ان کی تسلی ہوتی۔ کئی بار جب وہ والد صاحب سے ناراض ہوتے تو مجھ اپنی سوچوں میں شریک کرتے اور اس دوران جب کبھی والد صاحب کو صلواتیں سُناتے ہوئے خیال آتا تو مجھے کہتے " تجھے بُرا تو نہیں لگ رہا میں تیرے باپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہوں؟ " میں جواباً کہتا " مجھے کیوں بُرا لگے گا؟ آپ کے بیٹے وہ پہلے ہیں۔ جی بھر کر کوسنے دیں میری طرف سے " اور دادا ابو خوش ہو کر پھر سے شروع ہو جاتے۔ بد قسمتی یہ رہی کہ جب میں نے امریکہ آنا تھا تو دادا ابا چچاؤں سے ناراض ہو کر اپنے بھانجے کے یہاں مقیم تھے۔ مجھے اس بات کا علم گاؤں پہنچنے پر ہوا۔ میرا معمول ایسا بنا تھا کہ میں ایک رات کو شدید دھند میں گاؤں پہنچا، دوپہر کو میں نے . لاہور آنا تھا اور اگلے روز رات کو میری امریکہ کی فلائٹ تھی۔ سو اس رات کو جب میں پہنچا تو دادا ابو کے سونے کا وقت ہوئے بھی مدت ہو چکی تھی۔ صبح ناشتے کے بعد میری روانگی تھی۔ اتنا وقت ہی نہ تھا کہ انہیں منا کر گھر لا سکوں۔ انہیں ملنے گیا تو وہ بس ساری دُنیا سے ناراض بیٹھے رہے۔ چچا نے کہا کہ آپ نے پہچانا ہے نا کہ کون آیا ہے؟ انہوں نے بے رُخی سے کہا ہاں پتہ ہے بشیر کا بیٹا ہے۔ ان کا خیال شائد یہ تھا کہ میں چچا کی طرفداری کرنے آیا ہوں۔ میں نے بتایا کہ میں اگلے روز امریکہ جا رہا ہوں۔ انہوں نے دُعا دی اور میں بوجھل دل سے . لاہور آ گیا۔ میرے آنے کے بعد دادا ابو اتنے بے قرار ہوئے کہ بغیر کسی کے منائے گھر آ گئے۔ پھر میرے چچازاد نے بتایا کہ سارا دن تمہارے لئے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ میں امریکہ آ گیا۔ دادا ابو اسی طرح زندگی کے شام و سحر گزارتے رہے۔ پھر ایک روز اسی طرح لڑ کر اپنے دوسرے بھانجے کے یہاں چلے گئے۔ وہاں نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے تو گر پڑے۔

قریباً ایک سو دس برس کی عمر میں پکے فرش پر گرے تو ٹانگ میں چوٹ آ گئی۔ ٹانگ کی چوٹ تو شائد معمولی تھی لیکن دادا ابو کو زندگی بھر کبھی کسی کی محتاجی کی عادت ہی نہ تھی۔ اب جو خود سے ملنے سے معذور ہوئے تو اس حالت سے سمجھوتہ نہ کر سکے۔ وہ عزم جو جوانوں سے بازو پکڑتے وقت انہیں ہارنے نہیں دیتا تھا، ٹانگ کی ایک غیر متوقع چوٹ سے آنے والی وقتی محتاجی پر ان کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اور بس پھر آہستہ آہستہ وہ گھُلتے چلے گئے اور اکتوبر کی ایک شام مٹی تلے جا سوئے۔ ان کی وفات کے سوا دو ماہ بعد جب میں پاکستان گیا تو والد صاحب شدید علیل تھے۔ ایک روز سب سے علیحدگی میں مجھے وصایا کیں اور کہنے لگے " بیٹا زندگی میں کبھی کسی مشکل میں گھبرانا نہیں۔ تیرے دادا نے تیرے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ " آج اس دادا کی پوتیاں جہاز کی فرسٹ کلاس میں بیٹھی سفر کر رہی تھیں۔ .

یوم بچپن از میرا پاکستان

یوم بچپن۔ ہفتہ بلاگستان

شگفتہ صاحبہ کی لگائی ہوئی آگ کو منظر نامہ والوں نے مزید ایسی ہوا دی کہ ہمیں بھی اس میں کودنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ ویسے تو ہم تواتر سے بلاگ لکھ رہے ہیں مگر پھر بھی چلیں کوشش کرتے ہیں ساتھ نبھانے کی۔ بچپن کے ویسے تو بہت سارے چھوٹے چھوٹے واقعات یاد ہیں مگر دو تین ابھی بھی یاد کرتے ہیں تو مزہ آتا ہے۔ ہماری بڑی بہن نے بچپن میں ہمیں خود گود میں کھلایا۔ ایک دفعہ وہ ہمیں گلی میں اٹھائے گھوم رہی تھیں کہ انہیں ایک دیوار کے سوراخ میں بھڑوں کا چھتہ نظر آیا۔ انہوں نے یہ چیک کرنے کیلیے کہ بھڑوں کے کاٹنے سے کتنی سوجن ہوتی ہے ہمارا ہاتھ سوراخ میں گھسا دیا۔ بھڑوں نے ہمیں خوب کاٹا اور ہمارے ہاتھ کی سوجن دیکھ کر والدین نے بہن کی خبر بھی خوب لی۔ لیکن ہماری بہن کو یہ پتہ چل گیا کہ بھڑوں کے کاٹنے کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ہماری ناف کے قریب پھنسی نکل آئی۔ والدین نے بہتیری کوشش کی کہ وہ اس پر پٹی باندھیں مگر ہم یہ کہ کر انکار کرتے رہے کہ ہماری دودھنیاں [ناف] ہیں۔ پھر کیا تھا پھنسی بڑھتے بڑھتے بڑے پھوڑے کی شکل اختیار کر گئی اور ہم علاج سے انکار کرتے رہے۔ آخر کار پھوڑا جب بہت بڑا ہو گیا تو درد کرنے لگا اور تب سرجن یعنی نائی کو بلا کر اسے کٹوایا گیا۔ آپریشن کے دوران بہت درد ہوا، ہم نے بہت شور مچایا اور خوب روئے۔ اس کے بعد والدین ہمیں کئی سال تک "میری دودھنیاں ہیں" کہ کر چھیڑتے رہے۔

بچپن میں ہم اپنی عمر سے تھوڑے بڑے ہمجولی لڑکے اور لڑکی کیساتھ چھپن چھپائی کھیلا کرتے تھے۔ جب بھی ہماری باری آتی، وہ لڑکا ہمیشہ لڑکی کیساتھ اندھیرے میں چھپا کرتا۔ یا جب اس کی باری آتی تو وہ ہمیں ڈھونڈنے کی بجائے لڑکی کو پہلے پکڑنے کے چکر میں اندھیرے میں جپھی ڈال لیا کرتا۔ اس وقت تو ہمیں اس آنکھ مچولی کا پتہ نہ چلا مگر بڑے ہو کر راز کھلا کہ لڑکا ہمیشہ لڑکی کو اندھیرے میں کیوں جپھی ڈالا کرتا تھا۔ کرنا خدا کا یہ ہوا کہ لڑکا بڑا ہو کر قرآن حفظ کرکے امام مسجد بن گیا اور اس کی شادی بھی اسی لڑکی کیساتھ ہو گئی۔ آج کل وہ ڈنمارک میں بہت بڑا جل مولوی ہے اور اس کی اولاد نے بھی مساجد سنبھالنا شروع کر دی ہیں۔ اب بھی جب ان سے ملاقات ہوتی ہے ہم انہیں آنکھ مچولی کہ کر ضرور چھیڑتے ہیں۔

میرے بچپن کے دن نازیہ

میرے بچپن کے دن

ہر کوئی اپنا بچپن یاد کر رہا ہے۔ میں نے نہیں کیا تو آپ لوگ یہ نہ سمجھیئے گا کہ میں کبھی چھوٹی تھی ہی نہیں (ویسے میرے ارد گرد کے لوگوں نے مجھے کافی دیر ایسے ہی بڑے دیکھا ہے)۔ اب اس کا کچھ اور مطلب لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ میرا بچپن جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے بھول پن میں ہی گزرا ہے۔ راستہ کبھی یاد نہیں رہتا تھا اپنے گھر تک کا بھی۔ ہمیشہ گم ہی رہتی تھی، مطلب راستہ بھول جاتی تھی۔ سب سے بڑی ہوں اور میرے ساتھ کوئی کھیلنے والا بھی نہ تھا اس لئے دوسرے بچوں کے پیچھے چلتی چلتی دوسرے تیسرے محلے پہنچ جاتی تھی۔ گم ہونے میں مشہور ہو چکی تھی اسی لئے کوئی جان پہچان کا دیکھ لیتا تو اٹھا کر گھر چھوڑ جاتا۔ یہ کیفیت کوئی چار، پانچ سال کی عمر تک رہی۔ پھر ہم نے دوسری قسم کی بھولی حرکتیں کرنا شروع کر دیں۔ گھر سے خرچنے کے لئے پیسے ملتے تھے تو جیسے مٹھی میں دبا کر امی پکڑاتیں تھیں ویسے ہی بند مٹھی لے کر گھر آجاتی۔ خرچ نہ کرتی۔ گھر والے ہنستے تھے کہ ان پیسوں کو خرچنے کے لئے دیا تھا. لانے کے لئے نہیں۔ گھر سے . امی لے کر آتیں تھیں اور وہی سکول چھوڑنے بھی جاتیں تھیں۔ گرمیوں کے دنوں میں راستے میں برف والے کی دکان پڑتی تھی۔ مجھے روک کر ٹھنڈا پانی پلاتا اور تھوڑی برف دے دیتا کہ گھر میں جا کر پانی ٹھنڈا کرکے پی لینا۔ یعنی مفت میں۔ ان دنوں ہمارے گھر فریج نہ تھا۔ پڑھنے میں شروع میں تیز تھی رٹے لگانے میں اول۔ ایک لفظ بھی ادھر کا ادھر نہ ہوتا تھا۔ چھٹی جماعت تک سکول میں فرسٹ آتی رہی۔ ساتویں میں سیکنڈ آئی اس کے بعد پڑھائی میں ویسا دل نہ لگا اور نارمل سے نمبر لے کر ہی پاس ہوتی رہی۔

ایک دفعہ نزلے کی وجہ سے میرا ناک بند تھا۔ ان دنوں ان ہیلر نہیں ہوا کرتے تھے۔ کزن نے مشورہ دیا کہ تم جا کر مرچیں سونگھو۔ ان دنو ں میں سات یا آٹھ سال کی ہونگی۔ میں نے زیادہ سوچنا مناسب نہ سمجھا اور جا کر مرچوں کا ڈبہ کھولا اور خوب لمبا سانس لے کر مرچیں سونگھیں۔ ناک بچ گئی مرچیں سیدھی آنکھوں میں چلے گئیں۔ فوراً جا کر منہ اور آنکھیں دھوئیں۔ کزن نے سنا تو بہت ہنسی اور کہا کہ میں نے تو مذاق کیا تھا۔ ہم کہہ بھی نہ سکے کہ کسی کی جان گئی اور آپ کی ادا ٹھہری کیونکہ ان دنوں ہمیں پتہ نہیں تھا کہ شاعری کس بلا کا نام ہے۔ واقعات تو اور بھی ہیں بھولے بھالے سے آپ کو سن کر افسوس ہی ہوگا کہ اتنا بھی کوئی بے وقوف نہ ہو۔ اس لئے رہنے ہی دیتی ہوں۔ لائٹ کا بھی پتہ نہیں۔ کب بے وفائی کر جائے۔

جل گیا بر نال لگا یے از ڈفر

جب سکول میں پڑھا کہ گرم ہونے پر چیزیں پھیلتی ہیں، لوہے کو بھی گرم کرکے جو مرضی شکل دی جا سکتی ہے اور یہ بھی پتا چلا کہ لوہاروں کے پاس ایک بھٹی ہوتی ہے جس میں آگ لگی ہوتی ہے۔ لوہار لوہے کو اس پر اچھی طرح گرم کرکے نرم کرتے ہیں اور مطلوبہ چیز بنا لیتے ہیں۔ گھر پہنچتے ہی میں نے دروازے میں کنڈی کی جگہ لٹکانے والا سریا نکالا کیونکہ اچھی طرح مڑا ہوا نہیں تھا اور اس کو چولہے پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ننگے ہاتھوں سے ہی سریا اٹھا لیا اور جب ہاتھ سے دماغ تک اس کے ضرورت سے زیادہ گرم ہونے کا سگنل پہنچا تو دوسرے ہاتھ میں منتقل کر لیا۔ دوسرے ہاتھ سے چھوٹا تو سیدھا پاؤں پر۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پر سریے کی گولائی میں کھڈے پڑ گئے اور پاؤں پر یک رنگی قوس قزح جیسا نشان۔
رونے یا ٹھکائی ہونے کا تو نہیں یاد لیکن اتنا یاد ہے کہ کافی دن سکول سے چھٹی رہی تھی اور فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلائے (جن کی انگلیاں بھی پھیلی رہتی تھیں) پھرتا رہتا تھا۔ سکول نہیں جانا پڑتا تھا کیونکہ ہاتھ کسی کام کے تھے نہیں اور سکول کے جوتے بھی نہیں پہن سکتا تھا۔ لیکن گھر میں بہر حال لکھائی کی جگہ بھی یاد کرنے کا کام کرنا پڑتا تھا۔ فائدہ تو اس کمندرے کا صرف سکول نا جانا ہی ہوا تھا لیکن نقصانات اور مسائل اوپر بیان کی گئی بات کے علاوہ بھی کافی سارے تھے 🙁

کامران اصغر
کنفیوز کامی

یاد ماضی عذاب ہے یارو
یہ شرارت اس وقت کی ہے جب میں پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا میرا اسکول گورنمنٹ پرائمری سکول کوٹ فرید سرگودھا تھا۔ یہ سکول گھر سے کافی دور تھا میں روزانہ پیدل ہی سکول جاتا تھا۔ سر میں سرسوں کا تیل لگا کر کنگھی کی ہوتی تھی اب تو اسکی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ کپڑے کا بنا ہوا بستہ جو میری ماں نے مجھے سلائی مشین پر بنا کر دیا تھا یہ مشین آج بھی چلتی ہے گو کہ بوڑھی ہو چکی ہے۔ ہاتھ میں لکڑی کی تختی جو کافی بھاری ہوتی تھی چلتے چلتے جگہ جگہ اسکو بطور تلوار استعمال کرتا کبھی سکول میں تلوار بازی کے دوران ٹوٹ جاتی تو والد صاحب سے سخت ڈانٹ پڑتی اور سزا کے طور پر پہلے سے بھاری تختی اٹھانا پڑتی تھی ان وقتوں میں ماں باپ کا ڈر بہت ہوتا تھا آجکل تو برائے نام ہی ڈر ہے۔ وردی کا اب مجھے ٹھیک یاد نہیں مگر شاید ملیشاء کلر ہی تھا۔ بیٹھنے کے لئے کلاس میں ٹاٹ استعمال ہوتے تھے۔
ہمارے گھر کے قریب کافی فالتو زمین تھی آبادی کیوں کہ بہت کم تھی اسلئے اس زمین پر اکثر پکھی واس جن کو ہم جانگلی بھی کہتے تھے آ کر ڈیرہ ڈالتے تھے۔ زمین کا یہ خالی ٹکڑہ رنگ برنگی جھگیوں مختلف قسم کے جانوروں جن میں ریچھ بندر بکریاں مرغیاں کتے گھوڑے گدھے شامل ہوتے تھے۔ جانگلی

دیکھنے میں بہت ڈرونے ہوتے تھے کالی رنگت لمبے قد سرخ آنکھیں کانوں میں بالیاں انکے بچے بھی عجیب ہوتے تھے ننگے بدن سر پر بالوں کی ایک لٹ باقی ٹنڈ گندے جسم۔ جھگی کے باہر کھانا پکانے کا بندوبست ہوتا تھا۔۔

اصل واقعہ کیا تھا۔۔؟ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بچپن سے ہی مجھ کو پھولوں والے پودے بہت پسند تھے گھر میں میں نے دیوار کے ساتھ تھوڑی سی مٹی ڈال کر ایک کیاری بنائی ہوئی تھی جہاں میں اپنی پسند کے پودے اگاتا اور ایک شفیق باپ کی طرح انکا دھیان رکھتا تھا گرمی ہو یا سردی میں نے کبھی اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی نہیں برتی تھی۔ مجھے جہاں سے بھی کسی پودے کی آفر ہوتی میں پیدل چل کر وہ پودا حاصل کرتا تھا میرے دوست اکثر مجھے اپنے گھر سے پودے دیا کرتے تھے۔ بزریعہ بیج پودہ حاصل کرنے کے لئے میں چوری گھر سے بازار جایا کرتا تھا۔

اوپر بیان کردہ جگہ پر ایک نئی کالونی معرض وجود میں آ گئی سب سے پہلئ سڑکیں بنیں پھر ان کے ارد گرد نئے پودے لگائے گئے۔ میں چوں کہ بازار سودا سلف لینے کے لئے نکلتا تھا تو چوری چھپے سائیکل کا رخ اس نو مولود کالونی کی طرف پھیر لیتا تھا صرف ان خوبصورت رنگ برنگے پودوں کو دیکھنے کے لئے۔ ایک دن میرے ایک دوست اختر نے مجھے بتایا کہ وہ مجھے ایک پودہ دینا چاہتا ہے میں بھی کہاں انکار کرنے والا تھا فوراہاں کر دی تو تفریح جسے آدھی چھٹی بھی کہتے ہیں میں جانے کا پروگرام بنایا گیا خدا خدا کر کے تفریح کا ٹائم ہوا میں نے اختر سے کہا کہ جلدی چلو ٹائم کم ہے۔ بھی آنا ہے۔ ہم دونوں سکول سے نکل پڑے اور اختر مجھے اسی نو مولود کالونی میں لے آیا جو ہمارے گھر کے قریب تھی میں نے کہا یار یہاں پودے توڑنے منع ہیں ایسا مت کرو مگر اختر بضد تھا کچھ نہیں ہوتا یہ میرے ابو کے دوست ہیں تم اپنی پسند کا ایک پودا توڑ لو میری ذمہ داری پر میں نے اس تسلی پر پودے کو توڑ لیا ۔۔۔ اوئے۔۔۔ پکڑو انکو۔۔ اس سے پہلے کہ ہم یہ سن کر دوڑ لگاتے قریب سے گزرے ایک شخص نے ہم دونوں کو دبوچ لیا اور پکڑ کر اپنے دفتر لے گئے سردیوں کے دن تھے ہم دونوں کو ایک کپڑے کے ساتھ ہاتھ اور پاوں سے باندھ دیا گیا۔ سخت سردی میں بھی میں پسینے سے نچڑ چکا تھا۔

اب ہمارا ٹرائل شروع ہو چکا تھا کیا نام ہے؟ کس کے بیٹے ہو؟ کہاں رہتے ہو؟ یہ سب جان کر ہمارے والدین کو خبر کر دی گئی تھوڑی دیر بعد میرے والد سائیکل پر سوار آئے اور مجھے اس حالت میں دیکھ کر ان سے پوچھا کیا کیا ہے اس نے؟ تفصیل معلوم ہونے پر وہ . سائیکل کی طرف بڑھے اور جاتے ہوئے کہ گئے " اسے مت چھوڑنا یہی باندھ کر رکھو " اور سائیکل سمیت غائب ہو گئے میری حالت اور بری ہو گئی کیوں کہ گھر جا کر اس سے زیادہ دھلائی ہونا تھی۔ اتنی دیر میں اختر کی والدہ آ گئیں انہوں نے منت سماجت کی واسطہ بتایا اور اختر کو چھڑوا لیا مگر مجھے وہ لوگ چھوڑنے سے انکاری تھے میرا خون خشک ہو رہا تھا میں نے حسرت بھری نگاہوں سے اختر کی طرف دیکھا تو اس نے اپنی والدہ سے میرے لئے بھی سفارش کی جو تھوڑی دیر کی بحث کے بعد قبول ہو گئی اس وعدے کے ساتھ کہ آئیندہ کبھی بھی چوری نہیں کریں گے۔ ہم دونوں بھاگم بھاگ سکول پہنچے چھٹی کا ٹائم سر پر تھا بستے لئے اور گھر. آ گئے گھر داخل ہوتے ہی شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے سر جھکا ہوا تھا۔ شوق دا کوئی مُل نئی ہوندا

میرے پرائمری اسکول کے دن از یاسر عمران مرزا

میرے پرائمری سکول کے دن – ہفتہ بلاگستان

السلام علیکم، ہفتہ بلاگستان کے لیے پہلی تحریر پیش خدمت ہے، یہ تحریر میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے۔

بات کچھ یوں ہے کے میں پرائمری سکول کے دنوں میں کافی بھولا بھالا اور معصوم تھا، سکول میں میرا دھیان شرارتوں کی بجائے کتب، اساتذہ، ہوم ورک اور امتحانات پر ہوتا۔ اسی لیے اساتذہ اور امی ابو بھی مجھ سے خوش رہتے، میرے پرائمری سکول میں تین ہی استاد تھے، جب میں چوتھی جماعت میں تھا تو ہمارے سکول کے ایک استاد تبدیل ہو گئے اور ایک نئے استاد ان کی جگہ تشریف لے آئے ان کا نام امجد صاحب تھا، وہ جوان آدمی تھے، ان کا قد خوب لمبا اور جسم ورزشی قسم کا تھا، چہرہ بھی کچھ کرخت سا تھا،

اپنے پہلے ہی دن میں انہوں نے کچھ لڑکوں کی اس سخت انداز سے پٹائی کی کہ میرے دل میں ان کا ڈر بیٹھ گیا، ڈر کی بجائے اگر اسے دہشت کہیں تو زیادہ موزوں ہوگا۔ چونکہ میں ایک پسماندہ گاؤں نما شہر سے تعلق رکھتا ہوں اس لیے میرے سکول میں اساتذہ کا پٹائی کرنا عام سی بات تھی، خود میں نے بھی کئی دفعہ مار کھائی، مگر پہلے اساتذہ میں سے کوئی شدید قسم کی پٹائی نہیں کرتا تھا۔

امجد صاحب کے آنے کے ساتھ ہی میری تعلیمی کارکردگی گرنی شروع ہو گئی، بلکہ دوسرے مضامین کی نسبت امجد صاحب کے مضامین میں کچھ زیادہ ہی کم ہو گئی، یوں میں نے بھی ان سے دو تین بار پٹائی کروائی، امجد صاحب کا سزا دینے کا انداز بہت ظالمانہ تھا، وہ کسی بھی لڑکے کو اوپر اٹھا کر اسے چھت پر لگے شہتیر کو پکڑنے کو کہتے جو کہ بہت زیادہ اونچا نہیں ہوتا تھا، جب لڑکا پکڑ لیتا تو خود چھوڑ دیتے، اب بچے کے بازو کتنے مضبوط ہو سکتے ہیں، تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا ہاتھ چھوٹ جانے سے نیچے گر پڑتا پھر امجد صاحب اسکو ڈنڈے لگاتے، اچھی طرح ڈنڈے لگانے کے بعد یہ سزا ختم ہوتی۔ شاید میرے دل میں ڈر کی وجہ سے میں مسلسل دو تین دن امجد صاحب کا دیا گیا ہوم ورک نہیں کر سکا تو مجھے کچھ اور نہیں سوجھا تو میں قلم لینے کے بہانے سکول سے باہر چلا گیا اور . نہیں آیا، سکول سے چھٹی ہونے کے بعد میں . آیا اور اپنا بستہ لے کر گھر چلا گیا، پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا اور میں روز سکول سے بھاگنا شروع ہو گیا۔ صبح میں گھر سے سکول کے لیے نکلتا مگر رستے میں ادھر ادھر گھومتا رہتا، بستہ بھی میرے ساتھ ہوتا، اکثر لوگ اور دکاندار مجھے دیکھتے اور انہیں معلوم ہو جاتا کہ میں طالبعلم ہوں اور سکول کے وقت پر باہر گھوم رہا ہوں۔ تین چار دن بعد میرے اساتذہ نے میرے والدین سے میری شکایت کی، جس پر مجھے ابو سے بھی ڈانٹ اور بعد میں مار پڑی، مگر اب میں آزادی کا عادی ہو گیا تھا، اور میرا دل مستقل سکول سے اچاٹ ہو گیا، اور میں کوئی مضمون بھی پڑھنے کو تیار نہیں تھا۔

پھر والد صاحب خود مجھے سکول چھوڑنے آتے یا بھائی کو کہتے تو وہ مجھے سائیکل پر سکول چھوڑ آتا، اب تمام مضامین میں میرا شمار نالائق ترین طالبعلموں میں ہوتا، پھر بھی میں سکول سے بھاگنے کی ہر ممکن کوشش کرتا، کبھی سلیٹی لینے کا بہانہ کر کے، کبھی قلم یا دوات کا۔ یوں تمام اساتذہ اور سکول کے تمام طالبعلموں کو میرے بھاگنے کا علم ہو گیا، اب مجھے سکول سے باہر جانے کی اجازت بھی نہ دی جاتی، مجھے یہ بڑی بے عزتی والی بات لگتی، پھر بھی میں پڑھائی کی طرف مائل ہونے کو تیار نہیں تھا، پھر سالانہ امتحانات ہوئے اور میں ان دنوں بھی سکول سے بھاگتا رہا،

خیر جی، امتحانات ختم ہوئے، میرے ہم جماعت جو کہ چوتھی جماعت میں تھے، پانچویں میں چلے گئے، اور میں چوتھی میں ہی اٹکا رہ گیا، ان دنوں میں نے ابو سے زندگی کی سب سے زیادہ سخت مار کھائی، والدہ صاحبہ بھی ابو کو روکتی رہیں لیکن وہ نہ رکے، کیوں کہ میرے کسی بھائی یا کزن نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ پھر شاید اللہ تعالیٰ کو مجھ پر رحم آ گیا اور والد صاحب کے سکول کی انتظامیہ سے بات کرنے پر مجھے مار فری قرار دے دیا گیا، تمام اساتذہ نے وعدہ کیا کہ چاہے کوئی بھی غلطی کروں مجھ پر سختی نہیں کی جائے گی، اور مجھے امجد صاحب کی جماعت میں نہیں بٹھایا جائے گا۔ پھر میں نے پڑھائی میں ایک بار پھر سے دل لگایا، محنت کی، اور کچھ عرصہ بعد امجد صاحب کا تبادلہ ہو گیا اور وہ دوسرے سکول میں چلے گئے،

اگلے سالانہ امتحانات میں میری دوسری پوزیشن آئی اور میں پانچویں جماعت منتقل ہو گیا۔ بس میرا ایک سال ضائع ہونا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کو، شاید اس میں کوئی بھید تھا، لیکن میں وہ بھید نہیں جان سکا۔ اس کے بعد سے میرے تعلیم سلسلے میں کبھی رکاوٹ نہیں آئی، ہمارے تمام عزیز اور بیشتر جاننے والے اس واقعے کو جانتے تھے اور اس بات کے دو تین سال گزر جانے کے بعد بھی جو کوئی مہمان آتا وہ یہ ضرور پوچھتا کہ اب آپ کا بچہ سکول باقاعدگی سے جاتا ہے نا؟

یوم تعلیم

بلاگستان کا جشن تعلیم از افتخار اجمل بھوپال

بلاگستان کا جشن تعلیم

میرا مشاہدہ ہے کہ جدیدیت کے اس دور میں بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ تعلیم کسے کہتے ہیں کیونکہ پڑھائی عام ہے اور تعلیم خال خال۔ ہم 18 جولائی کو لاہور آئے۔ جو مکان ہم نے کرایہ پر لیا ہے اس کے سامنے والے مکان میں جو صاحب رہتے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دن بعد رات کو بجلی غائب تھی تو میں باہر کھُلی ہوا میں نکلا اتفاق سے وہ بھی باہر کھڑے تھے۔ بات چیت کے دوران کہنے لگے " میرے بچے ایک اعلٰی معیار کے سکول میں پڑھتے ہیں۔ پڑھائی اور لباس ٹھیک ہے تربیت کہیں نظر نہیں آتی میں وطنِ عزیز میں تعلیم کے حوالے سے صرف دو پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کروں گا لیکن پہلے اپنے پڑھائی کے طریقہ کار کا بالکل مختصر بیان۔

میرا طریقہ دسویں جماعت تک یہ رہا کہ سکول کا کام [home task] وہیں فارغ وقت یا آدھی چھٹی [recess] کے دوران یا گرمیوں میں چھٹی کے بعد دھوپ ڈھلنے تک کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر ختم کر لیتا۔ گھر پہنچنے پر کھانا کھاتا پھر سودا سلف لاتا۔ اس کے بعد ہاکی کھیلنے چلا جاتا۔ آ کر نہاتا اور تازہ دم ہو جاتا۔ اگر کچھ کام رہ گیا ہوتا تو کر لیتا ورنہ بیٹھ کر اخبار یا رسالہ یا کوئی اور کتاب پڑھتا۔ رات کا کھانا کھا کر عشاء کے فوراً بعد سو جاتا۔ صبح فجر سے پہلے اُٹھ کر گھر سے دو کلو میٹر دور ایک دوست کے ساتھ جاتا۔ وہاں سے پھلائی کی ٹہنی توڑ کر دونوں مسواک کرتے . لوٹتے۔ گھر. آ کر نہاتا۔ نماز پڑھتا اور جو سبق اس دن سکول میں پڑھنا ہوتا اس پر نظر ڈالتا۔ اس کے بعد ناشتہ کر کے سکول روانہ ہو جاتا ۔ گیارہویں بارہویں میں اس معمول میں معمولی فرق پڑا لیکن انجنیئرنگ کالج میں تو سوائے پڑھائی کے اور کچھ نہ تھا۔ راتوں کو جاگ کر پڑھنا معمول بن گیا کیوں کہ دن کا وقت بہت کم تھا

ایک پہلو

ہمارے سکول کالج کے زمانہ میں تعلیمی اداروں کا ماحول کچھ مختلف تھا۔ اساتذہ کا اپنے شاگردوں کے ساتھ دلی لگاؤ محسوس کیا جا سکتا تھا۔ سکول۔ کالج وغیرہ سے فارغ ہو کر جب بھی میں نے مُڑ کر دیکھا مجھے محسوس ہوا کہ ہمارے اساتذہ نے ہمیں اس طرح تعلیم دی جیسے کہ ہم اُن کے اپنے پیارے بچے تھے۔ پرائمری سے لے کر انجنیئر بننے تک جہاں تک مجھے یاد پڑھتا ہے ہمارے اساتذہ کبھی کبھی وقت بچا کر ہمیں ایک اچھا انسان یعنی حق پر چلنے والا ہمدرد انسان بننے کی ترغیب دیتے اور اس کا عملی طریقہ بھی سمجھاتے۔ ہم پر اپنے اساتذہ کی باتوں کا بہت اثر ہوتا۔ شریر سے شریر طالب علم بھی اساتذہ کا احترام کرتا۔ اگر استاذ کسی کی سرزنش کرتا تو وہ اسے اپنی بہتری سمجھ کر قبول کرتا۔ بہت کم دفعہ ایسا ہوا کہ کسی طالب علم نے غلط سزا کی شکائت کی ہمارے بعد ایک دور آیا کہ بچے کی سرزنش سکول میں ہوئی تو والد صاحب استاذ سے بدلا چکانے سکول پہنچ گئے یا سکول سے گھر جاتے ہوئے لفنگوں سے ان کو سزا دِلوا دی۔ دورِ حاضر میں تو استاذ کو شاگرد کا خادم تصور کیا جاتا ہے سو کسی استاذ کی مجال نہیں کہ کسی کے بچے کو بُری نظر سے دیکھ سکے

دوسرا پہلو

ہمارے زمانہ میں اکثر سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ براہِ راست مقرر کردہ کتابوں سے نہیں پڑھاتے تھے بلکہ نصاب [syllabus] کے مطابق پڑھاتے تھے اور ہدائت کرتے تھے کہ کتابیں خود پڑھیں۔ یہی نہیں بلکہ کچھ اور کتابوں کے نام لکھوا دیتے کہ پانچ سات یا دس لڑکے مل کر خرید لیں اور باری باری پڑھیں۔ اساتذہ کبھی خلاصہ [notes] نہیں لکھواتے تھے۔ اس کی بجائے ہدائت کرتے کہ اچھی طرح پڑھ کر خود خلاصہ [notes] تیار کریں اور اگر چاہیں تو فارغ وقت میں مجھے [استاذ کو] دکھا دیں۔ اگر استاذ سے اشارہ [guess] مانگتے کہ امتحان میں کیا آئے گا تو یا ڈانٹ پڑ جاتی یا کہا جاتا "جو تم نے نہ پڑھا وہی امتحان میں آئے گا"۔ اُس زمانہ میں سکول یا کالج کے داخلی [internal] امتحان کیلئے کوئی چھٹی نہ ہوتی تھی . . .

اور بورڈ یا یونیورسٹی کے امتحان کیلیئے دو ہفتے کی چھٹیاں ہوتی تھیں۔ ہر امتحان میں 7 میں سے 5 یا 8 میں سے 6 سوال کرنا ہوتے تھے اور ہر سوال کے ایک سے 4 جزو ہوتے تھے جبکہ ہر جزو ایک مکمل سوال ہوتا تھا سنا تھا کچھ سال قبل تک 10 میں سے 5 سوال کرنا ہوتے تھے [اب کا مجھے معلوم نہیں]۔ پورے نصاب کی تیاری بہت کم طلباء کرتے تھے۔ یہ بھی سنا ہے کہ امتحان میں تمام سوالات پڑھائی گی کتابوں میں سے آتے ہیں۔ اور چونکہ 10 میں سے 5 کی رعائت کے باعث اکثر تعلیمی اداروں میں پورا نصاب نہیں پڑھایا جاتا اسلئے نصاب سے باہر [out of course] کا شور مچا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ عِلم جسے ماضی میں بڑی دولت کہا جاتا تھا اب اس کی بجائے اسناد کی تعداد دولت بن گئی ہے۔ جو طالب علم اپنے طور محنت کرکے عِلم حاصل کرتے ہیں کہ تعلیم یافتہ بن جائیں ان کی ہمارے ہاں کوئی قدر نہیں کچھ لوگ انہیں بیوقوف یا پاگل کا خطاب دیتے ہیں

ہفتہ بلاگستان کی عام تحریر از بدتمیز

یوم تعلیم ہفتہ بلاگستان کی عام تحریر

بس صاحب جب ہماری حرکات قابل گردن زنی ہوئیں اور ہماری پرواز ان حدود سے تجاوز کرنے لگیں جن کو ہمارے ابا جان نے متعین فرمایا تھا تو ہمارا چرچا ہر جگہ ہونے لگا۔ جسطرح کوئی نوجوان ہاتھ سے نکلا جارہا ہو تو اس کی شادی کر دینے کی صلاح ملتی ہے اسی طرح ہماری حرکات کے بعد کل زمانہ ہمیں اسکول داخل کرانے کے مشوروں کے ساتھ ساتھ اسکولوں کا پتہ بھی بتانے لگا۔ کچھ قصور اس میں ہمارا بھی تھا کہ امی نے جو قاعدہ پڑھنے بٹھایا اس کو پڑھتے پڑھتے ہم وقتی طور پر انتقال فرماجاتے اور پھر کھانے کے وقت ہی اٹھائے جاتے۔ لہٰذا امی نے دیکھ بھال کر جن ہمسائی کے بچے اخلاق میں سب سے اچھے تھے ان کے اسکول کا چناؤ کیا جو کہ ایک سرکاری اسکول تھا جس کی اضافی خوبی اس میں پہلی کلاس سے ہی انگلش کا پڑھانا تھا جبکہ اس زمانے میں انگلش 6 جماعت سے پڑھائی جاتی تھی۔

بس جناب ایک دن ہمیں پکڑ کر ہماری پیشی ایک استانی کے حضور ہوئی جنہوں نے گھر میں کمائی میرا مطلب ہے ٹیوشن سینٹر کھول رکھا تھا۔ انہوں نے پہلے تو کہا کہ بچہ کچی پکی نہیں پڑھ کر آیا؟ پھر پاس بیٹھے ایک بچے کی رف کاپی پر میرا ٹیسٹ لیا اور کہا لے آیئے گا آرام سے داخلہ مل جائے گا۔ اب مجھے تو نہیں علم تھا کہ کیا بلا سر پڑنے والی ہے پر میری امی بڑی خوش تھیں۔ ٹیسٹ والے دن ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ امیوں کا ایک اژدہام ہے جو اپنے بچے بالکل ویسے پہلا پھسلا کرلائی تھیں جیسے قصائی بکرے کو لے جاتا ہے کیونکہ جیسے ہی استانیوں نے بچوں کو ان کی اماؤں سے علیحدہ کیا تو جو سر بچے وہ مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ ایک بچہ میری کلاس میں تو اس قدر عمدہ تھا کہ اس کی امی کو کمرہ امتحان کے دروازے پر سارا وقت کھڑا ہونا پڑا۔ میں خود چونکہ اتنی کڑیاں دیکھ کر پھولے نہیں سماں رہا تھا (نہیں نہیں غلط مطلب لینے کی ضرورت نہیں

میرے خاندان اور میرے محلے میں اس وقت دور دور تک منڈے پیدا نہیں ہوئے تھے لہٰذا میری دوستی لڑکیوں سے ہی تھی) لہٰذا میری امی مجھے چھوڑ کر۔ گھر دوپہر کا کھانا لینے چلی گئی تھیں۔ آکر میری امی کے مطابق وہ تو سارا رستہ پریشان تھیں کہ ان کا لال کہیں یہاں سر نہ بجا رہا ہو پر ہم سارا وقت اسکول کے میدان میں مٹر گشت فرماتے رہے۔ کھانے کے بعد دوبارہ ایک سیشن انٹرویو کا تھا جس میں ہیتھرو ایرپورٹ کی طرح ماںدولت کو پورے اسکول کے اندر سے گھمایا گیا جہاں ہم برٹش دور کی اس عمارت کے نقش و نگار دیکھ دیکھ کر متاثر ہوتے رہے۔ سب سے افسوس کن بات یہ تھی کہ ہم اول آکر اسکول میں داخلے کے حقدار پائے گئے

نتیجہ ہماری آزادیاں اگلے چودہ پندرہ سالوں تک ضبط ہو گئیں۔

نظامِ تعلیم : دے دھنادھن از جعفر

نظامِ تعلیم — دے دھنا دھن (ہفتہء بلاگستان -2

تعلیمی نظام کی بات ہوتے ہی، دانشوروں کے منہ سے جھاگ بہنے لگتے ہیں، جذبات کی شدت سے ان کے قلم اور زبان سے شعلے نکلنے لگتے ہیں اور وہ اپنی دانشوری کی پٹاری سے قسم قسم کے سانپ برآمد کرکے تماشا شروع کردیتے ہیں۔ جونہی بحث ختم ہوتی ہے اور لذت کام و دہن المعروف کھابوں کا آغاز ہوتا ہے، یہ دانشور سب کچھ بھول بھال کر سموسوں اور شامی کبابوں کا تیاپانچہ کرنے لگتے ہیں ! خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ قسم کی بات تھی جو دانشوروں سے میرے قدیمی حسد کا نتیجہ ہے۔ آمدم برسرمطلب۔۔۔

پاکستان کے نظام تعلیم میں چند بنیادی خرابیاں ہیں۔ ذیل کی سطور میں ان خرابیوں اور ان کے حل پر بات کی جائے گی۔

سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اس ملک میں عام آدمی کو ابھی تک کسی نہ کسی شکل میں تعلیم، چاہے ناقص ہی کیوں نہ ہو، میسر ہے۔ پچھلے باسٹھ سالوں سے یہ اتیاچار اس ملک کی اشرافیہ پر کیا جارہا ہے۔ یہ کمی کمین لوگ چار جماعتیں پڑھ کر اپنے انہی ان داتاؤں کے خلاف زبان طعن دراز کرنے لگتے ہیں۔ جو کہ نہایت شرم اور رنج کا مقام ہے۔

سرکاری سکولوں میں ابھی تک اساتذہ کے نام پر ایسے دھبے موجود ہیں جو تعلیم کو مشن سمجھ کر پھیلا رہے ہیں۔ حالانکہ تعلیم ایک کاروبار ہے اور اسے اسی طرح چلایا جانا چاہیئے۔

اسی نچ طبقے کے لوگ کچھ الٹا سیدھا پڑھ کر قانون کی حکمرانی، آئین اور دستور کی بالادستی، عوام کا حق حکمرانی (؟) قسم کی اوٹ پٹانگ باتیں بھی کرتے ہیں جو ہمارے جاگیردار، صنعتکار، خاکی و سادی افسر شاہی جیسی آسمانی اور دھلی دھلائی مخلوق کی طبع نازک پر بہت گراں گزرتی ہیں اور ان کے بلند فشار خون کا سبب بھی بنتی ہیں !

ان مسائل کے حل کے لئے سب سے پہلے تو بلا کسی ہچکچاہٹ کے تعلیم حاصل کرنے کا حق صرف اشرافیہ کی اولاد کے لئے مخصوص کرنا چاہیئے۔ عوام کے تعلیم حاصل کرنے کو سنگین غداری کے زمرے میں لانا چاہیئے اور اس پر سخت ترین سزا ہونی چاہیئے !

ایچی سن، لارنس، کیڈٹ کالجز اور ایسے ہی دوسرے تعلیمی اداروں کو پورے سال کا تعلیمی بجٹ دینا چاہیئے۔ تاکہ ہماری اگلی حکمران نسل پوری تسلی اور اطمینان سے تعلیم حاصل کرسکے۔ یہ گندے مندے سرکاری سکول بند کرکے اس سے حاصل ہونے والی رقم سے مندرجہ بالا اداروں کے تمام طالبعلموں کو نئے ماڈل کی گاڑیاں، ڈیزائنرز آؤٹ فٹس، رے بان کے چشمے، فرانس کے پرفیومز وغیرہ وغیرہ سرکاری خرچے پر فراہم کرنے چاہئیں۔ تمام سرکاری کالجز اور جامعات کو بھی بند کرکے ان سے حاصل ہونے والی رقم سے اسی آسمانی مخلوق کو سال کے چھ مہینے یورپ، "تھائی لینڈ"، امریکہ وغیرہ تعطیلات پر بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ ان کا "وژن" وسیع ہوسکے۔ نچلے متوسط طبقے کے منتخب بچوں کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جانی چاہیئے تاکہ کلرکی شلرکی کا کام بھی چلتا رہے۔ ماتحتوں کے بغیر بھلا افسری کا کیا خاک مزا آئے گا ! اس کے لئے پورے ملک میں دس بارہ تعلیمی ادارے کافی ہیں۔ جو عوام اس تعلیمی انقلاب کے نتیجے میں سکولوں اور کالجوں سے فارغ ہو، اس کو نازی کیمپس کی طرز پر کیمپوں میں رکھا جائے اور ان سے بیگار کیمپ کی طرز پر سڑکیں، پل اور ڈیفنس ہاؤزنگ اتھارٹیز کی آبادیاں بنانے کا کام لیا جائے۔ ان کو کھانے کو اتنی ہی خوراک دی جائے کہ تیس پینتیس سال سے زیادہ نہ جی سکیں۔ اس سے ایک تو آبادی کا بوجھ کم ہوگا اور دوسرا ملک میں ترقی اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوگا !

امید ہے کہ ان اصلاحات سے وہ مقاصد ایک ہی جست میں حاصل ہوسکیں گے جو ہماری اشرافیہ سلو پوائزننگ کی صورت میں حاصل کرنے کی کوشش پچھلے باسٹھ سالوں سے کررہی ہے !

میرا مدرسہ از جہاں زیب

میرا مدرسہ

سیدہ شگفتہ، اگر آپ انہیں اردو محفل کے توسط سے جانتے ہیں تو یہ اِن کے توجہ دلا دوالے اعلانات کو بھی جانتے ہوں گے۔ فی الوقت اردو بلاگستان پر انہوں نے ہفتہ بلاگستان منانے کی تحریک چلائی ہے، اب کی بار بلاگرز نے اس تجویز کو مان بھی لیا ہے، حیرت ہے۔

میرا بچپن اور میرا اسکول، کہاں سے شروع کروں کہاں ختم کروں، کیونکہ مجھے تو پہلا دِن بھی یاد ہے جب مجھے بابا محمد خان جو ہمارے گاوں میں چوکیدار تھے کے ہمراہ اسکول بھیجا گیا تھا، رونے دھونے والی کوئی بات ہی نہیں تھی،

اسکول گاوں ہی میں تھا، گھر سے پانچ منٹ کی پیدل ڈرائیو پر، ہم جماعت سارے محلے کے تھے یا پچھلے محلے کے یا سامنے والے محلے کے۔ آدھی چھٹی پر سب بچے گھر آ کر کھانا کھاتے تھے، اُن میں سے پھر آدھے . آ جاتے تھے اور باقی آدھے بیمار پڑھ جاتے تھے۔

ہمارا اسکول بہترین تھا، اوپن ایئر جس میں عمارت کے نام پر ایک کمرہ تھا، جہاں اسکول کا فرنیچر مطلب اساتذہ کے لئے تین چار عدد کرسیاں پڑی ہوتی تھیں۔ طالب علم اپنا فرنیچر مطلب ایک عدد بوری، سونا یوریا کا گٹو یا توڑا اپنے ساتھ لے کر آتے تھے۔ بارش میں اسکول میں چھٹی ہو جاتی تھی، گرمیوں میں تقریباً سب بچے بارش سے ٹیلکم پاوڈر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پِت (گرمی دانے) ختم کرتے تھے۔

ہمارے اسکول میں پانچ جماعتیں اور تین عدد استاد تھے، اِن میں سے دو استاد دو دو جماعتیں جبکہ ہیڈ ماسٹر صاحب پانچویں جماعت کو پڑھاتے تھے۔ چونکہ تمام عملہ دوسرے گاوں سے آتا تھا، اس لئے صبح جس راستے سے انہوں نے آنا ہوتا تھا، وہاں اکثر بچے ان کا انتظار کرتے تھے، تاکہ ان کی سائیکل پکڑ کر اسکول تک لے کر آئیں اور جسے سائیکل مل جاتی تھی وہ پھولا نہیں سماتا تھا۔

ہمارے اسکول کے کل چار عدد میدان تھے جنہیں درختوں کی قطاروں نے الگ الگ کیا تھا، اسکول کے ارد گرد تین اطراف سرکاری زمین تھی جہاں پر خود رو چھوٹا سا جنگل بن چکا تھا، یہ جنگل اسکول کے لئے بہت اہم تھا چونکہ اسے باتھ روم کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، علاوہ ازیں سردیوں میں یہاں سوکھی جھاڑیوں اور سرکنڈوں کو آگ لگا کر وہاں اجتماعی تختیاں سکھانے کا انتظام بھی تھا۔

اسکول کا آغاز لب پر آتی ہے دعا سے ہوتا تھا اور اختتام اِک دونی دونی تے دو دو نی چار پر ہوتا تھا، درمیان میں بہت کچھ ہوتا تھا جیسے دارا کا اسکول، میرا مدرسہ حساب، کلمے نماز اور سب سے بڑھ کر دوپہر کو ریڈیو پروگرام سُننا۔

کھیلوں کے معاملے میں اسکول کچھ کم نہیں تھا، ہر ہفتہ میں ایک دن کھیلوں پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، کھیلوں میں اس وقت صرف تین کھیل تھے جو اسکول میں مقبول تھے، اُن سے ایک کشتی پنجابی میں کول، کبڈی اور تیسرا ہاکی نما جسے ہم کھدو پھنڈی کہتے تھے۔ گلی ڈنڈا نان آفیشل طور پر مقبول تھا، اور اسکول کے بعد بچے زیادہ گلی ڈنڈا کھیلنا پسند کرتے تھے۔

اسکول کا سب سے اہم دن اکتیس مارچ ہوتا تھا، جس دن نتیجہ نکلنا ہوتا تھا، اکتیس مارچ سے پہلے سب بچے پورے گاوں میں بلکہ ہمارے ساتھ والے گاوں میں ہائی اسکول تھا جہاں باغیچوں میں پھول لگے ہوتے تھے، وہاں سے پھول جمع کرکے انہیں پرو کر ہار بناتے یا بنواتے تھے اور نتیجہ میں پاس ہونے والے انہیں اساتذہ کو پہناتے تھے۔ اخیر میں سب کو جلیبیاں اور چائے یعنی کہ پارٹی کا انتظام ہوتا تھا۔

بس یہی تھا میرا پرائمری اسکول جو مجھے بڑا پسند ہے اور اب تک جوں کا توں ہے۔ لیکن اب ہمارے گاوں میں تین عدد اسکول ہیں، ہمارے وقت سب بچے ایک اسی اسکول میں جاتے تھے

جبکہ اب چوہدریوں کے بچے پرائیویٹ اسکولوں میں جاتے ہیں۔

یوم تعلیم از حجاب

یومِ تعلیم (ہفتہء بلاگستان 2

یومِ تعلیم کے حوالے سے کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا لکھوں اپنے بارے میں ہی لکھ دیتی ہوں تعلیم میں کچھ خاص تھی نہیں میں ـــ صرف امتحان کے دنوں میں کمرہ بند کرکے گانے زیادہ سنتی تھی پڑھتی کم تھی سٹارٹ کے۔ جی کلاس سے کرتی ہوں ـــ گھر کے سامنے اسکول میں داخلہ دلوایا گیا تھا تاکہ میں رو کر امّی کو پکاروں تو میڈم ہاتھ کے اشارے سے میری امّی کو بتا سکیں کہ آ جائیں آپکی بیٹی کا باجا سٹارٹ ہو چکا امّی بالکنی میں آ کر بار بار دیکھ جایا کرتی تھیں کہ میڈم بُلا نہ رہی ہوں ـــ اُس اسکول کے بعد جب دوسرے اسکول میں آئی تو وہاں میرے ساتھ بھائی بھی ہوتے تھے بس پھر کلاس کون لیتا بھائی جو تھے ہوم ورک مل جاتا تھا ـــ مگر یہ بھی نہیں کہ میں نکّمی تھی میری کلاس میں جو پیچھے والی کھڑکی تھی اُس کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا آگے لڑکے بیٹھتے تھے پیچھے لڑکیاں۔۔۔ ٹیچر بلیک بورڈ کی طرف مڑ کر کچھ لکھ رہی ہوتیں اور میں اپنی فرینڈز کو بتا کر کہ بس ابھی آئی کھڑکی سے باہر ہوتی تھی اور پھر کس کی ہمت کہ میرے بارے میں بتائے ورنہ پٹائی ہونا لازمی تھی اُس کی جو شکایت کرتا اسی طرح اسکول سے کالج ۔ پینچی کلاسز لیتی ضرور تھی مگر کینٹین بھی تو آ بادر کھنی تھی جو ٹیچر اچھی لگتی تھیں اُن کی کلاس میں ہم (فرینڈز) ضرور تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ـــ تعلیم کے ساتھ ہر موقع کے اشعار کی رعایتی سیل بھی بہت کامیاب رہی کالج میں اُس کے بعد لاء کالج میں بھی گانے زیادہ سُننے پڑھائی بھی ساتھ ہوئی مگر اللہ کا شُکر کہ ہمیشہ جو کچھ پڑھا ہوتا ایگزم میں وہی کچھ آ جاتا تھا تو جناب اس طرح یومِ تعلیم مکمل ہو گیا لگتا ہے

خاور کی ادبی سرگرمیاں از خاور کھوکر

خاور کی ادبی سرگرمیاں

تعلیمی یا ادبی سرگرمیوں کی بات ہو تو جی کیا لکھیں کہ سب لوگ کالج یونورسٹی کا لکھیں گے ہم نے ھائی سکول س۔ے اگے کچھ اگر دیکھا ہو تو جی لاری اڈا گوجرانوالہ جہاں میں حاجی یوسف آٹو الیکٹریشن کے پاس سلیف موٹر اور جنریٹر کا کام سیکھا کرتا تھا۔

سکول کے زمانے میں بہت شعر یاد ہوا کرتے تھے ، استاد شعرا کے علاوہ اپنے استاد امام دین گجراتی سے بھی واقفیت تھی۔

ان کا ایک شعر لکھتا ہوں اس کی معونیت پر غور کریں کہ کتنی گہری بات کہ۔گئے ہیں

ناں چھیڑ میری پنڈلیوں کو ناں چھیڑ

ان میں ہے درد جگر امام دینا۔

استاد امام دین صاحب کو کتاب بانگ دھل کا جو حرف اوّل استاد جی نے لکھا تھا وہ ناقابل تحریر ہے۔

بہر حال جی ہمارے اردو کے استاد ہوا کرتے تھے ماسٹر غلام نبی صاحب بڑے لائق اور ذہین تھے جی اور مولوی بھی تھے ، اور مونجی کا کاروبار بھی کرتے تھے۔ماسٹر غلام نبی صاحب کو ایک مغالطہ لگ گیا تھا کہ ماسٹر جی مجھے کلاس کا سب سے ذھین لڑکا سمجھتے تھے ۔

ایک دفعہ حکم ہوا کہ جوگی نام کی نظم پر ڈرامہ کرنا ہے مکالمے بھی خود لکھو اور تیاری بھ خود کرو !۔میں نے آصف چیمہ کو ساتھ لیا اور ساری نظم رٹ لی ساتھ گلزیب کو چور کا روپ دے کر اس کا کردار بھی ڈال دیا لیکن اس کوئی مکالمہ نہیں تھا۔

کئی دفعہ موضوع دے دیا کہ اس پر تقریر کرنی ہے۔میں مطالعے کا تو شوقین تھا ہی ادھر ادھر سے لوگوں کی تحاریر سے چوری کرکے کچھ لکھ کر تقریر جھاڑ دیا کرتا تھا۔

اک دفعہ حکم ہوا کہ اگلے بزم ادب میں تم نے نعت بھی پڑھنی ہے اور اس کے بعد لطیفے بھی سنانے ہیں ۔
مولوی غلام نبی صاحب کا اعتماد کہ انہوں نے دیکھا ہی نہیں کہ میں نے کیا لکھا ہے۔
بزم ادب والے دن میں نعت کے لیے سٹیج پر چڑھا اور پہلا ہی شعر پڑھا
طوطا باغ میں جاتا ہے
مالی سے گالیاں کھاتا ہے
صدقے یا رسول اللہ۔
کہ ھیڈ ماسٹر صاحب نے کہا بس بند کرو اور جاؤ۔
کچھ لڑکیں کی تقریروں کے بعد پھر میری باری تھی لطیفے سنانے کی۔
تو جی میں سٹیج پر چڑھا ہی تھا کہ لڑکوں کی ھنسی چھوٹ گئی کہ محفلوں میں لطیفے سنانے میں میں پہلے ہی مشہور تھا۔
میں نے لطیفہ سنایا
کہ رات کو ناکے پر پولیس والوں نے چرسیوں کو پکڑ لیا
اور ایک سے نام پوچھا
اوئے تیرا نام کیا ہے
معراج دین
بڑا اچھا نام ہے مذھبی اسے چھوڑ دو تھانیدار نے حکم دیا
دوسرے نے اپنا نام رمضان بتایا اور اس کو بھی چھوڑ دیا گیا
اب بٹ صاحب کی باری ائی تو جب ان سے نام پوچھا تو انہوں نے
جواب دیا قران شریف
اتنا سننا تھا کہ سب لڑکے ھنسنے لگے اور مجھے ھیڈ ماسٹر صاحب کا حکم سنائی دیا کہ
بند کرو اور سٹیج سے اتر جاؤ
اس کے بعد ھیڈ ماسٹر صاحب نے تقریر کی جس میں مجھے بڑی سنائی کہ اس لڑکے کو میں بڑا اچھا سمجھتا تھا وغیرہ وغیرہ آج اس کو کیا ہو گیا ہے کہ مذھب کی توھین کرنے پر اتر آیا ہے ساتھ میں ماسٹر غلام بنی صاحب کی بھی بے عزتی ہوئی تھی کہ انہوں نے میرا لکھا ہوا دیکھا کیوں نہیں۔

پڑھے لکھے ان پڑھ از خرم شہزاد خرم

پڑھے لکھے ان پڑھ ہفتہ بلاگستان

ایسے پڑھے لکھوں سے میں ان پڑھ ہی بہتر۔
سکول میں اور سکول کے بعد میری ملاقات ایسے بہت سے لوگوں سے ہوئی۔ جن کے پاس ڈگری تو تھی۔ لیکن وہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ ان پڑھ تھے، ان پڑھ کی جگہ اگر جاہل کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ ان پڑھ پھر بھی کچھ عقل رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے جاہل اور ان پڑھ میں بہت فرق ہوتا ہے۔
اسی لیے میں بھی کہتا ہوں ڈگری لے لینے سے بندہ پڑھا لکھا نہیں ہو جاتا۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔

" ایک دیہاتی اپنے بیٹے کو استاد کے پاس لے گیا۔ اور کہا استاد جی اس کو اتنا پڑھا دیں ، کہ یہ خط پڑھ کر سنا سکے اور اس کا جواب بھی لکھ سکے"۔ پورے ایک مہینے کے بعد استاد نے بچے کے والد صاحب کو کہا۔ آپ اس کو لے جائیں۔ یہ اب خط لکھ بھی سکتا ہے اور پڑھ بھی سکتا ہے۔ دیہاتی بہت خوش ہوا اور اپنے بیٹے کو لے کر چل پڑا۔ کچھ دنوں کے بعد دیہاتی کے بھائی کا ایک خط آیا۔ .

دیہاتی نے اس خط کو اپنے بیٹے کو دیا اور کہا بیٹا یہ پڑھ کر سناؤ۔ تو بیٹے نے جواب دیا۔ بابا جی مجھے تو صرف وہ خط پڑھنا آتا ہے جو استاد جی نے سکھایا ہے۔ میرے نزدیک یہ ڈگری والی تعلیم ہے۔ اور ایسی تعلیم ان اساتذہ سے ہی ملتی ہے جو خود ڈگری حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ اب میرا کہنے کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ جس کے پاس ڈگری ہے وہ پڑھا لکھا نہیں۔ سب ایسے نہیں ہوتے۔ لیکن میں کہتا ہوں تعلیم ایسی ہو، جو آپ کو انسان بنا دے۔ اس لیے سیکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرو۔ اور جہاں سے جو کچھ سیکھنے کو ملے اس کو حاصل کرو۔ صرف اپنے کورس کی کتابوں سے ہی تعلیم نہیں ملتی۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ جس نے کورس کی کتابیں نہیں پڑھی ہیں یعنی جس کے پاس ڈگر نہیں ہے اس کو پڑھنا نہیں آتا یا وہ تعلیم نہیں دے سکتا

تعلیم بالغاں۔ از راشد کامران

تعلیم بالغاں۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

پہلی بار بلوغت کے لغوی معنی جان لینے کے بعد ایک تندرست ذہن نوجوان کی تعلیم بالغاں میں دلچسپی کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ یہ بات صرف اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں اور یہ واضح کردینا بہت ضروری ہے کہ اہل نظر سے ہماری مراد اسی کی دہائی کے ضیائی دور میں سن بلوغت کو پہنچے والے احباب ہی ہیں کہ اُس دور کی لغت میں " بالغ" کے معنی موجود ہونا ہی بہت با معنی بات تھی۔ تاریخ کے مناسب حوالے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب "ننھی کی نانی" کے توسط سے لفظ " بالغ" آپ تک پہنچے اور آپ عمر کے اُس حصے میں ہوں جہاں آپ کی دلچسپی ننھی اور نانی سے زیادہ ذیلی واقعات میں ہو تو تعلیم بالغاں سے وابستہ امیدیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم نے ہر چیز کی الگ الگ مذہبی، قانونی اور معاشرتی تعریفیں وضع کر رکھی ہیں؛ یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ ایک ہی انسان کو بار بار بالغ ہونا پڑتا ہے کبھی مذہبی لحاظ سے، کبھی قانونی لحاظ سے اور معاشرتی اعتبار سے تو کروڑوں کی آبادی میں یہ ایک نایاب صفت ہے۔ قانون چونکہ نابینا واقع ہوا ہے اور اُسے بسا اوقات سامنے کی چیزیں بھی دکھائی نہیں دیتیں چناچہ قانونی بالغ ہونے اور تعلیم بالغاں کے اولین تجربے سے فیض یاب ہونے کے لیے اٹھارہ برس کا طویل عرصہ محض قیاس آرائیوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ نئی روشنی اسکول کی پہلی ہی جماعت میں جب ہم فخریہ شناختی کارڈ لہراتے داخل ہوئے اور گورکن کے کئی "ویلیوڈ کسٹمرز" کو ہم جماعت پایا تو اپنی نادانی کا احساس جاگا لیکن جب الف سے اچھی اور گاف سے گڑیا کے بجائے الف سے انار اور بے سے بکری کا سبق دہرایا گیا تو گویا خواہشات کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا اور بقول شاعر

گاہ گاہ وحشت میں گھر کی سمت جاتا ہوں۔۔
اس کو دشت حیرت سے ۔ ی نہ سمجھا جائے

بات آج کی ہوتی تو کچھ نظر آتش کر غصہ ٹھنڈا کر لیتے لیکن ضیائی دور میں زیادہ تر احتجاج گھروں تک ہی محدود رہتے تھے اور اگر آپ ایک قدامت پسند گھرانے کے واحد روشن خیال ہیں اور بالحاظ سن؛ گھر کے اقلیتی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو بعد از احتجاج ہمارے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گو کہ بہت وقت گزر چکا ہے لیکن ہمارے معاشرے میں تعلیم بالغاں کا سلسلہ اُسی جمود کا شکار ہے۔ دنیا کی چھوٹی بڑی آبادی میں آج بھی فرشتے ہی بچے گھر کی دہلیز پر چھوڑ جایا کرتے ہیں اور ہم تعلیم بالغاں کے نام پر الف سے انار اور بے سے بکری پڑھا کر آبادی

کنٹرول میں رکھنا چاہتے ہیں اور اس ہفتہ بلاگستان کے یوم تعلیم کے موقع پر ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ تعلیم بالغاں کو اس کے لغوی معنوں میں حقیقی روح کے ساتھ بحال کیا جائے تاکہ معاشرتی بالغوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہو سکے۔

تعلیم از رضوان نور

تعلیم ———————— ہفتہ بلاگستان

تعلیم

تعلیم پر کچھ لکھنے کے لیے پہلے پڑھنا پڑے گا اور پڑھنے سے بچنے کے لیے میں اپنی تعلیم کے متعلق کیوں نا لکھ دوں۔

میں خود کو دنیا کے خوش نصیب لوگوں میں سے ایک سمجھتا ہوں

میرے والدین کم پڑھے لکھے اور انتہائی غریب طبقے سے تعلق رکھتے تھے اس کے باوجود بچپن سے میری کوئی خواہش رد نہیں ہوئی میں نے اپنے والد کو عملی طور پر دن رات مشقت کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے بھی اسی نوے فیصد بچوں کی طرح ڈاکٹری کا شوق چڑھا ہوا تھا میٹرک کے دنوں میں ہماری کلاس میں کُل ملا کر اٹھارہ طلباء طالبات تھے ہمارے ٹیچرز بھی مجھ سمیت چار لڑکے لڑکیوں کے متعلق پُر امید تھے کہ پروفیشنل کالج میں چلے جائیں گے۔ ہم لوگ شام کو اکھٹے پڑھا کرتے تھے وہاں ہمارے ایک جاننے والے ایک دن کہنے لگے دیکھو چھلانگیں کم ہی لگتی ہیں تم لوگوں کو میرا کہنا برا لگے گا لیکن زندگی میں ترقی زینہ بہ زینہ ہی ہوتی ہے۔ محنت کرو لیکن انجینیری ڈاکٹری نہیں کسی قابلِ حصول ٹارگیٹ کو سامنے رکھو۔ (بھائی صاحب فوجی تھے مجھے اور میرے دوستوں کو اس کی اپروچ پر غصہ آیا لیکن کچھ کہا نہیں) میرے ساتھ سلیم تھا اور ہم دونوں ماٹھے گھرانوں کے چراغ تھے۔

میٹرک کے بعد میرے ایک چچا نے کہا کہ تم پولی ٹیکنیک میں ایڈمیشن لے لو جہاں سے ڈپلومہ کرنے کے بعد ٹیکنیشن کی اچھی جاب مل جائے گی لیکن صاحب کہاں ٹیکنیشنی کہاں ہماری سوچیں اس لیے ان کی تجویز رد کر دی گئی۔

ایف ایس سی میں جا کر پتہ چلا کہ میڈیکل اور انجینیرنگ کے لیے صرف گریڈ ہی نہیں پیسوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں اگر 4 ڈی (بس نکل جائے تو جی 3) ویگن) کے پیسے جیب میں نہیں ہوتے تھے۔

ان ہی دنوں احساس ہو گیا کہ اگر میں نے کچھ نا کیا تو چھوٹے بھائی اور بہنیں وہ شاید پڑھ نا پائیں (یہ الگ بات ہے کہ میرے کافی کچھ کرنے کیباوجود بھی وہ ——) اس لیے اپرنٹس شپوں کے لیے اپلائی کرنے کا سوچا پہلی ہی اپلیکیشن کا جواب آ گیا کہ میاں ٹیسٹ کے لیے حاضر ہو جاؤ یہ نیشنل ریفائنری کی تین سالہ اپرینٹس شپ تھی جس کے ٹیسٹ کراچی گرائمر اسکول میں ہو رہے تھے ٹیسٹ انٹرویو کے بعد مبلغ 398 روپیہ ماہوار نصف جنکے —— ہوتے تھے اور یہ کوئی اسوقت کی بات نہیں ہے جب دیسی گھی روپے میں پانچ سیر ملتا تھا یا پانچ بیسیوں کی بھینس آتی تھی یہ سن چوراسی کی بات ہے جب راج مزدور سو روپیہ دیھاڑی کماتا تھا۔ ریفائنری جوائن کرنے کے بعد پتا چلا کہ ساٹھ لڑکوں میں سے میٹرک بیس پر ہم کُل مِلا کر 10 بارہ لڑکے ہیں باقی تو م تو بی ایس سی اور ایم ایس سی، ڈپلومہ والی ہے اور ریفائنری یا فرٹیلائزر کی جاب، جاب نہیں ہے بلکہ پارس ہے یہ خلیج کے ممالک کے لیے ٹرانزٹ لاونج ہے۔

ابھی اپرینٹس شپ پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ عراق کے لیے ایک ہزار ڈالر کی جاب آفر آ گئی لیکن اسوقت تک میری شادی ہو چکی تھی اور گھر کے حالات ایسے نہیں تھے کہ میں بیرونِ ملک جاتا اور یہ میرے حق میں بہت بہتر ہوا۔ ریفائنری میں رہتے ہوئے جہاں میں نے اپنا گھر بنایا وہیں تعلیم بھی پوری کی اور اس کے بعد چورانوے میں سعودیہ آ گیا اور پھر وہاں سے قطر۔

یہاں آ کر بجائے پلاٹوں اور پراپرٹی کے چکر کے میں نے اپنے بچوں کی تعلیم سامنے رکھی انہی کی تعلیمی ضروریات کے مطابق جاب بھی تبدیل کرتا رہا

اور مجھے عین وقت پر مواقع بھی ملتے رہے یعنی پہلے سعودیہ پھر قطر پھر پاکستان اور اب دوبارہ قطر۔ پچھلے سال میرے بڑے بیٹے نے ایم ایس سی کیا اور اب وہ آسٹریلیا میں پڑھ رہا ہے، اس سے چھوٹے کی میکینیکل انجینیرنگ کی گریجویشن اس سال بریڈ فورڈ یونیورسٹی سے ہوئی ہے اور اس بات پر پھولا نہیں سما رہا تھا کہ اس نے ڈگری عمران خان کے ہاتھوں وصول کی جس نے ڈگری دیتے ہوئے اردو میں کہا مبارک ہو زبیر ۔۔ میری بیٹی اسی سال ایم بی اے مکمل کرلے گی اور ان سب کے لیے میں نے کوئی حکومتی یا سرکاری سیٹ نہیں لی ان سب کو سیلف فائنانس کی بنیادوں پر آگے بڑھایا کہ میں یہ خرچ برداشت کرسکتا ہوں کوئی اور شاید نا کرسکے تو اس کا راستہ تو نا رُکے۔

میرے اسکول کے قریبی دوستوں میں سے اتفاق ایسا ہے کہ سلیم اور سجاد نے بھی سوئی ساؤدرن گیس کمپنی کی اپرینٹس شپ کی سلیم آج اپنی کمپنی کا ایم ڈی ہے کراچی ڈیفنس میں آفس اور گھر ہے اور سجاد کے پیچھے ڈرلنگ کمپنیوں والے آفرین لیے گھومتے ہیں (کوئی مبالغہ نہیں ہے) اور ہم تینوں ہی چوکیدار اور خانساموں، باورچیوں کی اولادیں ہیں۔

آج ہم انجینیر اور ڈاکٹر نہیں یہ خلش اپنی جگہ برقرار ہے لیکن کامیابی زینہ بہ زینہ (زینہ کا رُخ اوپر کی طرف ہو بیسمنٹ کی جانب نہیں) والی بات سچ ہے۔ تعلیم روایتی ہی نہیں بلکہ پیشہ ورانہ بھی اہم ہے۔ ہمارے صنعتی ادارے جو ٹریننگ دے رہے ہیں وہ بھی انتہائی اہم ہے۔

) موضوع کیساتھ انصاف نہیں ہوسکا پھر کبھی سہی)

میرا اسکول، میری تعلیم، منفرد یاد از ریحان علی

میرا اسکول میری تعلیم ۔۔ منفرد یاد

http://profile.ak.fbcdn.net/object3/40/41/n27306572914_2990.jpg

.فرید ٹاون میں گونمٹ کمپری ہنسو سکول ۔۔ ساہیوال کا دوسرا بڑا اردو میڈیم سرکاری سکول ہے۔ میں ہشتم میں اِس سکول میں آیا۔۔ پہلے دو سال بہت زبدت گزرے۔۔ حالات کچھ ایسے تھے کے ہر دوسرے دن گیارہ بارہ بجے۔۔ کالج کے لڑکے آکر چھٹی کرا جاتے۔ کمپری ہنسو۔۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں میں اپنے دن کے چھے کوالٹی والے گھنٹے گزارتا تھا۔۔ دوست بنے۔۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ سوشل ازم کے تجربات بھی یہی حاصل ہوے۔۔ پھر وہ سال آیا جب میں نے سائنس کے سبجیکٹ کے ساتھ اب نہم دہم کمپلیٹ کرکے۔۔ اس سکول کو اللہ حافظ کہنا تھا۔ نہم میں کمپیوٹر کا سبجیکٹ رکھا۔۔ اب میرے کمپیوٹر والے کیڑے سے تمام کلاس واقف تھی۔۔ ہمارے کلاس انچارج تو مجھے اسامہ بن لادن کا ہم دم کہتے تھے۔۔ تب انٹیرنیٹ بہت مہنگا تھا سو جو انٹیرنیٹ چلاتا تھا اس کا آٹو میٹک سٹیٹس اور سے کچھ اور ہو جاتا تھا۔ کمپیوٹر ٹیچر گورمنٹ نے ہمارے سکول میں جو آپائنٹ کیا۔۔ وہ مکمل سفارش کی طاقت کے موں بولتے ایک ثبوت تھے۔۔ کیونکہ وہ کلاس میں تو آتے تھے۔۔ پر ان کو خود کچھ آتا نہیں تھا تو بچوں کو کیا پڑھاتے ؟ یہ شکایت لے کر میں پرنسپل کے پاس گیا۔۔ کہ سر یہ حالات ہیں۔۔ کمپیوٹنگ وہ سبجیکٹ ہے جو آنے والے دنوں میں حاوی ہو جانے والا ہے۔۔ وہ اور بات ہے کہ ابھی اس سبجیکٹ میں زیادہ بچے انٹرسٹ نہیں لے رہے۔۔ پر ہم صرف بارہ سٹوڈنٹس جو اس سبجیکٹ کو اختیار کر چکے ہیں اب کوالٹی تعلیم کے بھی حقدار ہیں۔ پرنسپل مجھے جانتے تھے کہ میں کمپیوٹنگ کی تھوڑی بہت سمجھ رکھتا ہو۔۔ سوان ہونے میری شکایت کو بہت تسلی سے سنا۔۔ اور جواب میں کہا" ریحان ہم نے گورنمنٹ کو درخواست دی تھی۔۔ ایک عدد کمپیوٹر ٹیچر کی۔۔ گورنمنٹ نے جن کو بھیجا ہے اب ہم کو ان پر تسلی رکھنا ہوگی ۔۔۔ پر آپ کو پوری آزادی ہے گر آپ ان ٹیچر کے ساتھ مل کر دوسروں کو کمپیوٹر سکھا سکو "

پرنسپل سر کی بات سن کر میں وہاں سے .آ گیا۔۔ اور سوچا کہ کمپیوٹر سر سے اب یہ سب میں کہوں کیسے ؟ خیر سوچوں سوچوں میں دو دن گزرے اور تیسرے دن ہم کمپیوٹر سٹوڈنٹس کو اطلاع ملی۔۔ کے کمپیوٹر لیب کے کمپیوٹرات کو کسی نے چوری کر لیے۔

حساب لگالیں اب۔۔ کمپیوٹر۔۔ چوری ہوگئے۔۔ یہ حال تھا۔ اور اب کا حال کیا ہے؟۔۔ فل وقت گرمیوں کی چھٹیاں ہے۔۔اور میں پہلے فرصت میں اب کا حال جان کر آوگا۔

http://farm3.static.flickr.com/2610/3754479030_e07472d4b2.jpg

http://farm3.static.flickr.com/2278/3754480792_5421e1d819.jpg

یوم تعلیم از زیک

ہفتہ بلاگستان: یومِ تعلیم

ہفتہ بلاگستان کے سلسلے کی دوسری کڑی تعلیم سے متعلق ہے۔ پہلے میں نے سوچا کہ "تلیم کی کمی" پر کچھ لکھوں مگر اس موضوع پر تو جتنا مواد اردو میں ہوگا کسی اور زبان میں نہیں۔

پچھلی قسط میں اپنے بچپن کا ذکر تھا۔ اس قسط میں سیدھی چھلانگ لگاتے ہیں حال میں کہ ایک ہفتہ پہلے میری بیٹی مشیل نے کنڈرگارٹن شروع کیا ہے۔ یہاں ہماری ریاست جارجیا میں کنڈرگارٹن پانچ سال کی عمر میں شروع ہوتا ہے۔ جو بچے یکم ستمبر تک پانچ سال کے ہو چکے ہوتے ہیں وہ کنڈرگارٹن میں جاتے ہیں اور چھ سال کے بچے پہلے گریڈ میں۔ یہاں چار سالہ بچوں کے لئے پبلک پری کے بھی ہے مگر وہ عام نہیں ہے۔ البتہ پرائیویٹ پری سکول عام ہیں۔ کنڈرگارٹن ہر پرائمری سکول میں ہے مگر اس میں داخلہ لازمی نہیں۔ چھ سے سولہ سال کے بچوں کے لئے کسی پبلک، پرائیویٹ یا ہوم سکول میں پڑھنا لازم ہے۔

ہوم سکول یعنی کسی باقاعدہ طریقے سے گھر پر پڑھانا عام طور سے وہ لوگ کرتے ہیں جو معاشرے سے خوب الگ تھلگ ہوتے ہیں جیسے کچھ مذہبی فرقے۔ پرائیویٹ سکول کافی مختلف سٹینڈرڈ کے ہوتے ہیں اور اکثر کافی مہنگے۔ یہ بڑے شہروں میں کافی عام ہیں۔ زیادہ بچے پبلک سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ سکولوں کے تین درجے ہیں۔ ایلیمنٹری سکول کنڈرگارٹن سے شروع ہو کر پانچویں گریڈ تک ہوتا ہے۔ پھر مڈل سکول چھٹے سے آٹھویں گریڈ تک اور ہائی سکول نویں سے بارہویں گریڈ تک۔ ہر ریاست میں پبلک سکول مختلف سکول اضلاع میں تقسیم ہوتے ہیں جن کا بورڈ آف ایجوکیشن سکولوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ جارجیا میں زیادہ سکول اضلاع کاونٹی کی سطح پر ہیں البتہ اٹلانٹا کا اپنا سکولوں کا ضلع ہے۔ سکولوں کو زیادہ تر فنڈز ریاست اور کاونٹی کی طرف سے ملتے ہیں جو عام طور سے پراپرٹی ٹیکس سے وصول کئے جاتے ہیں۔

آپ کا بچہ کس سکول میں جائے گا اس کا فیصلہ آپ کی رہائش سے ہوتا ہے۔ ایک سکول کے ضلع میں تمام گھروں کو مختلف سکولوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ تمام سکولوں میں بچوں کی تعداد مناسب ہو اور بچے اپنے گھر سے کچھ قریب ہی سکول جا سکیں۔

ہمارے علاقے میں پچھلے کچھ سال میں آبادی میں کافی اضافہ ہوا۔ اس لئے اس سال ایک نیا پرائمری سکول کھلا ہے۔ اس وجہ سے بچوں کو سکولوں میں تقسیم کرنے کے لئے بورڈ آف ایجوکیشن نے پچھلے سال کے آخر میں کئی میٹنگز رکھیں جس میں والدین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس کے نتیجے میں نئے نقشے ترتیب دیئے۔ میں نے بھی ان میٹنگز میں شرکت کی تھی اور والدین کا جوش و خروش دیکھا تھا۔

چونکہ آپ کا بچہ کس سکول میں جائے گا یہ آپ کے گھر کے ایڈریس پر منحصر ہے اس لئے اچھے سکولوں کے آس پاس کے گھروں کی قیمت بھی کچھ مہنگی ہوتی ہے اور بچوں کے والدین اکثر گھر خریدتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم نے بھی جب گھر خریدنا تھا تو قیمت کے علاوہ اہم ترین شرط اچھے سکولوں کی رکھی تھی۔ اسی وجہ سے مشیل کے سکول کا شمار ہماری ریاست کے بہترین پرائمری سکولوں میں ہوتا ہے۔

سکول کے سال کا آغاز اگست میں ہوتا ہے اور اس سال ہمارے ہاں یہ 10 تاریخ کو پہلا دن تھا۔ لہٰذا ہم نے فروری میں سکول کو فون کیا کہ معلوم کریں کہ ہم کب جا کر سکول دیکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اپریل کے آخر میں کنڈرگارٹن میں داخل ہونے والے بچوں اور والدین کے لئے سکول دیکھنے کا دن ہے۔ اس دن ہم شام کو مشیل کو لے کر سکول گئے۔ وہاں ہم نے کلاسز کے علاوہ پلے گراونڈ، جم، بسیں اور کیفیٹیریا بھی دیکھے۔ مشیل کو سکول بس بہت پسند آئی اور اس نے وہیں فیصلہ کر لیا کہ وہ بس پر سکول جایا کرے گی۔

مئی کے آغاز میں سکول رجسٹریشن شروع ہو گئی اور میں ٹھہرا جلد باز پہلے ہی دن جا کر مشیل کو رجسٹر کرا دیا۔ رجسٹریشن کے لئے سکول والوں کو مشیل کی پیدائش کا سرٹیفیکیٹ اور ہمارے گھر کے ایڈریس کا ثبوت چاہیئے تھا۔ اس کے علاوہ ایک حلف نامہ بھی کہ ہم اسی ایڈریس پر رہتے ہیں۔ ایک چیز جس نے کچھ مسئلہ کیا وہ مشیل کا ویکسین سرٹیفیکیٹ تھا۔ سکول والوں کا کہنا تھا کہ یہ اگست یا اس کے بعد تک کی میعاد کا ہونا لازم ہے۔ مشیل چونکہ اگست میں پانچ سال کی ہونے والی تھی اس لئے اس کا ایک دو ٹیکوں کا کورس رہتا تھا جو اگست میں پورا ہونا تھا۔ کچھ نامعلوم وجوہات کی بناپر ریاستی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ویکسین سرٹیفیکیٹ جولائی میں ایکسپائر ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اور سکول سے بات کرنے پر آخر یہی نتیجہ نکلا کہ اگست میں چیک اپ کے بعد انہیں نیا سرٹیفیکیٹ مہیا کر دیں گے۔ ایک ہفتے بعد مشیل کی کنڈرگارٹن کے لئے سکریننگ تھی جس میں بچوں سے اے بی سی، گنتی اور شکلوں وغیرہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ بچے کو کیا آتا ہے اور اسے کس سیکشن میں ڈالا جائے۔

اس کے بعد ہمیں اگست کا انتظار تھا۔ 5 اگست کو صبح میں اور مشیل اوپن ہاوس کے لئے سکول روانہ ہوئے۔ وہاں کیفے میں تمام کلاسوں کی فہرستیں لگی تھیں۔ ہم نے معلوم کیا کہ مشیل کنڈرگارٹن کے سات سیکشنز میں سے کس میں ہے اور اس کی ٹیچر کا کیا نام ہے۔ وہیں کیفے میں پیرنٹ ٹیچر ایسوسی ایشن اور مختلف آفٹر سکول پروگراموں کے سٹال لگے تھے۔ ہسپانوی زبان سے لے کر کراٹے اور فٹبال سب کچھ وہاں موجود تھا۔

ہم وہاں سے فارغ ہو کر مشیل کی کلاس میں گئے اور مشیل کی دونوں ٹیچرز سے ملاقات کی۔ اس کی ٹیچر تیس سال سے پڑھا رہی ہے اور کافی نفیس اور ہنس مکھ خاتون ہے۔ مشیل تو کلاس میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو گئی اور میں ٹیچر سے بات چیت اور فارم پر کرنے میں جت گیا۔ اگلے دن شام کو کنڈرگارٹن کے بچوں کے والدین کے لئے بیک ٹو سکول نائٹ تھی۔ اس میں پہلے سکول کی پیرنٹ ٹیچر ایسوسی ایشن نے کچھ تعارف کرایا اور پھر پرنسپل نے خطاب کیا۔ کنڈرگارٹن کی تمام ٹیچرز کا بھی تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد تمام والدین اپنے اپنے بچوں کے سیکشن میں چلے گئے جہاں ٹیچر نے بتایا کہ بچوں کا روزانہ کا روٹین کیا ہو گا اور انہیں کیا اور کیسے سکھایا جائے گا۔ وہیں مختلف کاموں کے لئے والدین نے رضاکارانہ کام کرنے کی حامی بھری۔ میں نے بچوں کی تصاویر لینے اور ائیربک کی تصاویر کی ذمہ داری لی۔ ہمیں بتایا گیا کہ سکول کے پہلے دن ہم کنڈرگارٹن کے بچوں کو ان کی کلاس تک لے جا سکتے ہیں۔ مگر دوسرے دن سے یا تو ہم کارپول میں انہیں باہر ہی چھوڑ جائیں اور ٹیچر اور باقی سٹاف انہیں کلاسز تک پہنچائے گا یا پھر بچے بس پر آ سکتے ہیں۔

میں نے مشیل سے پوچھا کہ وہ کیا پسند کرے گی۔ اس نے بس میں جانے کا کہا۔ لہٰذا 10 اگست کو صبح چھ بجے ہم اٹھے۔ ناشتہ کر کے تیار ہوئے اور پھر میں اور عنبر مشیل کو لے کر اپنی سڑک کے آخر تک گئے جہاں پر سکول بس آتی ہے۔ وہاں کئی اور بچے اور ان کے والدین موجود تھے۔ سات بجے کے قریب بس آئی اور مشیل اس میں بیٹھ کر خوشی خوشی سکول چلی گئی۔ دوپہر کو سکول سوا دو ختم ہوتا ہے۔ ہم نے مشیل کو آفٹر سکول پروگرام میں داخل کرا رکھا ہے۔ سو میں اسے پہلے دن سکول سے پک کرنے گیا تو میں نے پوچھا کہ اسے سکول میں کیا اچھا لگا۔ مشیل کا جواب تھا کہ سب سے اچھا اسے پلے گراونڈ میں see-saw لگا۔

سکول کے تیسرے دن مشیل کی سالگرہ تھی۔ سکول میں اسے سالگرہ وش کی گئی اور ایک گتے کا تاج بھی بنا کر دیا گیا جس پر وہ بہت خوش تھی۔ میں نے اس دن مشیل کی ٹیچر کو نوٹ بھیجا تھا کہ وہ مشیل کو آفٹر سکول پروگرام کی بجائے بس پر گھر بھیج دے۔ میں سوا دو کے کچھ دیر بعد بس سٹاپ پر پہنچ گیا۔

جب بس آئی تو مشیل نہ اتری۔ دیکھا تو بس کے اندر بھی نہ تھی۔ ڈرائیور سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اوہ وہ تو پچھلے سٹاپ پر اتر گئی۔ پچھلا سٹاپ ہمارے ہی سب ڈویژن میں ہے۔ میں پیدل سٹاپ کی طرف روانہ ہوا اور بس ڈرائیور بھی دوسرے رستے سے اسی طرف چلا۔ جب میں سٹاپ کے قریب پہنچا تو بس آتی نظر آئی، پاس آ کر رکی اور اس میں سے مشیل اتری۔ غلطی سے مشیل ایک سٹاپ پہلے اتر گئی تھی۔ پہلے تو وہ کچھ بچوں کے ساتھ چلی مگر پھر اسے احساس ہوا کہ میں موجود نہیں اور نہ ہی یہ ہماری سڑک ہے۔ سو وہ رک گئی۔

جب بس دوبارہ آئی تو اس پر بیٹھ کر مجھ تک پہنچ گئی۔ وہ بالکل بھی پریشان نہیں لگ رہی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ آئیندہ وہ دھیان رکھے اور ڈرائیور سے پوچھ لے کہ یہ ہماری سڑک کا سٹاپ ہے یا نہیں۔ مشیل کو ہمارا ایڈریس اور فون نمبر تو یاد ہی ہے۔ سکول میں جو فارم پر کئے تھے ان میں ایک میں یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ مشیل کو کونسی زبانیں آتی ہیں اور گھر میں ہم کونسی زبانیں بولتے ہیں۔

ہم نے انگریزی اور اردو دونوں لکھی تھیں کہ ہم دونوں ہی بولتے ہیں۔ اگر انگریزی کے علاوہ آپ کوئی زبان لکھیں تو سکول میں انگریزی بطور دوسری زبان کی تعلیم دینے والی ٹیچر بچے کا ٹیسٹ لیتی ہے۔ جمعہ کو اس ٹیسٹ کی رپورٹ بھی آئی کہ مشیل انگریزی اچھی طرح بولتی اور سمجھتی ہے اس لئے اسے ان اضافی لیسنز کی ضرورت نہیں۔ . اتوار کو شام کو مشیل کی ٹیچر کا فون بھی آیا۔ انہوں نے بتایا کہ مشیل بہت سویٹ ہے اور وہ سکول میں کیسی جا رہی ہے اور اس ہفتے کن چیزوں پر ہمیں گھر میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے ایک دوست میاں بیوی ہیں وہ خاتون حال ہی میں اسی پرائمری سکول کی ٹیچر کے طور پر ریٹائر ہوئی ہیں اور مشیل کی ٹیچر کی اچھی دوست ہیں۔

کچھ لوگوں کی خام خیالی کے برعکس ہمارے ہاں سکول ٹیچر کو پہلے نام سے نہیں بلاتے بلکہ مسٹر، مس یا مسز کے ساتھ فیملی نام لیتے ہیں جیسے کہ مسٹر سمتھ، مس جانسن یا مسز براون۔ مشیل کی ٹیچر نے کہا تھا کہ پہلے مہینے والدین کلاس میں نہیں آ سکتے تاکہ بچے سکول کے عادی ہو جائیں۔ خیر مشیل تو عادی ہی تھی کہ پری سکول جاتی تھی مگر ان کی یہی پالیسی ہے۔ لیبر ڈے کے بعد والدین اپنی رضاکارانہ خدمات کے لئے صبح 9 بجے سکول آ سکتے ہیں اور چاہیں تو اپنے بچے کے ساتھ لنچ بھی کر سکتے ہیں۔ سو میں لیبر ڈے کا انتظار کر رہا ہوں۔

تعلیمی نظام اور شگف از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : تعلیمی نظام اور شگف

پیدائشی معذور ہونا کیسا احساس ہوتا ہوگا نہیں معلوم لیکن اگر اچانک سے معذوری پر مبعوث ہو جائیں تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ یہ کیا ہو گیا۔ آپ ایک نارمل زندگی گذار رہے ہوتے ہیں ایک جوش و جذبہ اور آگے بڑھنے کی لگن کے ساتھ آگے مزید آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور اچانک سب کچھ بکھر جاتا ہے صرف خواب باقی رہ جاتے ہیں بکھری کرچیوں کی صورت، جنہیں بکھرا ہوا دیکھنا تکلیف دہ ہوتا ہے اور اکٹھا کرنا اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ۔ بظاہر میں سکون سے سنی تھی آئندہ زندگی میں وہیل چیئر کی نوید اور شکر کیا کہ صرف امی تھیں میرے ساتھ اور امی کو انگریزی نہیں سمجھ آتی لیکن امی نے جب ایک سوال کیا ڈاکٹر سے تو لگا کہ امی کو بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مجھے آئندہ کس طرح رہنا ہے امی کے ذہن میں صرف ایک سوال تھا جبکہ میرے ذہن میں سوالات کا ہجوم ۔۔۔ اس دن پہلی بار سمجھ میں آیا کہ بچپن میں پڑھی کہانیوں میں ایکدم زوردار آندھی طوفان کیسے آ جاتا تھا، خوفزدہ کر دینے والے دھماکے، اچانک ہر طرف تاریکی چھا جانا اور سب کچھ تھم جانے پر شہزادی کا محل ایک وحشتناک جنگل میں بدل جانا اور سب دوست ساتھی غائب ہو چکے ہوتے تھے ہمیشہ کے لیے ۔۔۔ میں بھی خود کو تاریکی میں پایا جب میرے آس پاس سب کچھ تھم گیا تو میں بھی جنگل میں تھی لیکن وہ ڈاکٹر وہاں بھی موجود تھا میری کہانی میں رولا ڈالنے کو ابھی ڈاکٹر کی تفصیل باقی تھی، ڈاکٹر کی شکل اب ایک خوفناک دیو میں تبدیل ہو چکی تھی میں اس کا نام "ڈاکٹر دیو" رکھ دیا ۔۔۔ تفصیل سنتے ہوئے میں ڈاکٹر دیو کو بالکل اگنور کر دیا جیسے میری نہیں بلکہ کسی دوسرے کی بات ہو رہی

ہو۔ ڈاکٹر سے پوچھا کہ کتنا وقت باقی ہے میرے پاس تو ڈاکٹر دیو نے بتایا کہ دو سال بعد بھی وہیل چیئر پر بیٹھنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے اور اگر ول پاور سے کام لیا تو بیس سال سے زیادہ تک بھی بڑھا سکتے ہیں اس عرصہ کو۔ میں امی کے ساتھ .ی کے لیے روانہ ہوئی تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے اپنی سوچ کو سنبھالنا تھا میں اچانک سب سے الگ ہو گئی تھی۔ گھر آ جانے کا مجھے پتہ نہیں چلا پھر جب امی نے مجھے آواز دی تو معلوم ہوا کہ گھر آ چکا ہے۔ سب ٹوٹے خوابوں میں سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ میری پڑھائی ادھوری رہ جائے گی کیونکہ ہمارے تعلیمی ادارے معذور لوگوں کے لیے قابل رسائی نہیں ہوتے ہر جگہ سیڑھیاں ہوتی ہیں اور ناہموار رستے۔ اسٹوڈنٹس کو اسکول کالج، یونیورسٹی جاتا دیکھ کر میرا دکھ بڑھ جاتا، ان دنوں لمحہ، گھنٹہ، دن، ہفتہ کی تفریق ختم ہو گئی تھی، میں اپنے بیڈ کے بالکل سامنے کی دیوار دیکھتی رہتی۔ یہ مشکل دن تھے اور میرے سامنے ایسی کوئی مثال کہیں بھی موجود نہ تھی کہ چلتے پھرتے اچانک معذور ہو جائیں تو روزمرہ زندگی میں خود کو کس طرح مینیج کریں پھر بہت سی باتیں خود بخود معلوم ہونا شروع ہو گئیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اکیلے رہ جانے کا خوف حقیقت میں بھی آکیلا کر دیتا ہے۔ زندگی میں پہلی بار خودکشی کا سوچا لیکن تب مجھے یہ آپشن پسند نہ آیا تھا۔ میں اپنا پہلا افسانہ بھی خودکشی پر لکھا تھا۔ انہی دنوں ع میرے سامنے آ گیا نانی اسے لے کر آئی تھیں کہ یہ اسکول نہیں جاتا اسے پڑھا دیا کرے کوئی۔ امی نے فوراً کہہ دیا کہ ہاں ٹھیک ہے شگفتہ پڑھا دے گی۔ میں اس وقت بھی دیوار تک رہی تھی مجھے یہ بات بالکل بھی اچھی نہیں لگی میں فوراً خدا سے لڑنے کو تیار اور کہا کہ ایک تو تو نے میری پڑھائی کا رستہ بند کر دیا ہے اوپر سے اس بچے کو بھی بھیج دیا کہ میں اسے پڑھاؤں۔۔۔ میں کوئی نہیں پڑھا رہی، بے شک سارا دن بیٹھا رہے۔۔۔ لیکن پھر مجھے لگا کہ وہ بچہ بھی شاید میری طرح ہے۔۔۔ میری پڑھائی میں عمارتیں اور ناہموار رستے حائل ہو گئے تھے جو معذور افراد کی مدد نہیں کرتے کہ وہ آمدورفت کر سکیں سو میری پڑھائی ادھوری رہ جانا تھی اور ع کے والدین اسے اسکول بھیجنے کی سکت نہیں رکھتے تھے سو وہ بھی علم حاصل کیے بغیر زندگی گذارتا۔ ع تو میری مدد نہیں کر سکتا لیکن میں اتنا تو کر سکتی تھی کہ اسے تھوڑا سا لکھنا پڑھنا ہی آ جائے پھر اگر اسے شوق ہو تو وہ اپنے لیے خود ہی کوئی رستہ ڈھونڈ لے گا۔۔ میں اپنی نوٹ بک اٹھائی، پنسل سے لائنیں لگا کر اسے "الف" لکھ دیا اور بتایا کہ کیسے لکھنا ہے، جلد ہی اس نے الف لکھنا سیکھ لیا اور میں یہ سیکھ لیا کہ اسے کیسے پڑھانا ہے کچھ عرصہ میں ع اس حد تک سیکھ گیا کہ اسے اسکول میں داخل کروایا جا سکے اسکول یونیفارم، کتب، فیس، اسٹیشنری وغیرہ کا اب بندوبست کرنا تھا میں فمزا سے بات کی کہ کچھ کرتے ہیں پھر ع کے والدین سے بات کی کہ اگر وہ اس کے لیے کچھ تھوڑا بہت انتظام کر سکیں تو باقی خرچ کا کچھ بندوبست کر کے اس کی پڑھائی کا سلسلہ جاری ہو سکتا ہے فمزا نے ساتھ دیا یوں ع اسکول جانا شروع ہوا اور اب آئندہ چند ایک سال میں وہ اپنی اسکولنگ مکمل کر لے گا اور اس کی بہت خوشی ہو گی مجھے۔ ع کو پڑھانا شروع کیا تو اپنی پڑھائی مکمل کرنے کی خواہش شدید ہو گئی لیکن سمجھ نہیں آتا تھا کہ ہر جگہ بغیر سہارے کے کیسے آ جا سکوں گی۔ مجھے معلوم ہوا کہ کسی کو سہارا دینا بہت آسان ہے زندگی میں لیکن اپنے لیے دوسروں سے سہارا لینا بہت مشکل کام ہے، زندگی کے بہت زیادہ مشکل کاموں میں سے ہے۔ لیکن پڑھائی ادھوری چھوڑنا بھی مشکل تھا۔۔۔ سارے ہی کام مشکل ہو گئے تھے، میں پھر ایک مشکل کا انتخاب کر لیا، جن دنوں میں ع کو پڑھا رہی تھی انھی دنوں میں دیوار تکنا چھوڑ کر دوبارہ سے کلاسز میں جانا شروع کیا

امی ابو نے ہمارے چھوٹے ہوتے سب فیصلے خود کیے اور جیسے جیسے ہم سب بہن بھیا لوگ بڑے ہوتے گئے تو فیصلوں کے اختیارات آہستہ آہستہ ہماری طرف منتقل ہوتے چلے گئے۔ ابو کا کہنا ہے کہ ہمارا کام تھا کہ بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت میں بحیثیت والدین جو بھی ذمہ داری انجام دے سکتے ہوں وہ انجام دیں۔ جس وقت والدین اپنی زندگی کا ایک بیشتر حصہ گذار چکے ہوتے ہیں اس وقت بچوں . کے سامنے ایک طویل سفر موجود و منتظر ہوتا ہے سو بچوں کو بھی اپنے فیصلے خود کرنے آنا چاہیں تا کہ انہیں مشکل حالات میں اپنے لیے راستہ ڈھونڈنا آ جائے بڑوں کا مشورہ ضرور لیں لیکن خود بھی فیصلہ کرنا سیکھیں۔ میں بھی اپنا فیصلہ خود کیا میں ایک سنڈے اسکول جوائن کیا جہاں ہر اتوار چند گھنٹے پڑھانے کے لیے جانا ہوتا تھا ایسے بچوں کو جن کے والدین انہیں اسکول نہیں بھیج سکتے تھے۔ اس سے مجھے دو فائدے ہوئے ایک یہ کہ مجھے یہ سیکھنے کا

موقع ملاکہ تمام عمارتیں جو معذور افراد کے لیے قابل رسائی نہیں ہوتیں وہاں کس طرح جانا ہے دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مجھے سنڈے اسکول میں پڑھانے کے عوض چھ سو روپے ماہ کے اختتام پر آفر ہوئے۔ یہ چھ سو روپے بظاہر کچھ نہیں تھے لیکن مجھے دل میں یہ احساس اجاگر ہوا کہ معذوری تو اپنے اختیار میں نہیں ہوتی لیکن بے بس رہنا یا نہ رہنا بہت حد تک ہمارے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔۔۔ کچھ باتوں میں اگر دوسروں پر انحصار کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں میرے پاس تو جہاں میں خود انحصاری کر سکتی ہوں وہاں مجھے خود انحصاری اپنانا ہے، بے بس نہیں بننا، دوسروں کی طرف نہیں دیکھنا، اسطرح میری خود اعتمادی بڑھی۔ پہلے میں ابو اور بھیا لوگ سے لڑ جھگڑ کر پاکٹ منی بڑھوایا کرتی تھی اپنا حق سمجھ کر اور اب مجھے شرمندگی ہونے لگی تھی کوئی بھی چیز کسی سے بھی ملنا یا خود لینا پھر میں ایک اور فیصلہ کیا کہ اپنی پڑھائی کے تمام اخراجات انہی چھ سو میں مکمل کروں اور یہ ایک ناممکن سی بات تھی بلکہ دیوانے کا خواب چھ سو روپے میں تو کوئی ایک کتاب بھی خریدنا مشکل اور میرا یہ حال کہ مجھے اگر کسی ایک عنوان کو دیکھنا ہو تو مجھے دس پندرہ مختلف مصنفین کی کتب دیکھنے کی عادت جنہوں نے اسی ایک موضوع پر اپنے اپنے الگ انداز میں لکھا ہو، مجھے ایک ہی موضوع پر بہت سی تحریریں پڑھنے کو دل ہوتا ہے اور مجھے فوٹو اسٹیٹ سے پڑھنے کی عادت نہین تھی کیونکہ ابو نے شروع سے ہی اصل کتاب سے پڑھنے کی عادت ڈلوائی تھی پڑھائی کے معاملے میں امی ابو ہمیں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دیتے تھے جس بھی چیز کی ضرورت ہوتی وہ درجنوں کے حساب سے ہمیں ملتی اگر صرف ایک پنسل کی ضرورت ہوتی تھی تو پورا بارہ پنسلوں کا باکس مل جاتا تھا ایک ڈکشنری چاہیے ہوتی تو ابو کئی ڈکشنریاں دلادیتے تھے۔ مین اپنی سب نزاکتوں کی ایک فہرست بنائی اور انہیں عدم رسید کیا، فوٹو اسٹیٹ پیپرز پڑھنے کی عادت ڈالی اور ذاتی ضروریات کو محدود کرنا شروع کیا کینٹین جانا بھی چھوڑ دیا اتنی بھوک بھی لگ رہی ہوتی تھی اور میں سوچتی کہ آج گھر پہنچتے ہی فلاں فلاں کتابوں کے لیے ابو یا بھیا لوگ سے کہنا ہے۔ لیکن گھر آکر میں اپنا ارادہ پھر سے مضبوط بناتی کہ نہیں اگر ابھی نہیں سیکھا تو پھر کبھی نہیں سیکھ سکوں گی اور نہ ہی مجھے زمین پر رہنا آئے گا۔ لائبریری یا سیمینار لائبریری سے کتابیں ملنا اکثر ناممکنات میں سے ہوتا تھا کیونکہ ایک تو میں ڈپارٹمنٹ اور لائبریری کی سیڑھیاں اتر چڑھ نہیں سکتی تھی جب تک کوئی ہیلپ کرنے کے لیے نہ ہو میرے ساتھ اور اگر کوئی ہیلپ کرتا بھی تو لائبریری سے کلاس فیلوز پہلے ہی سب اہم کتابیں لے چکے ہوتے تھے اور پھر قبضہ کرکے بیٹھ جاتے ہفتوں ہفتوں مہینوں۔ میری یہ تحریر اگر کسی اسٹوڈنٹ کی نظر سے گذرے تو اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنے لیے کتاب لائبریری سے ضرور لیں لیکن اس پر قبضہ کرکے نہ بیٹھ جائیں بلکہ فوری کام کرکے . کریں تاکہ دوسرے اسٹوڈنٹس بھی اس کتاب کو حاصل کرسکیں۔ زندگی میں ایماندار رہنا بہت ضروری ہے۔

ایک دن لائبریری میں اپنی مطلوبہ کتب نظر نہ آئیں تو میں دوسرے غیر متعلقہ شیلف میں رکھی کتابیں وقت گذاری کے لیے دیکھنا . شروع کردیں دو کتابوں کے عنوانات اچھے لگے تو دونوں کو شیلف سے باہر نکالا یہ دونوں کتابیں ایک ساتھ رکھی ہوئی تھیں جب انہیں نکالا تو ان کے پیچھے بھی کچھ کتابیں رکھی نظر آئیں جب ان کتب کو دیکھا تو یہ وہ کتب تھیں جن کو میں ایشو کروانا چاہتی تھی لیکن یہ ایک بالکل ہی غیر متعلقہ شیلف میں رکھی ہوئی تھیں لائبریرین سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ کچھ دیر پہلے تمہاری کلاس فیلوز یہ کتب ایشو کروانے آئی تھیں میں نے نہیں کیں اور کہا کہ پہلے دوسری کتب . کریں تو پھر یہ کتب ایشو ہوں گی، لگتا ہے وہ لوگ دوسرے شیلف میں چھپا گئی ہیں۔ تب معلوم ہوا کہ کلاس فیلوز کتب کو چھپا بھی دیتے ہیں اور جو کتاب ہم ڈھونڈتے رہ جاتے ہیں وہ کسی دوسرے غیر متعلقہ شیلف میں چھپی ہوتی ہیں۔ لائبریرین کو انفارم تو کردیا میں لیکن اس مسئلہ کا حل نہیں تھا اور مجھے کوئی نیا رستہ ڈھونڈنا تھا اپنے لیے۔ میں لائبریرین سے معلوم کیا کہ کیا لائبریری میں ایسی کتب یا میگزینز ہیں جنھیں کوئی نہ دیکھتا پڑھتا ہو لائبریرین نے بتایا کہ ایسے تو کوئی نہیں ہاں ایسی کتب ہیں جو بالکل ناکارہ ہو گئی ہیں وہ ہم نے الگ کردی ہیں وہاں دیکھ لو۔ میں جب وہاں گئی تو ایک ڈھیر سب پھٹی پرانی کتابوں کا پڑا ہوا تھا یہ ہر مضمون کی کتب تھیں اور ان میں اپنے مطلوبہ موضوعات کی کتب ڈھونڈنا مشکل کام تھا میں اسی پر شکر کیا اور ڈھونڈنا شروع کردیا ایک دو سو کتب دیکھنے کے نتیجہ میں تین چار کتب یا میگزینز اپنے موضوع سے متعلق

مل جاتے لیکن گرد سے اٹے ہوئے سب اور کئی صفحات پھٹے ہوئے۔ لیکن پھر بھی خوشی ہوتی کہ تلاش بے کار نہیں گئی۔ ان کتب پر گرد کی موٹی تہہ کے ساتھ ان کے صفحات پر کیڑے مار ادویات بھی چھڑکی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے ہتھیلیوں اور انگلیوں میں بہت جلن ہو جاتی تھی اور بہت سی کتب اور میگزین کے صفحات تو اتنے بوسیدہ تھے کہ پلٹنے میں پھٹ جاتے اکثر تو ایسی کتب مکمل فوٹو اسٹیٹ کروا لیتی۔ کوئی کوئی دن آسان ہوتا اور محض بیس چالیس کتب کی گنتی سے پہلے ہی تلاش کرتے اپنے کام کی کتاب مل جاتی اس دن ہاتھوں اور انگلیوں میں کم تکلیف ہوتی۔ سب سے زیادہ آزمائش میری سیمینار روم میں ہوتی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ گھر. ی کے لیے مجھے بھیا کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا تو میں سیمنار روم میں بیٹھ جاتی تھی اکیلی۔ وہاں پر الماریوں میں سے ایک الماری کا تالا خراب تھا اور اسے ایک ڈوری سے باندھا ہوا تھا اور اس الماری میں بہت سی کتب ایسی تھیں جو مجھے درکار ہوتی تھیں نئی، صاف ستھری جنہیں دیکھتے ہی دل للچا جائے اور اس وقت تو موقع بھی بہت اچھا ہوتا تھا عام طور پر سب جا چکے ہوتے تھے اور میں آسانی سے وہاں سے کتابیں غائب کر سکتی تھی اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلنا تھا لیکن پھر خدا وہاں پہنچ جاتا اور میں لیتے لیتے رہ جاتی۔ علم مجھ سے صرف ایک ڈوری کے فاصلے پر ہوتا تھا لیکن میری پہنچ سے پھر بھی باہر۔ میں اکیلے بیٹھی خدا سے جھگڑتی رہتی کہ ہر جگہ میرا رستہ بند کر دیتا ہے ابھی یہ جھگڑا چل رہا ہوتا تھا کہ بھیا مجھے لینے پہنچ جاتے۔ خدا نے ان سب دنوں میں کبھی میرے کسی جھگڑے کا جواب نہیں دیا سوائے دو جگہوں کے ایک اس وقت جب سمسٹر امتحان شروع ہوتے بمشکل ایک ہفتہ یا چند دن امتحان کی تیاری کرنے کو ملتے میں اپنا سب فوٹو اسٹیٹ ذخیرہ اور کلاس لیکچرز اٹھا کے بیٹھ جاتی صفحہ صفحہ صرف پڑھنے کا موقع ملتا۔ نوٹس بنانے اور یاد کرنے کا وقت نہیں بچتا تھا، پھر پیپر کا وقت شروع ہوتے ہی میرا قلم چلنا شروع ہوتا تھا تو مجھے خبر نہیں ہوتی تھی کہ کیسے چل رہا ہے ایک ہی موضوع پر جو کچھ پڑھا ہوتا وہ سب خود بخود ایکسٹریکٹ ہو کر امتحانی کاپی پر منتقل ہوتا جاتا۔ دوسری بار جواب خدا نے مجھے کانووکیشن ڈے پر دیا جب تعلیمی سند کے ساتھ مجھے گولڈ میڈل ملا۔

زندگی ایک پزل گیم ہے اس میں ہر ایک انسان کے لیے خوشی بھی ہے اور غم بھی اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز انسان کے .
پاس نہ ہو تو زندگی کو صحیح سے نہیں سمجھا جا سکتا خدا نے خوشی اور غم ہماری زندگی میں اس لیے رکھے ہوتے ہیں کہ ہمیں ان دونوں سے قوت ملنا ہوتی ہے مضبوط بننے کے لیے۔ اصل کام زندگی میں ان دونوں قوتوں کو مناسب امتزاج میں لا کر اپنی اپنی آزمائش میں پورا اترنا ہے تبھی زندگی کی تعمیر ممکن ہے نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی اور ایسا کرنے میں دیر نہیں لگانا چاہیے کہ زندگی بہت مختصر دورانیہ ہے آخری سانس سے پہلے تک۔

ہمارے تعلیمی نظام میں بہت سی کمزوریاں ہیں جن پر صرف کڑھنا یا کیڑے نکالنا مجھے محض وقت ضایع کرنا لگا لیکن مجھے اسی تعلیمی نظام پر تنقید بھی کرنا تھی، میں اپنی تنقید کا عنوان عمل رکھا مسلسل عمل اور کوشش میں لگے رہنا۔ اس تعلیمی نظام میں بظاہر ان لوگوں کے لیے بھی کوئی رستہ نہیں جو معذور نہ ہوں میں تو پھر معذور تھی۔ اسی تعلیمی نظام میں جب میں نے اپنی پڑھائی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا تو مجھے ایک استاد نے کہا کہ تمہیں یہاں آنے کس نے دیا ہے یہاں تو صحت مند کچھ نہیں کر پاتے اور میں تمہیں لکھ کے دے دوں کہ تم کبھی پاس ہی نہیں ہو سکتیں۔۔۔ اسی تعلیمی نظام میں وہ سب کلاس فیلوز پیچھے رہ گئے جو کتابوں کو چھپا کر یا ان پر ہفتوں مہینوں قبضہ کر کے خالی پیریڈز میں انڈین ایکٹرز اور فلموں اور اسٹار پلس ڈراموں پر تبصرے اور ایک دوسرے کی غیبت میں مشغول رہتے۔

اسی تعلیمی نظام میں ایسے استاد بھی ملے جن کی کلاس میں دل چاہتا تھا کہ انہیں اپنی سیٹ پر بٹھا کے خود پڑھانا شروع کر دوں تو شاید اسٹوڈنٹس کو کچھ سمجھ میں آ جائے اور اسی تعلیمی نظام میں ایسے استاد بھی ملے جنھوں نے ہاتھ پکڑ کر چلنا سکھایا، شعور کی منازل طے کروائیں، حقائق کو درست تناظر میں دیکھنا و پرکھنا سکھایا۔ فرد اور قوموں کی ترقی و کامیابی میں کوئی بھی بہتر و منظم نظام مددگار ضرور ہو سکتا ہے لیکن انفرادی و اجتماعی کامیابی کا اصل راز عمل و جہد مسلسل سے عبارت ہے اور جس فرد اور قوم کو بہتر نظام کی خواہش ہو تو انہیں اس کے حصول کی جانب عملی کوشش کرنا چاہیے ہر بٹا عمل

ایک چھوٹے سے قدم سے شروع ہوتا ہے۔ اپنے اپنے حصے کی عملی شمع روشن کیے بغیر انقلاب لانا ممکن نہیں۔ مجھے تنقید پسند ہے اور عملی کوشش کرنا انفرادی ہو چاہے اجتماعی تنقید کی سب سے بہترین شکل ہے اور سعی مسلسل تمام زندگی جاری رہنی چاہیے اور میرا یقین ہے کہ انقلاب کے لیے بینادی اکائی فرد ہی ہے۔

میں اسی نظام تعلیم میں اپنی معذوری کے ساتھ رستہ ڈھونڈا اور کامیابی حاصل کی۔ گولڈ میڈل میری زندگی کا ایک سنگ میل ضرور تھا لیکن آخری منزل نہیں اور میری کامیابی صرف مجھ تک محدود نہیں ہے میں اس وقت پڑھائی اور جاب کے علاوہ بیک وقت ایک سے زائد پراجیکٹس پر کام کر رہی ہوں اور کچھ شمعیں اپنے حصے کی روشن کرنا ہیں، وہ دن ابھی آنا باقی ہے جب مجھے وہیل چیئر پر بیٹھنا ہوگا تب میں کیا کروں گی مجھے نہیں معلوم۔۔ فی الحال تو کراچی اور اس کے مضافات میں خدا سے جھگڑنے کا وقت ہوا چاہتا ہے کہ آج پھر بارش بھیج دی ہے اور اب دوبارہ انٹرنیٹ غائب ہو جائے گا ہفتہ بلاگستان میں یوم تعلیم کے حوالے سے کچھ لکھنا تھا لیکن رضوان بھائی کی اس پوسٹ نے یہ سب یاد دلا دیا تو اس طویل داستان کے وجود میں آنے کا سب قصور رضوان بھائی کا ہے میرا بالکل بھی نہیں۔ چونکہ انٹرنیٹ کا کوئی بھروسہ نہیں لہٰذا اگلے ایک ماہ کے لیے یہی بلاگ پوسٹ ہو گی۔

تعلیم ؟از شاکر عزیز

تعلیم ؟

ہفتہ بلاگستان کے سلسلے کی دوسری تحریر اور موضوع تعلیم کے ساتھ لیٹ حاضر ہے۔ فدوی لسانیات کا طالب علم ہے اور یہ تعلیم کو اسی نظر سے دیکھے گا۔ اطلاقی لسانیات کا بڑا حصہ زبان کی تعلیم دینے پر مشتمل ہے اور اس زبان سکھانے کے علم کا نوے فیصد انگریزی زبان سکھانے کا مضمون ہوتا ہے۔ ہم اسے اصطلاحی زبان میں ای ایل ٹی یعنی انگلش لین گوئج ٹیچنگ کہتے ہیں۔ انگریزی بطور دوسری زبان TESOL اور انگریزی بطور غیر ملکی زبان TEFL وغیرہ بھی اسی شاخ کے نیچے آتے ہیں۔ ہمیں زبان پڑھانا سکھایا جاتا ہے جیسے بی ایڈ اور ایم ایڈ والوں کو پرائمری کے بچے پڑھانا سکھایا جاتا ہے۔ آسان الفاظ میں ہمیں زبان یا انگریزی زبان سکھانے کے لیے بطور استاد تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارا نصاب یعنی ماسٹرز کا دو سالہ اور بی اے آنرز کا چار سالہ کورس اسی پر مشتمل ہوتا ہے۔

اس ساری تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ یعنی پاکستانی میں انگریزی تعلیم۔۔ پاکستان میں انگریزی تعلیم اور ہمارے بچوں کا انگریزی کا معیار اتنا برا کیوں ہے؟ اس سارے کو کچھ نکات کی صورت میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ یاد رہے کہ میرا مقصد یہاں انگریزی کی وکالت کرنا نہیں بلکہ انگریزی تعلیم کے سلسلے میں درپیش مشکلات کا ذکر کرنا ہے۔ یہ ایک خالصتاً تکنیکی معاملہ ہے اس سیاسی معاملے سے الگ جس کے تحت ہم انگریزی کے اپنے ملک میں سٹیٹس پر سوال اٹھاتے ہیں اگرچہ یہ بے شک بھی انگریزی تعلیم کے غیر معیاری ہونے کی بڑی وجہ ہے۔

ہمارے ہاں انگریزی کے اساتذہ ہی تیار نہیں کیے جاتے۔ جو لوگ انگریزی پڑھاتے ہیں وہ مضمون کے ماہر نہیں ہوتے۔ یاد رہے انگریزی ادب میں ماسٹرز کرنا اور اطلاقی لسانیات میں ماسٹرز کرنا ایسا ہے جیسے فزکس اور کیمسٹری دو الگ چیزیں۔

ہمارے ہاں ادب کی زبان کو ہی اصل زبان سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ ادب زبان کا ایک اُسلوب ہوتا ہے مکمل زبان ہیں۔ اردو کی کتابی اور عمومی زبان آپ کے سامنے ہے۔ بامحاورہ اور روزمرہ کی زبان ہمارا معمول ہے لیکن لکھی اور بولے جانے والی زبان نیز ادب اور عام آدمی کی زبان میں بہت سے فرق ہوتے ہیں جو ہمارے بچوں کو سکھائے ہی نہیں جاتے۔ آج بھی دو صدیاں پرانے ناول اور کہانیاں ہمارے انگریزی نصاب میں اس غرض سے شامل ہیں کہ یہ بچوں کو انگریزی سکھائیں گی۔ کونسی انگریزی؟ وہ جو ڈیڑھ سو سال پہلے لکھی جاتی تھی؟

ہمارا انگریزی نصاب انتہائی فرسودہ اور سالخوردہ ہے۔ جیسا کہ اوپر ایک مثال دی گئی اس کے علاوہ بھی ہمیں پرائمری سے لے کر اعلیٰ سطح تک نصاب میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ پرائمری سطح پر ہمیں نصاب کو سائنسی بنیادوں پر بہتر کرنے کی ضرورت ہے جبکہ اعلیٰ سطح پر ہمیں متعلقہ فیلڈ کے مطابق انگریزی نصاب تیار کرنے کی ضرورت ہے جیسے انجنیئرز کو درکار انگریزی وکیل کو درکار انگریزی سے بہت مختلف ہوگی اور ایک بزنس مین کو درکار انگریزی ان دونوں سے مختلف۔

ہمارا طریقہ تعلیم ستر برس پرانا ہے۔ ہمارے سکولوں میں بچوں کو انگریزی پڑھانے کے طریقے کو اصطلاحی زبان میں ہم گرامر ٹرانسلیشن میتھڈ کہتے ہیں۔ یعنی گرامر اور ترجمے کے ذریعے زبان کی تعلیم۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں مادری زبان کو واسطہ بنا کر تعلیم دی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچے کی سوچ اور سیکھی جانے والی زبان میں مادری زبان واسطہ بن جاتی ہے۔ یہ سب ایسا ہی ہے جیسے اردو میں لکھی تحریر پہلے انگریزی میں ترجمہ ہو پھر کمپیوٹر کی زبان میں یعنی دوہری پروسیسنگ۔ اگر جدید طریقہ ہائے تعلیم استعمال کیے جائیں جن میں کمیونیکیشن سے پڑھانا بھی شامل ہے تو اس کو بہت بہتر کیا جاسکتا ہے۔ بطور پروفیشنل ہم جی ٹی ایم نہیں بلکہ مختلف طریقہ ہائے تعلیم کو ملا کر پڑھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ یعنی جیسا منہ ویسی چپیڑ اور جیسا ماحول ویسا طریقہ تعلیم۔

جیسا کہ اوپر ایم اے انگریزی ادب کے بارے مین بات کی گئی کہ یہ لوگ انگریزی ادب تو پڑھا سکتے ہیں انگریزی زبان نہیں ایسے ہی ہمارے پرائیویٹ سکولوں میں میٹرک پاس استانیاں بچوں کی بنیاد کا بیڑہ غرق کر دیتی ہیں۔ نیم حکیم کے مشابہ یہ اساتذہ بچے کو وقتی رٹا لگوا کر اس سے انگریزی تو بلوا دیتے ہیں لیکن ذخیرہ الفاظ ہی زبان نہیں ہوتی زبان صوتیات یعنی فونیٹکس سے لے کر گرامر تک ہوتی ہے جس میں ذخیرہ الفاظ، الفاظ بنانے کے قوانین، جملہ بنانے کے قوانین، پیراگراف بنانے کے قوانین، معانی کا لیول اور اس سے بھی اوپر سیاق و سباق کے لحاظ سے معانی و مطالب اور پھر پورا پیغام بطور ایک یونٹ۔ ایسے ہی جیسے ایک خط اگرچہ جملوں پر مشتمل ہے لیکن وہ بطور ایک یونٹ بھی کام کرتا ہے اور بطور ایک اکائی ایک خاص مطلب و معانی بیان کررہا ہوتا ہے جو نچلے درجے کے تمام یونٹ آپس میں مل کر تشکیل دیتے ہیں۔ اس لیول کو ہم ڈسکورس کا نام دیتے ہیں۔ ان سب درجہ ہائے زبان کا جب تک استاد کو پتا نہیں ہوگا وہ کیسے زبان کو سکھا سکے گا۔ یہ غلط طرز فکر ہے کہ ہمیں ہر معاملے میں امریکیوں یا برطانویوں کی تقلید کرنی چاہیے۔ اس طرز فکر کی تلفظ سکھانے کے سلسلے میں انتہاپسندانہ انداز میں پیروی کی جاتی ہے۔ سرکاری سکولوں میں تو اکثر تلفظ ہوتا ہی غلط ہے لیکن نام نہاد انگریزی سکولوں میں بچوں کو انگریز بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ بطور ماہر لسانیات ہم جانتے ہیں کہ مادری زبان کا اثر ہمیں کبھی بھی غیر ملکی زبان ایسے سیکھنے نہیں دیتا جیسے اس کے اہل زبان وہ زبان بول سکتے ہیں۔ ہمیں اس بات کو قبول کرنا چاہیے کہ بطور اردو بولنے والے ہم کبھی بھی ٹھیٹھ کو ایسے نہیں بول سکتے جیسے انگریز بولتے ہیں۔ اس کے صوتیے غیر شعوری طور پر ہم اردو کے صوتیوں کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا گلہ اور منہ وہی صوتیے اور آوازیں نکالنے کا عادی ہوتا ہے جو ہماری مادری زبان میں ہوتے ہیں۔ اسی کی سادہ سی مثال انگریزی کے مصوتے یا واؤلز ہیں۔ انگریزی میں دو قسم کے مصوتے ہیں یک آوازی، دو آوازی۔ یک آوازی جیسے آ، او، ای اور دو آوازی ان یک آوازی مصوتوں سے مل کر بنتے ہیں۔ لفظ ڈے کے آخر میں سے ہم دو آوازی مصوتہ اڑا دیتے ہیں جبکہ اصل میں یہ ڈے ای ہوگا آخر میں ایک دو آوازی مصوتے کے ساتھ۔

آخر میں ہمارا یہ المیہ کہ ہم آج تک انگریزی کا سٹیٹس متعین نہیں کرپائے جس کی وجہ سے نہ ہم انگریزی کو چھوڑتے ہیں اور نہ اپناتے ہیں اور نہ ہی اس کی تعلیم کو بہتر بناتے ہیں۔ اگر یہ فیصلہ ہوجائے کہ ہم نے اس زبان کی بطور غیر ملکی زبان ۔ تعلیم دینی ہے تو پھر اس کے لیے پروفیشنل بھی تیار ہونے لگیں گے ایسے ہی جیسے کامرس اور کمپیوٹر سائنس کے پروفیشنل تیار ہوتے ہیں۔

تعلیم تعلیم اور بس تعلیم از شاہدہ اکرم

ہفتہءِ بلاگِستان، نمبر دو، تعلیم تعلیم اور بس تعلیم

تعلیم کے لۓ لِکھنے کو کہا نا آپ نے کوئ یہ بندِش تو نہیں نا کہ کیا لِکھنا ہے اور کیسا؟ تو آج میں ویسے ہی پتہ نہیں کیُوں تپی بیٹھی ہُوں، خیر پتہ تو ہے مُجھے لیکِن بتاؤں گی نہیں اور میرا خیال یہ بھی ہے کہ اِس کا تعلُق آج میرے موضُوع سے ہوتے ہُوئے بھی کوئ خاص نہیں ہے، تعلیم کے لۓ میں کوئ حدیث وغیرہ کا حوالہ نہیں دُوں گی کیُونکہ ہم سبھی ہی تعلیم کی افادیت سے واقِف ہیں جانتے ہیں کہ پہلی وحی ہی اِقراء کے نام سے آئ تھی کہ "پڑھ" لیکِن میں تو بس یہ جانتی ہُوں کہ تعلیم، تعلیم اور بس تعلیم، وقت، عُمر مرد وزن کی نا کوئ تخصیص ہے نا ہی ضرُورت، عِلم کا مطلب جاننا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں جاننے کے اِس عمل کو کِسی سے چھین کر اپنی مرضی اگلے پر ٹُھونسنے والے، لڑکیوں کے سکُول جلائے جائیں یا لڑکوں کے بات ایک ہی ہے کہ ہم جاننے کے اِس عمل کو آگے بڑھنے سے روکنا چاہتے ہیں یہ عمل گو ایک محصُوص طبقے کے لوگوں کے نام لگایا گیا ہے لیکِن میں اِتنے زیادہ ظاہری فرق میں رہنے والوں کو جانتی ہُوں جو بقول ہمارے مُحترم اجمل انکل جی کے کہنے اور کرنے کے فرق کو اپنے پر لاگُو نہیں سمجھتے شاید یہی بات ہم سمجھ نہیں پاتے ایسے میں صِرف ایک بات کہنا چاہتی ہُوں کہ پلیز بچوں کے رُجحان کو دیکھتے ہُوئے اُن کی تعلیم اور تربیت کریں کون بچہ اور بڑا یہ نہیں چاہتا کہ ترقی کرے آگے بڑھے لیکِن اگر کہیں کوئ مسئلہ ہے تو ضرُورت اِس امر کی ہے کہ مِل بیٹھ کر اِس کا کوئ حل نِکالا جائے اور بیٹی اور بیٹے کی تعلیم میں کوئ فرق نا کیا جائے، آپ یقین کریں کہ بات کُچھ ایسی ہی ہے کہ دیکھنے میں جو لوگ آپ کو اِنتہائ معقُول اور نارمل رویہ رکھنے والے لگتے ہیں وُہ بھی ایسا فضُول رویہ روا رکھتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ اُنہیں خُود بھی اپنے روّیوں کی بدصُورتی کا

اِدراک نہیں ہوتا اُنہیں اِحساس دِلانا پڑتا ہے، ایک سوچ کا در وا ہُوا ہے کہ وُہ لوگ جو ہماری نظر میں کافِر کہلاتے ہیں وُہ اپنے لوگوں کو وُہ سب سہُولتیں دیتے ہیں جو ہمارے مزہب کی طرف سے ہمیں عطا کی گئ تھیں کہ ہم لوگ تو اپنے لوگوں کو آٹے، دال اور چینی کے چکّر سے ہی آزاد نہیں ہونے دیتے لازمی تعلیم اور وُہ بھی مُفت، دیوانے کا ایک ایسا خواب ہی تو ہے نا جو کبھی شرمِندہءِ تعبیر نہیں ہو سکتا لیکِن میری آنکھیں یہ خواب ہر روز دیکھتی ہیں اور دُعا گو بھی رہتی ہیں کہ کاش کوئ وقت ایسا آئے،

کوئ تو ایسا ہماری زِندگیوں میں آئے جو مردوں کے اِس معاشرے میں دوغلے دِماغ رکھنے والے مردوں کے اِس اِستحصال سے بچائے، آپ بے شک مانیں یا نا مانیں ہر مرد کے دِل میں کبھی کہیں کم کہیں زیادہ ایک خواہِش رہتی ہے کہ عورت جو بھی اُن کی زندگی میں آئے جو پڑھی لِکھی ہو اور کہیں اندر ایک یہ ڈر بھی چُھپا ہوتا ہے کہ زیادہ پڑھی لِکّھی ہو گی تو کہیں مُجھے کِسی کونے میں نا بِٹھا دے اور کم پڑھی لِکّھی ہُوئ تو دِل کو ایک سکُون تو رہتا ہے کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں ارے تُمھیں کیا پتہ؟ تو بس میں تو صِرف اور صِرف یہ چاہتی ہُوں کہ تعلیم ایسی ہو جو تعلیم حاصِل کی ہُوئ دِکھائ دے ورنہ پڑھے لِکّھے اور جاہِل میں صِرف ڈِگریوں کا ہی تو فرق ہوتا ہے بس، آپ کہیں گے.

تعلیم کا تو کہیں ذِکر ہی نہیں ہے اِس میں تو میں بس ایسی ہی تعلیم کی خواہاں ہُوں کہ جِس میں بندہ بندے کا پُتر رہے اور سامنے والے کو بھی اِنسان ہی سمجھے میں دوغلی باتوں سے تنگ آگئ ہُوں ایسے میں یہ چاہتی ہُوں کہ بس بچیوں کی اِتنی تعلیم تو کم از کم ہو کہ کل کو جو اگر کوئ مسئلہ ہو تو اپنا آپ تو سنبھالا جا سکے یہ بات ہم جب کبھی اپنے بڑوں کو کہتے ہُوئے سُنتے تھے تو بہُت عجیب لگتا تھا لیکِن یہی حقیقت ہے کہ تعلیم ہو گی خواہ کوئ ٹیکنکل تعلیم ہو یا کیسی بھی کام ہی آتی ہے سو تعلیم، تعلیم اور بس تعلیم کی ہی ضرُورت ہے اور ہمیشہ رہے گی اب یہ میری تحریر بلاگِستان کے تعلیم کے حِساب سے آپ کے معیار پر پُوری اُترتی ہے یا نہیں،

میرا دِل اِتنا جلا ہُوا ہے کہ بس مُجھے یہ تحریر لِکھتے ہُوئے کوئ پندرہ مِنٹ لگے ہوں گے اگر کوئ بات غلط لگی ہو تو معزرت خواہ ہُوں

نالائق از عمار ابن ضیا

نالائق (ہفتہٗ بلاگستان)

یار دوست سوچیں گے۔ بڑا فارغ بندہ بنا ہے آج۔ تحریر پر تحریر آرہی ہے۔ سچ کہوں تو ارادہ نہیں تھا۔ اردو کا اسائنمنٹ بنانے بیٹھا تھا، ڈفر نے بیچ میں ٹانگ اڑا دی تو یہاں آ کر گرا۔

میں نے کالج میں انجینئرنگ ہی لی تھی لیکن جب فکرِ معاش ہوئی تو کالج چھوڑنا پڑا۔ تعلیمی سلسلے میں دو سال کا وقفہ آیا (یقین جانیں، اس میں سبز ستارہ والی گولی کا کام نہیں تھا)۔ بعد میں جب پڑھائی شروع کی تو عقل آ گئی تھی، آرٹس کے مضامین منتخب کیے۔ مجھے جتنی باتیں سننی پڑ سکتی تھیں، میں ان کے لیے تیار تھا۔ خاندان میں، دوست احباب میں، ملنے جلنے والوں میں۔ جن سے واسطہ نہ تھا، وہ بھی ناک بھوں چڑھانا اپنا فرضِ عین سمجھتے۔

اکثر مکالمے اس طرح پیش آتے:

☆ انجینئرنگ کیوں نہیں لی؟

میرا انجینئرنگ کی طرف رجحان نہیں تھا۔

☆ یار تو کامرس پڑھ لیا ہوتا۔

کس خوشی میں؟ میں نے کوئی بینکنگ کی نوکری کرنی ہے؟

☆ ارے آرٹس کا کیا مستقبل ہے؟

سنو بھئی! میں نے مضامین وہ لینے تھے جن میں آگے چل کر میں نے اپنا مستقبل بنانا ہے اور جن میں مجھے دلچسپی ہے۔ جن سے کچھ تعلق نہیں، ان کو پڑھ کر کیا لینا۔ او بھائی! میری ملازمت کا ہی خیال کر لو۔ صبح سے شام تک دفتر میں مصروف ہوتا ہوں۔ سائنس یا کامرس کیا کوئی مجھے پانی میں گھول کر پلائے گا۔ آگے سے منہ میں کچھ بڑبڑ اور بات ختم۔ اپنے ددھیال اور ننھیال میں، میں پہلا فرد تھا جس نے روایت شکنی کرتے ہوئے آرٹس کا شعبہ منتخب کیا اور بعد میں اپنی ایک بہن کو بھی بہت سمجھا کر اسی راہ پر ڈالا۔

اور اُس کے ساتھ پچھلے دنوں ہوا یہ کہ ایک اسکول میں پڑھانے کے لیے انٹرویو دینے گئی تو جب وہاں کی منتظمہ کو یہ پتا چلا کہ آرٹس پڑھی ہے، ناک چڑھا کر بولیں: ارے آرٹس کیوں لی آپ نے؟ اس کا تو کوئی مستقبل نہیں ہے۔ یہ سوچ ہے ہماری درسگاہوں کے منتظمین اور معلّمین کی۔ مضامین منتخب کرنے میں رہنمائی اور مشاورت کسے کہتے ہیں، یہ تو کالج سطح کے طلبا شاید جانتے بھی نہیں۔ خود ہم نے پہلی بار یہ نام یونیورسٹی میں آ کر سنا۔ ہمارے ہاں تو بس خاندان میں یا دوستوں میں جس نے جو پٹی پڑھا دی، سارا خاندان وہی مضمون پڑھنے بیٹھ گیا۔

اور ہمارا تعلیمی نظام ہمیں کیسے طلبا دے رہا ہے، اس کے لیے میری پچھلی تحریر "کتابوں کی حالتِ زار" ہی کافی ہے۔

کون سی تعلیم از عنیقہ ناز

کون سی تعلیم

اب وقت ملا کہ کچھ تعلیم پر بھی لکھا جائے۔ سب نے اپنے طالب علمی کے زمانے کو یاد کیا۔ فی الحال میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہیں اب سے تین سال پہلے تک بہت مختصر عرصے کے لئے تدریس سے بھی وابستہ رہنے کا موقعہ ملاوہ بھی پاکستان کی سب سے بڑی جامعہ اور ایک اور پبلک یونیورسٹی میں۔ تو میرے پاس پڑھانے کا بھی تجربہ ہے اور اپنے طالب علموں سے آگاہ ہونے کا ایک ذریعہ بھی۔

اس سے پہلے یہ بتادوں کہ طالب علمی کے زمانے میں اسکولوں کی عمارت سے قطع نظر اور ہمارے ٹوٹے پھوٹے نظام کے باوجود کچھ انتہائی اچھے استاد

ملے خاص طور پر اسکول کی سطح پر اور پھر یونیورسٹی میں کہ انکی بدولت دماغ کی گرہیں کھل گئیں۔ میری اردو کی اچھائی ساری کی ساری چھٹی سے میٹرک تک ملنے والی اردو کی ٹیچرز پہ جاتی ہے۔ اسلامیات کے استاد نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن ہاتھ میں لیکر مختلف آیتوں اور انکے حوالے اور انکے پس منظر دیکھنے کی عادت ڈالی۔ اور سائنس کے ٹیچر نے جستجو کے جذبے کو ہوا دی۔ جبکہ مطالعہ ء پاکستان کی استاد نے تاریخ سے دلچسپی پیدا کرائی۔ کچھ معاشی اور معاشرتی مسائل کی بناء پر کوچنگ سینٹر اور ٹیوشن پڑھنے کی لعنت سے محفوظ رہے اور اس طرح خود سے تلاش کرنے اور کورس کی کتابوں کے علاوہ کتابیں پڑھنے کو ملیں۔ اس نے یقین پیدا کیا اپنے آپ پر۔ جہاں استاد اچھے ملے وہاں قدرت نے بھی کچھ خوبیوں سے نوازا تھا، جنکو میرے اسکول ٹیچرز نے خاصہ ابھارا۔ یہ میری پی ایچ ڈی کے دوران کا قصہ ہے جب میں نے انسانوں کے مکروہ چہرے زیادہ دیکھے۔ لیکن خیر اندھیرا دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ اسکے بغیر روشنی کا احساس صحیح سے نہیں ہوتا۔ اسکا ایک فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں سے اور ارد گرد کے ماحول سے توقعات رکھنا چھوڑ دیں۔ جو کچھ ہے وہی ہے۔ اور جو خود کر سکتے ہیں وہی ہوگا۔

بہ حیثیت استاد میرے تجربات بہت دلچسپ رہے۔ کیونکہ شومیء قسمت مجھے پی ایچ ڈی کرنے کا موقع مل گیا تھا اور وہ بھی ملک کے بہترین ادارے سے تو اب لوگ اس چیز سے خائف ہوتے تھے خاص طور پر وہ لوگ جو اپنی اہلیتوں کو جانتے تھے اور علم سے مقابلے .

کرنے کی بجائے اپنے بے کار انسانی خواص کا مظاہرہ کرنے لگے۔ نجانے کیوں ہمارے معاشرے میں ذہنی مریض اتنے زیادہ کیوں ہیں۔

اپنے سیکشن کے چودہ ٹیچرز میں سے صرف چار کے متعلق میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ انسانوں کی طرح سوچ سکتے تھے جبکہ تین کے متعلق مجھے یقین تھا کہ وہ شیزوفرینیا کے مریض ہیں وہ بھی مکمل طور پر اور ان تین میں سے دو کے ساتھ مجھے تین سمسٹر گذارنے پڑے۔ کوئی اور جونیئر ٹیچر انکے ساتھ جانے کو تیار نہ تھا اور میں کسی بھی سیاسی پارٹی کے ساتھ شامل نہ ہونا چاہتی تھی جو سپورٹ دے۔ خیر یہ ایک الگ دلچسپ کہانی ہے۔

سلیبس کی تیاری کے وقت ہمارے سینیئر ٹیچر جو دس پندرہ سالوں سے ٹیچنگ سے وابستہ تھے۔ جس قسم کی تجاویز دیتے تھے۔ انکو سن کر عقل حیران ہوتی تھی۔ مثلاً فرسٹ ایئر آنرز کا سلیبس ان میں سے کوئی تیار کرکے لایا۔ اسکا معیار اتنا کم تھا کہ مجھے میٹنگ میں کہنا پڑا کہ اس سے بہتر سلیبس تو انٹر میں کالج کی سطح پر پڑھایا جاتا ہے۔ انکی بات سنیں۔ کیونکہ کالجز میں کچھ نہیں پڑھایا جاتا اس لئے کورس کو آسان رکھنا چاہیئے۔ تاکہ آنیوالے اسٹوڈنٹس کو پریشانی نہ ہو۔ میں اور میری ایک اور جونیئر ساتھی نے کہا کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ اسٹوڈنٹس کو کالج میں کسطرح پڑھایا جارہا ہے۔ ہمیں یونیورسٹی کو دیکھنا چاہیئے۔ یونیورسٹی کی سطح پر کورسز کو دیگر بین الاقوامی یونیورسٹیوں کے معیار کا ہونا چاہیئے۔ اسٹوڈنٹس کے اوپر دباء وپڑنا چاہیئے کہ وہ پڑھیں۔ یونیورسٹیاں اسٹوڈنٹس کو آسانیاں دینے کے لئے نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان میں محنت کی عادت کو ترقی دیکر انہیں کندن بناتی ہیں۔ خیر اس بات پر کافی گرم بحث ہوئی۔ کیونکہ سلیبس کو جدید کرنے کا مطلب یہ تھا کہ انہیں اپنے پرانے نوٹس صحیح کرنے پڑیں اور خود بھی کچھ نئے سرے سے پڑھنا پڑے۔ جبکہ یہ بھی ہماری یونیورسٹیز کا خاصہ ہے کہ استاد کو لائبریری جانے سے مبرا سمجھ لیا جاتا ہے۔ وہ تو استاد ہیں انہیں سب آتا ہے۔ فی زمانہ استاد کی یہ تعریف بھی بدل چکی ہے۔ استاد کو بھی علم کی دوڑ میں شامل رہنا پڑتا ہے ہر لمحے، ہر لحظہ۔

کوچنگ سینٹرز اور ٹیوشنز سے فیضیاب ہونے کی وجہ سے اسٹوڈنٹس خود سے کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ میں نے دیکھا کہ ہر اسٹوڈنٹ صرف لیکچر تک محدود رہنا چاہتا ہے۔ ریفرنس کی کتابوں کو کھولنے والے اور لیکچر کے مواد پر مشتمل پرابلمز کو حل کرنے میں دلچسپی لینے والے ایک سو بیس کی کلاس میں سے چار پانچ سے زیادہ نہ تھے۔ کسی بھی مضمون کو پڑھکر اسے اپلائی کرنے کی صلاحیت نہ پیدا ہو تو اسکا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے خاص طور پر سائنس نظریات کو یاد کرنے کا نام نہیں۔ لیکن اب اسٹوڈنٹس اتنے سہل پسند ہو گئے ہیں کہ اگر انہیں کلاس میں مثال کے لئے دو جمع دو چار سکھایا ہے اور امتحان میں تین جمع تین دے دیا جائے تو یہ سوال آءوٹ آف کورس قرار دیا جاتا ہے۔

اسٹوڈنٹس کا دماغ دیگر سرگرمیوں میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ بلیک بورڈ سے صحیح مساوات اتارنے میں دشواری ہوتی ہے۔ خود میں نے تو یہ طریقہ

بھی رکھا کہ پریکٹیکل کلاسز میں جہاں میرا اندازہ کہتا تھا کہ اس مساوات میں ذرا پیچیدگی ہے اور ان آرام پسندوں میں سے چند ایک کے علاوہ کوئی صحیح اتارنے کے قابل نہ ہوگا۔ اسکے لئے میں چاکلیٹ کا تحفہ بھی رکھتی تھی۔ جی، یہ ہیں ہمارے یونیورسٹی لیول کے طالب علم۔ لڑکے یونیورسٹی میں آکر سیاست کو رعب جمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ نوکری تو بعد میں اماں ابا سفارش سے دلا ہی دیں گے یا پھر اس نظام کو برا بھلا کہہ کر کہہ دیں گے کہ یہاں رکھا کیا ہے۔ انہیں تو یہاں سے کاغذ کا ایک ٹکڑا لیکر نکلنا ہے۔ نظام بھی چونکہ آسان طلب لوگوں پر مشتمل ہے اس لئے ایک سو بیس کی کلاس میں جہاں میں سمجھتی ہوں کہ صرف بیس اسٹوڈنٹس بھی بمشکل کامیاب ہونگے۔ وہاں ساٹھ ستر لوگوں کو اضافی نمبر دیکر پاس کرنا پڑتا ہے، ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ کی ہدایت پر۔ ادھر اساتذہ میں ذاتیات کو اہمیت دینے کا یہ عالم کہ ہمارے سینئیر ٹیچر ہم سے نمبروں کی شیٹ منگاتے ہیں اور جس اسٹوڈنٹ کو ہم نے سب سے زیادہ نمبر دئے ہوتے تھے اسکو کہیں ساتویں آٹھویں نمبر پر پہنچادیتے میرے چھ اسٹوڈنٹس کے ساتھ انہوں نے ایسا کیا۔ محض ان اسٹوڈنٹس سے اپنی ذاتی پرخاش نکالنے کے لئے۔ اور مجھے میری حیثیت جتانے کے لئے جبکہ میں ان نمبروں کو ڈسپلے بورڈ پر لگا بھی چکی تھی۔ ایسا کرتے ہوئے انہیں ذرا بھی احساس ندامت نہ ہوتا کہ وہ بہر حال مجھ سے اور ان بچوں سے بڑے ہیں۔ اور اس طرح وہ کس قسم کی مثال قائم کر رہے ہیں۔ تو جناب نظام کی خرابی میں ہر ایک کا حصہ ہے۔ اور جب تک معاشرے کی سوچ تبدیل نہ ہو فرد واحد کے لئے کچھ کرنا ممکن نہیں۔ میرے ایک بلاگر ساتھی نے اس بات پر مجھے ایچ ای سی کی ڈائریکٹرشپ عنایت فرمائی ہے کہ میں یہ کہتی ہوں کہ یونیورسٹی کی تعلیم ایک عیاشی ہے اور یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہوتی ہے جو اسکا رجحان رکھتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ اس طرح طبقاتی فرق پیدا کیا جائے گا۔ جناب تمام ترقی یافتہ ممالک میں ایسا ہی ہوتا ہے وہاں ہمارے یہاں سے زیادہ طبقاتی فرق نہیں ہے۔ حتی کہ بعض ممالک میں اسکول کی سطح پر ان اسٹوڈنٹس کو مارک کر لیا جاتا ہے جو یونیورسٹی تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ہماری پبلک یونیورسٹیاں عوام کے پیسے سے اور انکے دیئے گئے ٹیکس سے چلتی ہیں۔ یہاں سے ایسے لوگوں کو سامنے آنا چاہیئے جو ملکی سطح پر اپنی ذات سے کچھ فائدہ پہنچا سکیں۔ نہ کہ یہ سیاست کا گڑھ بن جائیں۔ ویسے بھی یونورسٹیاں بنیادی طور پر تحقیقی ادارے ہوتی ہیں اور کسی قوم کے مستقبل کی ترجیحات کے لئے کام کرتی ہیں۔ اگر وہاں تحقیق نہیں ہو رہی ہے تو ان اداروں کو یونیورسٹی نہیں کہنا چاہیئے۔ اس لیئے ہماری یونیورسٹیاں دنیا میں کسی رینک میں شامل نہیں ہیں۔ ذہین مگر غریب اسٹوڈنٹس کے لئے وظائف کا اجراء ہوتا ہے۔ تاکہ انہیں یہ شکایت نہ ہو کہ انکے ساتھ پیسوں کی وجہ سے امتیاز کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو یونورسٹی تعلیم حاصل کرنے کا رجحان نہیں رکھتے۔ انکو اپنے رجحان کو دیکھتے ہوئے تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ لوگوں میں روزگار کے حصول میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کا جال بچھانا چاہیئے۔ تاکہ وہ بھی کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ مکینک، ٹیکنیشنز، شیف، پلمبر، درزی اور اسطرح کے دیگر پیشے، یہ بھی علم کی ہی شاخیں ہیں۔ ان علوم کے لئے بھی ادارے ہونے چاہئیں۔ ان میں مہارت حاصل کرکے اس علم کے ذریعے بھی پیسہ کمایا جاسکتا ہے۔ محض یونیورسٹی کی تعلیم کو تعلیم سمجھنا بھی بہت بڑی لاعلمی یا بچپنا ہے۔

قدرت نے مختلف لوگوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ جس شخص کو حساب کی تھیورمز سمجھنے سے دلچسپی نہیں یا وہ انٹرنیشنل افیئرز نہیں جاننا چاہتا۔ وہ ایک ناکارہ انسان تو نہیں۔ انکی دیگر صلاحیتوں کی قدر کرکے ہی انہیں کارآمد شہری بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی تعلیم کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے۔ زیادہ شعور اور زیادہ دیکھنے کی صلاحیت، اس میڈیم یا راستے سے جو آپکو دلچسپ لگتا ہو۔ یہ آپکی ذہانت اور خوش قسمتی ہے کہ آپ اسے اپنے ذریعہء روزگار میں تبدیل کرلیں۔

ریفرنس؛:::: میرے ایک بلاگر ساتھی

نالائق بھانڈا، رونی بھیڑ از لفنگا

نالائق بھانڈا، رونی بھیڑ

کافی سوچ بچار کے بعد بھی کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا لکھوں۔ تعلیم کا نام آتے ہی دماغ کی بتی بجھ گئی۔ لوڈ شیڈنگ کے حامل ملک کا باسی ہوں نا۔۔۔
میں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے گھر پر ہی حاصل کی۔ اردو سائینٹفک قاعدہ میری پہلی کتاب تھی۔ اس کے علاوہ ایک سلیٹ اور سلیٹی بھی میرے اوزار تعلیم میں شامل تھے۔ سلیٹ پر لکھتا کم تھا کارٹون زیادہ بناتا تھا۔ کارٹون بھی ایسے کہ میرے ہزار ہا کہنے کے باوجود بھی کوئی ماننے کو تیار نہ ہوتا کہ یہ اا ونٹ، ب بکری اور پ پنکھا بنایا ہے میں نے۔۔۔۔
والد صاحب گھر ایک مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ پہلی بار ان کی خواہش پر جماعت دوم میں سکول کی شکل دیکھی۔ وہ ایک گاؤں کا مڈل سکول تھا۔ جہاں ہیڈ ماسٹر کا فرزند ہونے کے باعث مجھے خصوصی توجہ دی جاتی۔ اس خصوصی توجہ کا مجھے یہ فائدہ ہوا کہ مجھے سزا کا ڈر نہ ہوتا اور نہ ہی سبق یاد کرنے کی ضرورت۔
کلاس روم شیشم کے درختوں تلے تھا اور سیٹیں ٹاٹوں کی جو طلباء گھروں سے لاتے تھے۔ جماعت دوم میں میری مہارت صرف اردو پڑھنا لکھنا تھی۔ گنتی یعنی حساب کے چند الفاظ سے ہم جماعتوں کی زبانی شناسائی تھی کہ ایک دونی دونن، دو دونی چار کے الفاظ سننے لگا کرتے تھے۔ ان سے واقف نہیں تھا۔
والد صاحب کے تبادلہ نے میری تعلیم اس آرام دہ اور پر کشش سکول سے میرا ناتا توڑ دیا۔ اور مجھے اپنے ہی شہر کے ایک پرائمری سکول کا طالب علم بنا دیا گیا جہاں نہ تو والد صاحب کا اثر و رسوخ تھا نہ میں لاڈلا۔ وہاں پہلے پہل تو مجھے نالائق بھانڈا کا خطاب ملا بعد ازاں سبق سنانے کی بجائے رونے کی پاداش میں رونی بھیڑ کا خطاب۔
ان ناگہانی وجوہات کی بنا پر میں سکول سے متنفر ہو گیا اور اماں کی سفارش پر مجھے والد صاحب نے دوسرے سکول میں تیسری جماعت میں داخل کروا دیا اگرچہ اب بھی ذہن پر زور دینے سے بھی یاد نہیں آتا کہ کیا میں نے کبھی دوسرے جماعت کا امتحان بھی دیا تھا کہ نہیں۔۔۔
نئے سکول میں نیا ہنر سیکھا۔ ایک دن ایک ہم جماعت نے اپنا بستہ کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور مجھے بھی ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور مجھے یہ کام دلچسپ لگا۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ استاد صاحب سے پانی کی اجازت مانگ کر باہر جاؤ اور میرا انتظار کرو۔ کچھ دیر بعد وہ دوست بھی باہر آ گیا۔ پھر سارا دن بازاروں کی سیر کی اور چھٹی کے وقت تک گھر۔ کچھ دن یہ سلسلہ چلا پر بازاروں میں پھرنا مجھے اچھا نہ لگتا۔ پر بستہ باہر کھڑکی سے سڑک پر پھینکنا اچھا مشغلہ تھا۔

جب ایک ہفتہ تک گھر جلدی آنے لگا تو وجہ پوچھنے پر بتایا کہ سکول میں دل نہیں لگتا۔ اس جواب پر جو درگت بنی آج تک ٹیسیں اٹھتی ہیں۔
اس بار والد صاحب نے ایک غیر سرکاری سکول میں داخل کروایا جہاں ون ٹو ٹین نامی کوئی چیز پڑھائی جاتی تھی۔ پہلے دن جب مس نی ون ٹو ٹین لکھنے کو کہا مجھے کیا پتا کس بلا کا نام ہے۔ لیکن میں نے اپنے ساتھ والی کرسے پر بیٹھی ایک لڑکی کی نقل کرکے کچھ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچی پر عزت کہاں راس نقل کرتا پکڑا گیا اور چٹاخ سے شند طمانچے گالوں پر رسید ہوئے اور یہ الفاظ دل پر رقم ہو گئے کہ شرم نہیں آتی لڑکی کی نقل کرتے۔ بس دن بدلے پڑھنے کا ایسا شوق جاگا کہ تب سے اب تک پڑھے چلا جا رہا ہوں۔ لوگ کہتے تھے کہ سولہ جماعتیں ہوتی ہیں۔ پر میں تو آٹھارویں مین پہنچ چکا پر وہ سلسلہ رکنے کو نہیں۔
وہ بہن جسکی نقل کرکے ون ٹو ٹین لکھنا چاہا تھا ڈاکٹر بن چکی اور ہم بھی مقابلے کیں بیس جماعتیں پڑھ کر ڈاکٹر کہلوانے کا ذوق شوق پالے پھرتے ہیں۔
دیکھو جماعتیں ختم ہوں گے کہ زندگی۔۔۔

یوم تعلیم از ماورا

ہفتہء بلاگستان : یومِ تعلیم

ہفتہ بلاگستان میں کافی پیچھے رہ گئی ہوں.. لیکن کوشش کرتی ہوں کہ ہفتہ بلاگستان ختم ہونے سے پہلے ہی تحاریر لکھ لوں. یومِ تعلیم پر ذہن میں یہی آیا کہ جہاں میں رہتی ہوں، وہاں کے نظام تعلیم کے بارے میں مختصر سا لکھ دوں. زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گی.

ناروے میں چھ سال کا بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے. اور یہاں چھ سے سولہ سال کی عمر تک تعلیم لازمی ہوتی ہے. چھ سے سولہ سال تک کا مطلب یہ ہوا کہ پہلی جماعت سے دسویں تک تعلیم لازمی ہے. سکول کا نئے سال کا آغاز تقریباً اگست کے وسط سے ہوتا ہے اور جون کے تقریباً آخر تک سال کا اختتام ہوتا ہے. سکول سسٹم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے. ایلیمنٹری سکول، لوئر سیکنڈری سکول اور اپر سکینڈری سکول۔

ایلیمنٹری سکول جس میں چھ سے تیرہ سال تک کے بچے پہلی کلاس سے ساتویں کلاس تک تعلیم حاصل کرتے ہیں. ساتویں کلاس تک کے بچوں کو سکول میں گریڈز نہیں دیئے جاتے. لوئ سکینڈری سکول جس میں تیرہ سے سولہ سال تک کے بچے آٹھویں سے دسویں تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور اس لیول میں سٹوڈنٹس ایک مضمون (جو مختلف زبانوں پر مشتمل ہوتا ہے، جیسے جرمن، فرانسیسی، ہسپانوی....) اپنی مرضی سے منتخب کر سکتے ہیں

—اپر سکینڈری سکول جو تین سال پر مشتمل ہوتاہ. اس میں عموماً سولہ سے انیس سال کے بچے جاتے ہیں. اس لیول کے لیے سٹوڈنٹس جنرل یا vocationalایجوکیشن کے لیے اپلائی کر سکتے ہیں. جنرل سٹڈیز کے سٹوڈنٹس تین سال کے بعد گریجویٹ کرتے ہیں. جسے نارویجن میں "Russ" کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد ہائر ایجوکیشن کو یونیورسٹیز اور یونیورسٹی کالجز میں تقسیم کیا گیا ہے.

—یونیورسٹیز میں theoretical سبجیکٹس کو اکٹھا کیا گیا ہے. جہاں آپ بیچلر، ماسٹر اور پی ایچ ڈی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں. بیچلر تین سال، ماسٹر دو سال اور پی ایچ ڈی تین سال۔ یعنی ٹوٹل آٹھ سال۔

—یونیورسٹی کالجز میں آپ مختلف فیلڈز کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جیسے بیچلر ڈگریز، انجنئرنگ ڈگریز، ٹیچنگ اور نرسنگ جیسے پیشے آپ منتخب کر سکتے ہیں۔

یہ ناروے کی سب سے پرانی "اوسلو یونیورسٹی" کی تصاویر:

/http://www.flickr.com/photos/-mawra-/3730480310

/http://www.flickr.com/photos/-mawra-/3730480320

ایک سادہ سی نظم برائے یوم تعلیم از محمد احمد

حصہ (ایک سادہ سی نظم) ۔ برائے یومِ تعلیم ۔ ہفتہ بلاگستان

اظہارِ تاسف کے بہت سے مواقع ہماری زندگی میں آتے ہیں اور اکثر ہمیں اس بات کا ادراک بھی نہیں ہوتا کہ ہمارا لمحاتی اظہارِ رنج کسی کی محرومی پر ہے یا اپنی نااہلی پر۔ یہاں کہیں کہیں امید کے موہوم ستارے موجود ہوتے ہیں جنہیں اپنائیت کا عدسہ لگائے بغیر دیکھنا ممکن نہیں ہوتا۔

عین ممکن ہے کہ جو بات کسی کے لئے ناممکنات میں سے ہو ہمارے ذرائع اور وسائل کے لحاظ سے انتہائی معمولی ہو۔ اگر ہمارے اردگرد پھیلے مناظرِ فطرت اور زندگی کی رنگارنگی میں ہمارا بھرپور حصہ ہے تو پھر حسن و زندگی کے عدم توازن پر تشویش بھی ہمارا فرض ہے۔ اور یوں بھی خوابوں کے عکس میں تعبیروں کے رنگ بھرنے سے جو سرخوشی اور سرشاری نصیب ہوتی ہے وہ اور کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ خواب ہمارے ہوں یا کسی اور کے خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں۔

جاگتی آنکھوں کے کچے رنگوں سے گندھے ایک خواب کی کہانی (ایک سادہ سی نظم) پیشِ خدمت ہے۔ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔۔۔

کوئلے سے دیواریں کالی کرتا ہے
اس بچے کے پاس قلم نہ بستہ ہے
ایک کتاب چُرا لایا ہے آج بھی وہ
آج بھی سب سے چھپ کر اُس کو تکتا ہے
اُجلے پیراہن میں ہنستے بچوں کو
روز مدرسے جا کر دیکھا کرتا ہے
کیا میں بھی اک روز مدرسے جاؤں گا
روز سویرے اُٹھ کر سوچا کرتا ہے
آنکھوں میں قندیلیں جلتی رہتی ہیں
چہرے پر اک سایہ لرزاں رہتا ہے
جس قطرے کو ہوا اُڑائے پھرتی ہے
سیپ میں ہو تو موتی بھی ہو سکتا ہے
کوئلے سے لکھی تحریریں پوچھتی ہیں
اس بچے سے کس کا کیا رشتہ ہے
مانا اپنے خوابوں میں وہ تنہا ہے
تعبیروں میں تو ہم سب کا حصّہ ہے

محمد احمدؔ

۔ یہ نظم اس سے پیشتر جنوری 2008 میں محفلِ سُخن میں بھی پیش کی جا چکی ہے
۔ لفظ "مدرسہ" کو غلط العام تلفظ پر باندھنے پر اہلِ فن سے معذرت۔

نظام تعلیم از محمد خرم بشیر بھٹی

نظام تعلیم

دیری تو اس موضوع پر لکھنے میں بھی ہوئی لیکن مصروفیات کچھ ایسی تھیں کہ لکھ نہ سکے اور پھر خیالات بھی کچھ ایسے پریشاں تھے کہ انہیں مجتمع کرنے کے لئے جس یکسوئی کی ضرورت تھی وہ میسر نہ تھی۔ خیر آج جب کچھ فرصت میسر ہے تو کوشش کرتا ہوں کہ اس سادہ ورق پر اپنے کچھ مشاہدات کے ذریعے پاکستان کے نظام تعلیم کے متعلق کچھ بیان کیا جائے۔ کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی ذمہ داری میں اپنے قارئین کی دید اور صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔

ایک حادثہ کے نتیجہ میں جب ہماری تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا تو ہمارا پہلا مکتب ایک پرائیویٹ سکول ٹھہرا جس کا نام مدرستہ البنات تھا۔ اگرچہ نام سے تو یہ خالصتاً نسوانی ادارہ ہونا چاہئے تھا لیکن اس دور میں (1979) یہاں مخلوط تعلیم تھی اور پنجم جماعت تک تعلیم دی جاتی تھی۔ زمرہ اساتذہ میں البتہ تمام تر خواتین ہی تھیں اور ماسوا ایک پی ٹی ماسٹر کے بقیہ معاملات کلیتاً خواتین کے سپرد تھے۔ اس سکول کا ماحول حسب توقع انتہائی مہذب تھا۔ اگرچہ

چند استانیاں درشت مزاج تھیں لیکن بحیثیت مجموعی ایک انتہائی معتدل اور علم پرور ماحول تھا۔ تربیت پر توجہ اس لئے دی جاتی تھی کہ خواتین کی موجودگی میں دشنام طرازی اور دیگر مکروہات کا گزر ممنوع تھا سو درجہ چہارم تک ہم نے جو کچھ کتابوں میں پڑھا، کافی حد تک اس پر عمل ہوتے بھی دیکھا اور ہمارے مزاج کا کھلنڈرا پن اس دور میں اپنے عروج پر رہا۔ پھر ہمارے والدین نے طویل غور و خوض کے بعد ہمیں گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول صادق آباد میں داخل کروادیا۔ وجہ اس کی یہ کہ اس دور میں اس سکول کا نتیجہ تمام ڈویژن میں بہترین آیا کرتا تھا اور بورڈ کے امتحانات میں پہلی تین میں سے کوئی ایک کا حامل ہونا اس مکتب کے لئے معمول کی بات تھی۔ ان سب باتوں سے قطع نظر اس سکول کا ماحول انتہائی درجہ تک عوامی تھا۔ سو جب ہم کرسی ڈیسک کے ماحول سے یکدم ٹاٹ پر اُتارے گئے تو ایک دھچکا لگا۔ ون ٹو کرتے جب ایک دو کے پہاڑے سُنانے کا تقاضا ہوا تو ہم صرف ہونقوں کی طرح مُنہ دیکھا کئے۔ والدین نے چار برس کی عمر میں سکول بھیجا تھا تو اس نئے سکول میں ہم اپنی جماعت کے سب سے کم عمر فرد ٹھہرے۔ نہ ہمیں ساتھیوں کی بات سمجھ آتی نہ استادوں کہ ذریعہ تعلیم پنجابی تھا اور ہم اس وقت تک صرف اُردو بول سکتے تھے یا انگریزی اور کچھ کچھ عربی۔ جہاں گزشتہ سکول میں زیادہ سے زیادہ سزا ایک چپت یا مسطر سے چند معصوم سے ضربیں ہوا کرتی تھیں، نئے سکول میں مولا بخش ایک لازم ہتھیار تھا اور اساتذہ اس کا استعمال کافی فراخدلی سے کیا کرتے تھے۔ قصہ مختصر یہ کہ جب ہم ایک خالصتاً نسوانہ ماحول سے یکدم ایک خالص مردانہ ماحول میں پہنچے تو یوں لگا کہ ایک بپھرے ہوئے سمندر میں پھینک دئے گئے ہیں۔ قصور اس میں سکول کا نہ تھا بلکہ ان دو متوازی نظاموں کا تھا جن کا ہم شکار بنے۔ جہاں پہلے مکتب میں لوگ سچ بولتے، نستعلیق طریقے سے زندگی گزارتے تھے، نئے سکول میں دشنام طرازی، ذو معنی فقرہ بازی، جنگ و جدل، لڑائی مار کُٹائی عام تھی۔ اس خالصتاً عوامی ماحول میں ہمیں جائے امان یہی نظر آئی کہ اپنے خول میں دُبک جائیں۔ آہستہ آہستہ ہم جماعتوں پر اس کا انکشاف ہوا تو ہمیں کچھ ستانا شروع کیا۔ ایک ایسی ہی واردات کے بعد ہمارا ٹھنڈا ٹھار راجپوتی خون گرمی کھا کر اُبلا تو اپنے سے دوگنے ڈیل ڈول والے ہم جماعت سے بھڑ پڑے۔ نتیجتاً خوب چھینٹی پڑی۔ ابھی ہماری درگت بن رہی تھی کہ ایک اور ہم جماعت کو جوش آیا اور وہ ہماری حمایت میں میدان میں آموجود ہوا۔ ہم دونوں اس معرکہ میں فاتح نہیں تو برابر تو چھوٹے لیکن اس روز جس دوستی کی بنیاد پڑی وہ آج چھبیس برس کے بعد بھی الحمد للہ قائم ہے۔ میرے اس دوست کا نام ہے محمد نائب جو اس جہان فانی میں میرا پہلا یار بنا۔ بہتیرے گرم و سرد دیکھے ہم . نے اکٹھے لیکن الحمدللہ آج بھی یہ دوستی قائم ہے . اگرچہ اس دوستی کے قیام اور بقا کا سارا سہرا نائب کے اس بے لوث جذبہ اور وفا کو جاتا ہے جس کا پہلا اظہار اس نے آج سے چھبیس برس قبل کیا تھا۔ نائب کی صورت میں ایک دوست ملا تو ہم نے بھی نئے سکول میں کچھ دلچسپی لینا شروع کی۔ یہ ساتھ پنجم تک رہا۔

پنجم کے بعد دوسرے سکولوں سے طلباء ہمارے سکول میں داخل کئے گئے تو ایک جماعت کو کئی سیکشنوں میں بانٹ دیا گیا۔ ظلم یہ ہوا کہ نائب کو ہم سے الگ سیکشن میں بھیج دیا گیا۔ نئے لڑکے تو گویا ایک نئی ہی مخلوق تھے۔ اتنا تنوع آیا ہمارے ماحول میں کہ بس الاماں۔ ہر روز نئے انکشافات۔ جسے دوست سمجھیں وہی اُلو بنا کر چلتا بنے۔ ہم سمجھتے تھے کہ جسے اچھی اقدار کا سبق اچھی طرح یاد ہے وہ ان اقدار پر عمل بھی سب سے زیادہ کرے گا۔ اس وقت تک یہ ادراک ہی نہ تھا کہ سبق یاد کرنا اور بات ہے اور اس پر عمل اور۔ سو خوب جی بھر کے ٹھوکریں کھائیں۔ بدقسمتی یہ رہی کہ ایک مثالی دُنیا کی تلاش ہم نے چھوڑ نہ دی بلکہ عمر عزیز کے اگلے پانچ برس کا عرصہ ہم نے اسی تلاش میں گُزار دیا۔ اللہ کا شُکر ہے کہ پڑھائی میں اچھے تھے تو گزارا چلتا رہا لیکن کتابوں سے جی اُچاٹ تھا۔ اساتذہ اور والدین کتابوں پر زور دیتے تھے اور ہم مشاہدہ کے شیدا تھے۔ سو اول الذکر افسوس کرتے رہے اور ہم اپنی دُنیا میں گم حیراں و سرگرداں بھٹکتے، ٹھوکریں کھاتے زندگی کے دن گُزارتے رہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہمارے خالہ زاد پڑھائی میں ماشاء اللہ بہت اچھے تھے اور اپنی جماعت میں اول آیا کرتے تھے۔ سو ہمارے والدین کی دلی آرزو تھی کہ ہم "اُن" جیسے بن جائیں۔ ہم خود کیا ہیں اور کس تلاش میں سرگرداں ہیں اس پر کسی کو دھیان دینے کی نہ فرصت تھی نہ توجہ۔ سو ایک خلیج پیدا ہوتی چلی گئی۔ اسی سب کچھ کے دوران ہم نے میٹرک پاس کرلیا۔ نتیجہ آیا تو سب کی امیدوں کے برعکس ہم گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ کے اہل نہ ٹھہرے سو بامر مجبوری ہمیں ایف سی کالج داخل کروادیا

گیا۔ ایف سی کالج کی دُنیا سکول سے بھی نرالی نکلی۔ ہم کیونکہ ہاسٹل میں رہتے تھے سو زندگی کا ایک نیا رُخ سامنے آیا۔ ایف سی کالج کے ہاسٹل کے اکثر ساتھی صاحب اقتدار حلقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ عوامی مزاج سے تو ہم سکول کے دنوں میں واقف ہو چکے تھے، اب جب خواص سے تعارف ہوا تو ایک اور سمندر سامنے تھا۔

محو حیرت تمام تماشہ دیکھا کئے۔ اس پرطُرہ یہ کہ ایف سی کالج پر جمیعت کا غلبہ تھا۔ سو دین کے نام پر سیاست کرنے والوں سے بھی واقفیت کا آغاز ہوا۔ ایک نئ دُنیا تھی اور نئے شب و روز۔ انہی شب و روز میں ہمیں ایک اور دوست ملا ذیشان اعظم۔ ہم دونوں ہم جماعت نہ تھے اور ماسوا اس کے کہ اس کا تعلق بھی ناروال سے تھا ہمارے درمیان کوئی قدر مشترک بھی نہ تھی لیکن پھر بھی ہم ایسے قریب آئے کہ آج انیس برس بعد بھی الحمد للہ ہمارے دلوں کا تعلق برقرار ہے۔

ذیشان سے بہت کچھ سیکھا میں نے۔ سب سے بڑی بات جو سیکھی وہ یہ کہ کیسے اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے جنگل سے لاتعلق ہوا جاتا ہے۔ اپنے آدرشوں کو اپناتے ہوئے زندگی میں اپنا راستہ کیسے بنایا جاتا ہے۔ اس حوصلہ کے لئے میں ہمیشہ ذیشان کی دوستی کا مقروض رہوں گا۔ گرتے پڑتے ایف ایس سی پاس کی تو اگلا مرحلہ انجینئرنگ یونیورسٹی کی تعلیم کا تھا سو ابتداء کی انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا سے۔ اس وقت تک میں لوگوں میں آدرش ڈھونڈنا چھوڑ چکا تھا۔ ان دنوں یونیورسٹیوں میں سیاست ہوا کرتی تھی۔ کچھ اتفاقات ایسے ہوئے کہ ہم بھی ان معاملات میں تھوڑے سے شامل ہو گئے۔ اللہ کا کرم یہ تھا کہ روز اول سے ہی ہماری شمولیت ایک طالبعلم کی سی . تھی۔

سو ہمارا زیادہ زور مشاہدہ پر تھا اور عملی سیاست میں شمولیت ماسوا ایک دو واقعات کے بہت کم تھی۔ ان دنوں میری شناسائی پاکستان کے اقتدار کے ایوانوں سے ہوئی۔ وزراء، ممبران اسمبلی وغیرہ سے ملاقاتوں اور تبادلہ خیال کا موقع ملا۔ ان کے اصل خیالات اور ترجیحات کو دیکھا اور سمجھا۔ طبیعت مشاہداتی تھی سو خوب نتائج اخذ کئے۔

دو برس بعد میں نے اپنا تبادلہ لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی میں کروا لیا لیکن ٹیکسلا کے برعکس یہاں میں نے سیاست سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کئے رکھی۔ اگلے دو برس تمام عمر کے مشاہدات کو جانچنے میں گزرے۔ اور پھر انجینئرنگ کے بعد مزید تعلیم کے لئے امریکہ آ گیا۔

امریکہ آ کر ایک خوشگوار احساس ہوا۔ وہ اس لئے نہیں کہ ارد گرد گوریاں پھرتی تھیں اور سہولیات میسر تھیں بلکہ اس لئے کہ زندگی میں پہلی دفعہ الفاظ اور آدرشوں کو کتابوں سے نکل کر انسانوں میں جیتا پایا۔ جہاں پاکستان میں ہر بندہ آپ کی بات کو جھوٹ سمجھتا ہے وہاں امریکہ میں ہر انسان کو دوسرے کو سچا سمجھتا پایا۔ یقین مانئے اسی بات پر کافی حیرت رہی کہ امریکہ میں کسی کو جھوٹا کہہ دینا اسے گالی دینے کے مترادف ہے اور کسی پر اگر جھوٹ ثابت ہو جائے تو اس کا تمام عمر کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ معاملات میں ایمانداری، خوش اخلاقی، خدمت خلق، اور ایسی کئی اوصاف جن کے متعلق ہمیں یقین تھا کہ کسی معاشرہ میں بحیثیت مجموعی موجود نہیں ہوں گی، انہیں یہاں موجود پایا۔

وہ تمام اسباق جو ہم متروک سمجھ چکے تھے، اس معاشرہ نے ان کے نہ صرف زندہ ہونے کا یقین دلایا بلکہ ان کی افادیت کا بھی احساس دلوایا۔ یہ ایک بہت بڑا مرحلہ تھا جس میں ہم نے علم و آدرش کو عمل میں ڈھلتے دیکھا۔ یہ جانا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان کتنا صائب ہے کہ "علم بغیر عمل ایک آزار ہے۔" یہ سمجھا کہ علم اگر عمل میں نہ ڈھلے تو بے فائدہ ہے اور یہ کہ اصل کامیابی رٹا لگانا یا لگوانا نہیں بلکہ اصل کامیابی سیکھے ہوئے پر عمل کرنا ہے۔

یہ کہ تعلیم کا مقصود ڈگری حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک اچھا انسان بننا ہے اور جو قوم یا فرد اس بنیادی نکتہ کو ذہن میں نہیں رکھتے، وہ کبھی باعزت نہیں ہو سکتے۔ اگر مجھ سے پوچھیں تو اسی ایک جملے میں پاکستان کا ماضی، حال اور مستقبل مقید ہیں۔

یوم تعلیم از میرا پاکستان

یوم تعلیم ۔ ہفتہ بلاگستان

اب پتہ نہیں یہ انجمن حمایت اسلام تھی یا کوئی اور مگر ہمیں اتنا یاد ہے کہ ہمارے اسلامیہ ہائی سکول کو انجمن والے چلاتے تھے۔ سنا ہے ان کے کئی سکول پنجاب کے دوسرے حصوں میں بھی موجود تھے۔ جو کہانی ہم بیان کرنے جارہے ہیں اسے آپ بھٹو کے سکول قومیانے سے پہلے اور بعد کا موازنہ کہہ سکتے ہیں۔

اسلامیہ ہائی سکول۔

شہر کے کونے پر کھلی فضاؤں میں بہت بڑے زمین کے رقبے پر سکول بنا ہوا تھا۔ اتنا بڑا کہ اس کے اپنے ہاکی اور کرکٹ کے میدان تھے۔ ایک جماعت کے چار پانچ سیکشن اور ہر سیکشن میں سو سے زیادہ طالبعلم۔ اس وقت پاکستان کی معاشی حالت اچھی تھی اور والدین آسانی سے پرائیویٹ سکول کی فیس بھر دیا کرتے تھے۔ سکول میں لگے آم اور امرود کے درخت اتنے زیادہ تھے کہ ہم اور ہمارے محلے دار صرف پھل چننے کیلیے سکول سب سے پہلے پہنچ جایا کرتے تھے۔ سکول کا بہت بڑا گیٹ تھا، گیٹ کے بائیں طرف سکول کے بینڈ کا کمرہ تھا جہاں صبح ہی سے لڑکے اپنے انسٹرومنٹ کی پریکٹس کر رہے ہوتے تھے۔ ان کی وردیوں کو دیکھ کر ہر کسی کا دل للچاتا تھا کہ وہ اس بینڈ کا حصہ بنے۔ گیٹ کے سامنے والا درمیانی رستہ سو گز لمبا تھا جس کے آخر میں سکول کا ہال تھا۔ راستے میں دائیں طرف ہیڈماسٹر کا دفتر تھا جس کا پچھواڑا اسمبلی کے سٹیج سے جڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اساتذہ کا مشترکہ کمرہ تھا۔ گیٹ کے بائیں طرف کلاس روم تھے۔ تمام کمروں کے سامنے باغیچے تھے جہاں پھولوں کے درمیان بینچوں پر بیٹھتے ہی رومانیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

ہیڈماسٹر کے دفتر کے سامنے کی راہداری انگور کی بیل سے ڈھکی ہوئی تھی جس کے نیچے سے گزر کر ایسے ہی لگتا تھا جیسے آدمی نے جنت کے باغ کی سیر کرلی ہو۔ داخلہ گیٹ کے دائیں طرف ٹیوب ویل لگا ہوا تھا اور ساتھ ہی وضو کیلیے ٹوٹیوں کی چار پانچ قطاریں تھیں۔ سکول کا اندرونی گراؤنڈ ہاکی، کبڈی، فٹبال، باسکٹ بال، جمناسٹک، جلسے اور پریڈ کے کام آتا تھا۔ باہر والا گراؤنڈ کرکٹ کیلیے مخصوص تھا۔

سکول کی گھنٹی بجنے سے پہلے یار لوگوں نے سکول کے کمروں میں آنکھ مچولی کھیلا کرنی یا پھر گھنے درختوں کے سایوں میں بیٹھ کر گپیں لگایا کرنی۔ سکول کی گھنٹی بجتے ہی اساتذہ حاضری لگانے کے بعد کلاسوں کو گراؤنڈ میں لے جاتے جہاں تلاوت، دعا اور پھر ہیڈماسٹر کی رپورٹ کے بعد بینڈ کی دھن پر تمام کلاسیں مارچ کرتے ہوئے گراؤنڈ کا چکر لگانیں۔ ہر پیریڈ آدھے گھنٹے کا ہوتا تھا اور اساتذہ اتنی دلجمعی سے پڑھاتے تھے کہ ایسے لگتا جیسے وہ ہمارے مائی باپ ہوں۔ دلجمعی سے پڑھاتے بھی کیوں ناں، جن کا نتیجہ خراب آتا اگلے سال ان کی چھٹی ہو جایا کرتی تھی۔

سال میں ایک دفعہ ہفتہ کھیل منایا جاتا تھا۔ تقاریر، ڈرامے، نعتیں جلسوں میں سن کر بہت مزہ آتا تھا۔ پھر کبڈی، ہاکی، فٹبال، دوڑیں، سائیکل ریس وغیرہ اتنے جاندار ہوتے کہ تپتی دھوپ کے بوجود پتہ بھی نہ چلتا اور ہفتہ گزر جاتا۔ کبڈی میچ کی کمنٹری ہمارے تاریخ کے استاد کیا کرتے تھے جو ریٹائرڈ فوجی تھے۔ جب کوئی کھلاڑی پوائنٹ سکور کرتا تو ان کی داد کا انداز دیکھنے والا ہوتا تھا۔ ہمارے انگریزی کے استاد لکھنوکے رئیس تھے ان کا لباس پورے سکول میں مثالی ہوتا تھا۔ وہ پنجابی نہیں بول سکتے تھے اور ہفتہ کھیل کا ایک آئیٹم ان سے پنجابی کے دو بول سننا ہوتا تھا۔ وہ اتنے نفیس تھے کہ سزا بھی ایسے دیتے تھے جیسے پیار کر رہے ہوں۔ آٹھویں اور دسویں کے امتحانات سے پہلے نہ صرف سپیشل کلاسز ہوا کرتی تھیں بلکہ اساتذہ اپنا اپنا پرچہ شروع ہونے سے پہلے طلبا کو ہدایات دینے کمرہ امتحان کے باہر پہنچے ہوتے تھے۔ اس وقت ایک دو اساتذہ کے سوا کوئی بھی ٹیوشن نہیں پڑھایا کرتا تھا۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھٹو کے سکول قومیاتے ہی سب سے پہلے اساتذہ آزاد ہوگئے کیونکہ اب ان کی نوکریاں پکی ہوچکی تھیں۔ گورنمنٹ کی فنڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے بینڈ باجے، کھیلوں کا سامان اور لیبارٹری کے کیمیکل آہستہ آہستہ غائب ہونا شروع ہوگئے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہیڈماسٹر کو طلبا سے معاشی امداد کی اپیل کرنا پڑی۔ مگر بعد کے ہیڈماسٹروں نے اپنے اپنے گھر بھرنے کیلیے ان تعلیمی گہواروں کو اجاڑ کر رکھ دیا۔

تعلیمی معیار گر گیا اور سکول کھنڈرات کا نقشہ پیش کرنے لگے۔ بعض ہیڈ ماسٹروں نے تو باقاعدہ سکول کی لکڑی اور اینٹیں بھی بیچ دیں۔ باغ اجڑ گئے، ٹیوب ویل بند ہو گیا اور وضو کی ٹوٹیاں غائب ہو گئیں۔ وہ گراونڈ جہاں سے باقاعدہ طلبا پتے چن کر صفائی کیا کرتے تھے مٹی کی دو دو انچ دھول میں اٹ گئے۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی چھٹی کے بعد ڈسپنسری بند ہو گئی۔ مکینیکل اور الیکٹریکل کی ورکشاپس خالی ہو گئیں اور ان کی مشینری اور اوزار دنوں میں غائب ہو گئے۔ بورڈنگ جہاں دور کے علاقوں کے طلبا رہا کرتے تھے بند کر دی گئی۔ پچھلے سال ہم سکول دیکھنے گئے تو اسے ایسے ہی پہچان نہ سکے جیسے ہم اپنے ہمجولی کو پہچان نہ پائے جو غربت اور بڑھاپے کی وجہ سے مہاتمہ بدھ کے مجسمے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ بھٹو نے سکول قومیا کر تعلیم تو مفت کر دی مگر سکولوں کا ستیاناس کر دیا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلیے اب بہت سارے پرائیویٹ سکول دوبارہ کھل چکے ہیں مگر ان کی فیسیں اتنی زیادہ ہیں کہ یہ عام آدمی بڑی مشکل سے ادا کر پاتا ہے۔

ایک دونی دونی، ٹو ٹو زا فور از ڈفر

اک دونی دونی، ٹوٹوزا فور (ہفتہ بلاگستان – ۲)

یہ زا عشرے تک توزا ہی رہا۔ جیسے کسی نے ہمیں دونی اور تیے کا مطلب بتانا مناسب نہیں سمجھا اسی طرح ہم نے "زا" کا مطلب سمجھنا مناسب نہیں سمجھا۔ چونکہ سکول ہماری تعلیم کی واحد جگہ اور ذریعہ نہیں رہا اس لئے نااہل استادوں سے ہم بچ گئے اور چونکہ صرف استاد کی تعلیم پر یقین نہیں رکھتے تھے اس لئے تعلیمی نظام کے شکنجے سے بھی بچ گئے۔ اردو میڈیم سکول سے کالج میں پہنچے تو معلوم چلا کہ لائقی کے سارے نٹ ہی ڈھلّے ہو گئے ہیں اور آہستہ آہستہ انکشاف ہوا کہ ایک ایک کرکے گر رہے ہیں۔ ایک مہینہ تو ہمیں مرتکز اور ہلکے سے کنسنٹریٹڈ اور ڈائلیوٹ پر ٹرانسفر ہونے میں لگا۔ پوری فزکس میں ویکٹر کے علاوہ کوئی جانا پہچانا لفظ نا تھا۔ حساب کا یہ حال تھا کہ قائمۃ الزاویہ، قوسین، عمود اُخط گرانا، خط قطع کرنا میں نک و نک ڈوبے ہوئے تھے جو یہاں الفاظِ غلط ثابت ہوئے۔

رو دھو، سر پیٹ کر کالج پاس کیا تو یونیورسٹی پہنچ گئے جہاں پتا چلا کہ وہ استحصال جو ہمارا انگلش میڈیم والوں نے کالج میں کیا تھا کیمبرج والے یونیورسٹی میں کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ ایک اور سٹرگل شروع ہو گئی اور اس جدوجہد میں ہمیں خوب غور خوض کرنا پڑتا تھا۔ اتنا کہ ہمارے آرگنائزیشنل بی ہیوئیر والے معین صاحب کو ہمیں دیکھ کر (شکر ہے ہمارا نام لئے بغیر) کہنا پڑا جسکا مفہوم ہے کہ "ڈیلے نکال نکال کر اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھورنے اور کھا جانے والی نظروں سے ٹیچر کو دیکھنے سے کچھ زیادہ سمجھ نہیں آنے والی"۔ اب ان کو یہ بتانے کے لئے کہ "ہمارے علم کا سب سے بڑا ذریعہ ہماری آبزرویشن ہی تو ہے" ہمارے پاس اعتماد نامی کوئی چیز نہیں تھی۔

لگے ہاتھوں آپ کو بتاتے چلیں کہ یونیورسٹی میں ہمیں ایک مسئلہ یہ بھی ہوتا تھا کہ مدرسوں سے عشرہ پلس تعلیم کی فراغت کے بعد طلباء اسلامیات ٹائپ کسی مضمون میں ایم اے کر رہے تھے۔ وہ ہماری جدید تعلیم کو تعلیم کفر سے تعبیر کرتے تھے اور ہمیں مرتد ہونے سے۔ بس میں جس سیٹ پر ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی لڑکا بیٹھ جاتا اس کے ساتھ بیٹھنا اپنے ایمان کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ جب حد بڑھ گئی تو ہم نے بھی ایک طریقہ شروع کر دیا کہ شروع کے سٹاپ سے ہی چند لڑکے ہر سیٹ پر الگ الگ بیٹھ جاتے اور یہ لوگ کھڑے رہتے۔ جب کورم پورا ہوتا تو ہم ٹانگیں پھیلا پھیلا کر تاش کھیلتے جس پر ان لوگوں نے کئی بار چھاپہ پڑوانے کی ناکام کوشش کی 🙂۔

میرے نزدیک ہمارے تعلیمی نظام کا سب سے بڑا مسئلہ اسکا کثیر رُخی ہونا ہے۔ مدرسہ، اردو میڈیم، انگلش میڈیم، آکسفورڈ، کیمبرج۔۔۔ اور نتیجہ احساس محرومی اور قدرتی حسد و دشمنی۔ مدرسے سے نکلنے والا اپنے آپ کو مولوی کم اور سائنسدان زیادہ سمجھتا ہے۔ کیمبرج والا محکمہ موسمیات پر یقین رکھتا ہے اور مدرسے والا نماز استسقاء پر۔ انگلش، اردو میڈیم والوں کا حال بھی کچھ الگ نہیں۔

دوسرا بڑا اور تشویشناک مسئلہ ہے سٹوڈنٹ کونسلنگ یعنی طالبعلموں کے لئے راہنمائی کی کمی بلکہ نا ہونا۔ میرے والدین اور مجھ میں ہمیشہ اس بات پر اتفاق رہا کہ پڑھنا ہے۔ اس سارے پڑھنے کے دوران کوئی بھی مجھے یہ بتانے والا نہیں تھا کہ میں نے جو پڑھنا ہے اس کا فیصلہ کیسے کرنا ہے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے اپٹیٹیوڈ (Aptitude) کی بجائے ٹرینڈ (Trend) دیکھ کر پڑھتا رہا اور آج کامیاب پروفیشنل ہونے کے باوجود سوچتا ہوں کہ میں تو آرٹس کا بندہ ہوں۔ اگر مجھے صحیح وقت پر راہنمائی کرنے والا کوئی ہوتا تو یہ "آرٹس والا کیڑا" مجھے تنگ نا کر رہا ہوتا۔

ہماری تیسری پرابلم یہ ہے کہ ہم نے اجتماعی طور پر یہ سوچ اپنائی ہوئی ہے کہ "آرٹس پڑھنے والا نالائق ہوتا ہے"۔ ہمارے ہاں تو گارڈ اور جمعدار کا بھی اشتہار آتا ہے تو لکھا ہوتا ہے " تعلیمی قابلیت : میٹرک سائنس کے ساتھ "۔ اوئے سالو تم نے ان سے بچے کلون کروانے ہیں یا ڈیکسٹر لیبارٹری چلوانی ہے؟ چوتھا مسئلہ میرے نزدیک ہے نااہل اور ڈگری یافتہ ان پڑھ و جاہل اساتذہ۔

جن کے بارے میں میری بیان کی گئی کوئی بھی تفصیل درج ذیل تصویر کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ یہ تصویر دراصل ان اساتذہ کے تیار کردہ طلباء و طالبات کے حال کی ترجمانی کرتی ہے۔

http://public.blu.livefilestore.com/y1pqItriigOyFnSctdOetS7H06UOpkXMdIe4hUUl082FJkEL2ItljZ1zZ25s76egXHt4Dr4blU_NIsqC98SXPIlrA/1.jpg

) مجھ سے اس تصویر کا ماخذ دریافت کرنے کی کوشش نا کی جائے، ایک اور تصویر اس سے زیادہ بچی ہے اگر کہیں گے تو لگا دوں گا)۔

تعلیم طالبان حکومت از کامران اصغر

تعلیم، طالبان، حکومت

پہلے اس ملک میں کونسی تعلیم کی شرح 100 فیصد تھی کہ طالبان آگئے جنھوں نے سیدھا غریب کی تعلیمی درس گاہوں کو ملیامیٹ کیا کیونکہ انکو ڈر ہے کہ اگر انکو پڑھ لکھ کر شعور آگیا تو ہمارے طالبی اسلام کا کیا ہوگا۔ لڑکیوں کی تعلیم برداشت نہ کرنے والے یہ لوگ شاید یہ بھول گئے تھے یاں انکو معلوم ہی نہیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو کس طرح اور کس کے زریعے پڑھایا۔ .

1۔ ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے (٦) (سُورَةُ الاَعلیٰ آیت نمبر 6)

2۔ (اے محمد) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ (بے شک کھول دیا) (ا) (سورۃ الشَّرح آیت نمبر 1)

3۔ (اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا (ا) (سورۃ العَلق آیت نمبر 1)

جب تک اربوں روپے ڈکارنے والے اوپر سے پڑھا لکھا پاکستان بنانے کا نعرہ لگانے والے۔ فائلوں میں سکول بنانے والے۔ امیروں اور غریبوں کا الگ الگ سلیبس بنانے والے۔ یہ امراء یہ رئیس زادے یہ نودولتیے۔ غریب کے بچے کو آگے بڑھنے سے روکنے والے۔ لاکھوں روپے تنخواہ لیکر سب ہو گیا لکھنے والے اور خود عیاشیاں کرنے والے۔ جب تک ان اسمبلیوں میں ان پڑھ وزیر ہوں گے

جب تک امیر کا بچہ حق دار کا حق مار کے سکالرشپ لے کر بیرون ملک عیاشاں کرتا رہے گا۔ اس ملک سے ان پڑھ ختم نہیں ہوں گے۔ جب تعلیم کو نبی کا حکم سمجھ کر عام کرنے والے نہیں آئیں گے اس ملک میں تعلیم عام نہیں ہو سکتی۔

جس دن ان جیسے لاکھوں بچوں کو چھت والا سکول بیٹھنے کے لئے ڈیسک ہوا کے لئے پنکھا پینے کے لئے صاف پانی پہننے کے لئے صاف وردی اور اچھے پڑھے لکھے ٹیچرز مل جائیں گے ہمارے ملک میں کوئی ان پڑھ نہیں رہے گا۔ انشااللہ

پرائیویٹ اداروں میں ہائیر ایجوکیشن از یاسر عمران مرزا

پرائیویٹ اداروں میں ہائیر ایجوکیشن ۔ ہفتہ بلاگستان ۲

ارے دوسرا دن تعلیم کے لیے ہے، لیکن پہلے دن بھی تو تعلیم کے متعلق لکھا، خیر وہاں اگر پرائمری سکول کا لکھا تو یہاں کالج میں تعلیم کے متعلق ایک واقعہ سنا دیتا ہوں، انٹرمیڈیٹ میں والد صاحب کی بیماری کی وجہ سے میں تعلیم اور امتحانات پر توجہ نہ دے سکا پھر بھی درمیانے درجے کے نمبر لینے میں کامیاب ہو گیا، میرا ارادہ تو ٹیکنیکل کالج رسول سے ڈرافٹسمین ڈپلومہ یا تین سال کا سول انجینئر کا ڈپلومہ کرنے کا تھا لیکن بڑے بھائی کی تجویز پر کمپیوٹر سائنس میں ڈگری حاصل کرنے کے لیے لاہور چلا گیا، میرے شہر کے کچھ لڑکے لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، جن میں سے کچھ آئی ایل ایم نامی انسٹیٹیوٹ میں، کچھ منہاج القرآن یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے،

خیر معلومات حاصل کرنے کے بعد منہاج القرآن مناسب لگا، اس وقت بی سی ایس کی تین سال کی فیس ڈھائی لاکھ تھی، کچھ ہوسٹل یا پرائیویٹ فلیٹ کے اخراجات، وہ بھی کافی زیادہ تھے، والد صاحب اس بات کے لیے راضی نہ ہوے کیوں کہ وہ خود بیمار تھے لیکن میرے بڑے بھائی جو کہ سعودی عرب میں ملازمت کرتے تھے، انہوں نے اصرار کرکے والد صاحب کو منا . لیا۔

میرے خاندان میں اپنے شہر سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے والا میں پہلا لڑکا تھا، اس لیے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کچھ عرصہ بعد ادراک ہوا کہ اگر کوئی مجھ سے پہلے یونیورسٹی ایجوکیشن حاصل کر چکا ہوتا تو میری کافی رہنمائی ہو جاتی، منہاج کا ماحول، کافی اچھا تھا، مذہبی بھی، تعلیمی بھی، کبھی کبھار طاہر القادری صاحب آ کر لیکچر بھی دیتے، پہلا سمسٹر ختم ہوا، رمضان میں امتحانات دیے اور چھٹیاں ہو گئیں،

تو منہاج والوں نے بصد اصرار تمام طلبا کو اعتکاف میں بیٹھنے کا حکم دیا، زیادہ تر طلبا نے انکار کر دیا اور چھٹیوں میں گھر چلے گئے ، میں بھی انہی میں سے ایک تھا، عید کی چھٹیاں گزارنے کے بعد جب کالج پہنچے تو دیکھا کالج کے گیٹ کو تالہ لگا ہوا ہے، ہاسٹل پہنچے تو وہ بھی مقفل تھا۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ جو طلبا اعتکاف میں نہیں بیٹھے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے، انہیں کالج اور ہاسٹل میں داخلے کی اجازت بھی نہیں، وہ اپنے ڈاکومنٹس لیں اور چلتے بنیں۔ اس وقت کالج کے ایم ڈی زبیر اختر صاحب منہاج کی انتظامیہ سے مذاکرات کر رہے تھے کہ لڑکوں کو معاف کر دیا جائے، مگر انتظامیہ تیار نہیں تھی، زبیر

اختر ایک چالاک آدمی تھا، اس نے سوچا کہ لاہور میں پرائیویٹ کالجز طلبا کو ترس رہے ہیں، تو اگر ان خارج شدہ طلبا کو میں کسی کو بیچ دوں تو مجھے کافی مال مل سکتا ہے، پھر اس نے اس پلان کو تبدیل کیا اور اپنا علیحدہ انسٹیٹیوٹ بنانے کا سوچا، اس نے خارج شدہ طلبا کو وہ سبز باغ دکھائے کے تمام طلبا اس بات پر متفق ہو گئے، یوں منہاج والوں سے علیحدہ ایک انسٹیٹیوٹ قائم ہو گیا،

جس میں شعبہ کمپوٹر کے تمام، شعبہ کامرس کے اس فیصد کے قریب اور ایم بی اے و ایم سی ایس کے کافی طلبا شامل تھے، یوں ایک پرائیوٹ انسٹیٹیوٹ ایسا بنا جس میں بنا کسی اشتہار اور بنا محنت کے طلبا کی بہت بڑی تعداد اکٹھی ہو گئی۔ زبیر اختر نے سب سے دھوکہ کرتے ہوئے طلبا کو ایک اجاڑ نما کوٹھی میں منتقل کر دیا اور باہر ایک نئے انسٹیٹیوٹ کا بورڈ بھی لگا دیا، طلبا نے احتجاج کیا تو اس نے کہا کہ یہ شروعات ہے اور میں بہت بہتر کرلوں گا سب کچھ، لیکن آہستہ آہستہ، طلبا اس وقت دو سمسٹرز کی فیس منہاج کو دے چکے تھے،

جو زبیر اختر نے ان سے بٹورلی، وہ طلبا کی فیس بھی . کرنے کو تیار نہ تھا، یوں طلبا پھنس گئے، خیر جوں جوں وقت گزرا اکثر ذہین طلبا نے بھانپ لیا کہ زبیر اختر نے کچھ نہیں کرنا، کیوں کہ نہ وہ اچھے لیکچررز لا رہا تھا، نہ لیبارٹری میں کوئی اچھا کمپوٹر موجود تھا، اور تعلیمی حالت منہاج سے آدھے درجے کی بھی نہیں تھی، اس وقت بہت سے طلبا فیس کو بھول کر منہاج . چلے گئے اور انہوں نے منہاج انتظامیہ سے معافی مانگ لی۔

کچھ طلبا آس لگا کے رکے رہے کہ شاید صورت حال اچھی ہو جائے، اس وقت ہم تمام طلبا نے زبیر اختر کو خوب برا بھلا بھی کہا اور اکثر نے ڈاکٹر عطا الرحمٰن کو خطوط بھی لکھے، کہ پرائیوت اداروں میں تعلیم کے معیار کا جائزہ لیا جائے، یوں تین سال کا عرصہ مکمل ہو گیا اور طلبا نے ڈگریاں تو ہاتھوں میں لے لیں مگر نہ تو وہ کوئی پروجیکٹ بنانے کے قابل تھے نہ انہیں کمپیوٹر پروگرامنگ آتی تھی۔

اس کے علاوہ ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ پرائیوٹ یونیورسٹی جو کہ چارٹرڈ نہیں ہوتی، اسکی ڈگری نہ صرف پاکستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی قبول نہیں ہوتی اور اس کی اوقات ایک کاغذ سے زیادہ نہیں، چونکہ ہم سب کا پہلی دفعہ کا تجربہ تھا اس لیے ہم اپنا وقت اور پیسہ . برباد کر بیٹھے، کیا حکومت کو یہ چاہیے نہیں کہ جو پرائیویٹ ادارے ڈگری جاری کر رہے ہیں، یا تو انہیں روک دیا جائے، یا پھر ان کی ڈگری کو چارٹرڈ ڈگری کا درجہ دیا جائے۔ میں اس نئے انسٹیٹیوٹ میں رکنے کے اپنے فیصلے کو آج غلط قرار دیتا ہوں، کیوں کہ میں نے اتنا پیسہ بھی لگای اور اچھی تعلیم بھی حاصل نہ کر سکا، خیر گرتے پڑتے کچھ چیزیں سیکھ لیں جن کی وجہ سے آج سعودی عرب میں نوکری کر رہا ہوں۔

پاکستان میں اکثر پرائیوٹ اداروں میں تعلیم کا معیار ایسا ہی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت نہ صرف گورنمنٹ کالج اور یونیورسٹیز میں تعلیم کا معیار قائم کرے بلکہ پرائیویٹ اداروں کے لیے بھی کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے۔

یکساں نظام تعلیم از یہ لوگ

ہفتہ بلاگستان "یکساں نظام تعلیم"

میں ڈفرستان کے گلی کوچوں میں آوارہ گردی کر رہا تھا کہ ان کا نیا تجزیہ تعلیم کے حوالے سے پڑھا اور جب تبصرہ لکھنے بیٹھا تو اتنا لمبا ہو گیا اور مجھے یہاں اپنے بلاگ پہ لانا پڑا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ "ز" سکول تک "ز" ہی رہتی ہے لیکن مدرسے میں پہنچ کر "داء" ہو جاتی ہے لیکن یہ ایک جھگڑے کا سبب بننے کے علاوہ کچھ نہیں کسی لفظ کے مطلب میں تبدیلی کا سبب بھی بنتی ہے خاص کر عربی میں لیکن ہم زپڑھیں یا داء ہمیں دونوں صورتوں میں مطلب کی سمجھ تو نہیں ہوتی یکساں نظام تعلیم مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے مدرسے میں زیر تعلیم زیادہ تر طلباء احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں جس کی بہت ساری

وجوہات میں سے وہاں پڑھا رہے اساتذہ کا ماہانہ وظفہ کم ہونا ہے اب آپ کہیں گے کہ اس سے طلباء کی صحت پہ کیا اثر تو جناب اساتذہ اپنے کم وظیفے کو رب کی رضا کے لیے وقف کرنے پر موقوف کرتے ہیں ان الفاظ میں "آج میں اس مسند پہ بیھٹا ہوں اور اتنا مجمع کیسے میرے سامنے دوزانوں بیٹھا ہے اور ایسا منصب بادشاہ وقت کو بھی میسر نہیں "

"پیاسا کیسے کنوئیں کے پاس بیھٹا ہے

"دوسری بات غیر طبعی محبت اس کا جواب میرے پاس یہ ہے کہ چار سال مدرسے میں پڑھتے اور اپنے 12 عاشقوں سے لڑتے لڑتے آخر ہار کر تعلیم ادھوری چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی

تیسری کمزوری ہر بات کو صرف اپنی آنکھ سے دیکھنے کی ہے

دنیاوی تعلیم کے طلباء کی کمزوری ان کی جسمانی کمزوری ہے انہیں اپنے سے مظبوط جسامت والوں سے ڈر کے رہنا پڑھتا ہے اور اسی سبب ان کے آپس کے جھگڑوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے یہ ساری گروپ بندیاں اسی سبب ہیں

اور اس سے بھی بڑی خرابی غیر طلباء کا طلباء تنظیموں کا انتظام وانصرام سنبھال لینا ہے

پرائویٹ سکولوں کے طلباء کی اخلاقی لحاظ سے زرا بھی تربیت نہیں کی جاتی میرے تایا کا بیٹا چھوتھی کلاس کا طالب علم ہے اور وہ بتا رہا تھا کہ جس دن ہوم ورک نہ کیا ہو ہم مس شملہ سے کہتے ہیں کہ سر ریاض کہ رہے تھے کرسی سامنے بچھانا اور یہی بات سر ریاض کو مس شملا کی طرف سے پہنچادی جاتی ہے "نام فرضی ہیں"

اس سب کا اگر کوئی حل ہے تو وہ یہ ہے کہ تمام ہائے نظام تعلیم کو حکومتی سطح پر کنٹرول کیا جائے اور سب کے لیئے مانیٹری پالیسیاں بنائی جائیں اور ان کو الگ الگ شعبوں میں تقسیم کیا جائے عملی زندگی میں جس نے جس نظام تعلیم کے تحت تعلیم حاصل کی ہو اس اسی شعبہ میں حکومتی سرپرستی میں خدمات سرانجام دینے کا موقع فراہم کیا جائے ۔

یوم بلاگنگ

اردو بلاگنگ از بد تمیز

اردو بلاگنگ : ہفتہ بلاگستان

اردو بلاگنگ کو آجکل دو بڑے خطرے لاحق ہیں۔ اول حکومت وقت جس کا ایمان ہے کہ اگر بندہ دانت نکال رہا ہے تو وہ ضرور زرداری صاحب کا کوئی ایس ایم ایس پڑھ کر ان کی نقل کر رہا ہے۔ جس کی پاداش میں کڑی سے کڑی سزا رکھی گئی ہے کیونکہ جیلیں قومی مفاہمت کی زد میں آ کر خالی ہو گئیں لہٰذا ان کو بھرنا لازمی ہے۔

دوسرا خطرہ اردو بلاگرز کے اہل و عیال ہیں۔ جو بلاگ پڑھ پڑھ کر ہولتے رہتے ہیں کہ یا اللہ خیر میرے منڈے نوں عقل دے۔ ہر بلاگر جس کا بلاگ ان کے بزرگوں میں سے کوئی نہ کوئی پڑھتا ہے ضرور کبھی نہ کبھی کسی پوسٹ کے حوالے سے نصیحت کا شکار ہوا ہو گا۔ لہٰذا اردو بلاگرز کو میری بھی نصیحت ہے کہ اپنے بلاگز اپنے خاندان سے جہاں تک ممکن ہو سکے پوشیدہ رکھیں اسی میں اردو بلاگنگ کی بہتری ہے۔

مزید کسی نے سنجیدگی سے اردو بلاگنگ پر کچھ پڑھنا ہو تو اس پوسٹ کو دیکھا جا سکتا ہے۔

یوم بلاگ از تانیہ رحمان

یوم بلاگ

ہفتہ بلاگستان شروع ہوئے تو کافی دن ہو گئے ہیں پہلے سوچا اپنے بچپن کے بارے میں لکھوں لیکن بچپن میں اتنے واقعات تھے کہ کون سا لکھوں اور کون سا نا لکھوں۔ ابھی شاہدہ کا بلاگ پڑھ رہی تھی تو سوچا اپنا بھی لکھ ہی دوں ورنہ کامی نے پھر کہہ دینا ہے کہ میں کہاں ہوں۔ ویسے بلاگ کے بارے میں مجھے خود پتا نہیں تھا کہ یہ کون سی دنیا ہوتی ہے۔ دیار غیر میں رہنے والے زیادہ تر اپنے ملک کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ وہاں رہنے والوں کو اتنی فکر نہیں ہوتی۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی مسلہ تھا کہ میں سوچ سوچ کر پریشان ہوتی تھی۔ اور یہ زہر میں اندر ہی اندر مجھے کھا رہا تھا۔ جب بلاگ کی دینا میں آئی تو اپنے ساتھ کچھ دوستوں کو بھی شامل کیا بہت اچھا لگا پہلے رومن اردو میں لکھا کرتی تھی۔ پھر لکھنے کے اس شوق نے نادن دیکھا اور ن رات میں نے ایک ہفتے کے اندر اردو لکھنا شروع کی بہت تنقید ہوئی میری املا پر لیکن میں نے اس کی پرواہ کیے بغیر اپنا بلاگ کا سفر جاری رکھا۔

جہاں مجھے بہت سے دوست بہن بھائی ملے وہاں بہت اچھے لکھنے والوں سے سیکھنے کا موقع ملا جو ابھی تک جاری ہے۔ بلاگ ایک گھر ہے اور ہم سب اس گھر میں رہنے والے افراد جو کسی کے کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی بہت کچھ ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد خوشی غمی ہر موقع پر ساتھ دینے والے بہت پیارے لوگ۔

بلاگ شلاگ از جعفر

بلاگ شلاگ – (ہفتہء بلاگستان – 3

اردو بلاگنگ سے میرا تعارف ایک اتفاق تھا۔ یہ اتفاق حسین و رنگین تھا یا غمگین و سنگین، اس کا اندازہ آپ خود لگائیں !

گوگل پر کچھ تلاشتے ہوئے نظر ڈفرستان کے نام پر پڑی تو میں چونکا کہ ہیں ں ں س۔۔۔ یہ کیا؟ وہاں پہنچا تو پہلے تو سمجھنے میں کچھ وقت لگا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ تحریر مزیدار لگی عنوان پر کلک کیا تو تبصروں پر نظر پڑی، ان کو پڑھتے ہوئے آخر تک پہنچا تو ایک دھچکا نما خوشی ہوئی کہ میں بھی اس تحریر پر اپنا لچ تل سکتا ہوں۔ اپنا کچھ لکھا ہوا، شائع ہوا دیکھ کر کتنی خوشی ہوتی ہے، پہلی دفعہ علم ہوا ! باقی بلاگروں کا علم بھی وہیں سے ہوا۔ بس پھر چل سو چل۔ ڈفر نے ہی شاید کسی تبصرے کے جواب میں مجھے بلاگ بنانے کی "اشکل" دی تھی۔ یہاں پر آکر پاک نیٹ والے عبدالقدوس اس کہانی میں داخل ہوتے ہیں۔ ورڈپریس ڈاٹ پی کے، کے بلاگ پر "اپنا بلاگ حاصل کریں" لکھا دیکھا اور بس پھر اللہ دے اور بندہ لے۔

شروع میں میرا خیال تھا کہ شاید یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکے کہ میں نے زندہ رہنے کے سوا مستقل مزاجی سے کوئی کام نہیں کیا۔ بقول منیر نیازی "جس شہر میں بھی رہنا، اکتائے ہوئے رہنا" لیکن اس شہر میں دل ابھی تک لگا ہوا ہے ! اس کی وجہ شہر کے رنگ برنگے مکین ہیں، جو آپ کو تپا تو سکتے ہیں لیکن آپ ان سے اکتا نہیں سکتے ! میری بچپن سے منڈلی جمانے کی عادت تھی۔ ملک چھوڑا تو منڈلیاں بھی وہیں رہ گئیں۔ ملک سے باہر، غم روزگار سے ہی فرصت نہیں ملتی، کہ بندہ، غم جاناں کا کچھ بندوبست کرسکے۔ میری یہ کمی بلاگستان نے پوری کردی۔ یہاں آپ جیسی منڈلی چاہیں، جما سکتے ہیں۔ آئنسٹائن کے نظریہ اضافیت کی منڈلی سے استاد امام دین گجراتی کے مشاعرے تک جہاں آپ کا دل چاہے ٹھہر جائیں اور جب آپ کا دل چاہے نو دو گیارہ ہوجائیں۔ میرا بلاگنگ میں آنا کسی عظیم مقصد، نصب العین اور ایسے ہی دوسرے بھاری بھرکم الفاظ جو مجھے اس وقت یاد نہیں آرہے، کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اس کی وجہ صرف اپنے "ساڑ" نکالنا تھا، جو اگر بندے کے اندر رہیں تو اسے اندر سے "ساڑ" دیتے ہیں، اور اندر سے سڑا ہوا بندہ، نہایت خطرناک ہوتا ہے ! تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے معاشرے کو ایک خطرناک بندے سے پاک کردیا ہے اور یہ بھی کوئی ایسا برا مقصد نہیں !

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ کسی اور بلاگر کو مشہور کرے نہ کرے

مجھے ضرور کردے

مجھے مشہور ہونے کا بہت شوق ہے !

کچھ بلاگ کے بارے از حجاب

کچھ بلاگ کے بارے میں (ہفتہء بلاگستان 3 (

بلاگ کیا ہوتا ہے سچّی مچّی مجھے بلکل پتہ نہیں تھا امن بلاگ لکھتی تھی تو جب میں م س ن پر آتی تو مجھے کہتی تھی دیکھیں شب یہ پڑھیں میں نے یہ پوسٹ لکھی میں اُس لنک پر جا کر پڑھتی تو ضرور تھی مگر یہ دیکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی کہ تبصرہ کیسے کرنا ہے اور بلاگ لکھ کے کرنا کیا ہے آخر امن بڑی خوش ہوا کرتی تھی آج یہ لکھا آج وہ ـــــ اُس کے بعد مجھے بھی اس راہ پر لگا لیا امن اور ماوراء نے مل کر ـــــ وہ دن اور آج کا دن ایک نئ سوچ میں اضافہ ہوگیا کہ کیا لکھا جائے مجھے ہمیشہ ایسے عنوان پر لکھنے کا خیال آتا ہے جس کا نتیجہ لڑائی کی صورت میں ملنے کا اندیشہ ہوتا ہے پھر یہی سوچ کر میں اُن عنوانات کو نیند کی گولی دے کر سُلا دیتی ہوں کہ کون لڑے مگر ایک فسادی بلاگ سیکرٹ فائل کا منصوبہ فہیم نے بنایا تو اُس میں

ضرور شامل رہی بس اس حد تک کہ تعارف لکھا اور ایک یادو پوسٹ اب مجھ سے نہ لڑے کوئی پلیز .
کیونکہ اُس بلاگ پر تو اب کافی مٹّی پڑ چکی اور صفائی کا ارادہ بھی نہیں ـــ
اتنے اچھے لکھنے والے بلاگرز ہیں کہ میری تحریر اُن سب کے آگے کچھ بھی نہیں صرف اپنی باتیں لکھ دیتی ہوں وہ بھی اس طرح کہ کوئی ایک لائن
کوئی لفظ خیال میں آ جائے تو بلاگ پوسٹ بن جاتی ہے ورنہ تو جب بھی کوئی مجھ سے پوچھے بلاگ پر کچھ نیا نہیں لکھا ـــ
میرا جواب یہی ہوتا ہے ابھی تو لکھا تھا پڑھا کرو تو پتہ چلے یا عنوان پوچھتی رہتی ہوں مگر اتنے بدتمیز لوگ ہیں کوئی کچھ بتاتا بھی نہیں

بلاگنگ کیا ہے از خاور کھوکر

بلاگنگ کیا ہے؟؟

بلاگنگ کیا ہے؟؟

وال چاکنگ یعنی دیواروں پر منچلے لوگوں کا لکھ کر چلے جانا-

چھو میری جان اے

طافو بڑا کتا ہے

لیاقو چور ہے

وغرہ وغیرہ

اور لکھنے والا ٹٹی او جھل !!-

اپنا نام نہیں لکھنا کہیں لتر ناں لگ جائیں-

نہیں اعتبار تو اس دور کے بلاگروں کو دیکھ لیں

بدتمیز، ڈفر، لفنگا، بلو بلا، ان ناموں کے پیچھے صنف نازک ہے کہ کرخت؟ اس بات کا تو لکھنے والا ہی جانتا ہے ناں جی !-

ٹٹی خانے میں لکھی تحریریں بھی بلاگنگ کی ایک انالاگ کوشش ہے جی اس ڈیجیٹل کے زمانے میں بھی-

ایک جگہ لکھا تھا

یہاں آ کر بڑے بڑے پہلوانوں کی ٹٹی نکل جاتی ہے-

بندہ پوچھے کہ اور کیا نکلے گا؟؟

ساری دنیا میں ہی لٹرینوں میں لکھنے کا رواج ہے

مردوں والی میں تو جو لکھا ہے اس کا مردانی دنیا کو معلوم ہی ہے زنانہ والی جگہ میں مردوں کے متعلق لکھا ہوتا ہے اس کا مجھے معلوم ہوا تھا کہ اکانوے
میں کہ ایک لڑکی نے پوچھا تھا مجھ سے کہ کوگا شہر کے زنانہ واش روموں جو بوبی کے متعلق لکھا ہوتا ہے تم ہی وہ بوبی ہو کیا؟؟

میرا تو تراہ ہی نکل گیا کہ کیا لکھا ہو گا-

تو جی پھر رات کے وقت اور لوگوں کی نظریں بچا کر میں نے بھی دیکھا-

کیا لکھا تھا اس کو چھوڑیں- لیکن مجھے معلوم ہو گیا کہ میری لڑکیوں میں مقبولیت کی وجہ کیا ہے- .

یہ ہے جی بلاگنگ !!-

جن کی کمپیوٹر تک رسائی ہے وہ ڈیجٹل میں لکھ کر ساری دنیا کو دیکھا دیتے ہیں اور دوسرے والے انالاگ سے کام چلا لیتے ہیں -
مرادانگی کی دواؤں کے اشتہارات بلاگروں کو گوگل دے دیتا ہے اور انلاگ والے کسی اور سے لکھوا لیتے ہیں -

اردو بلاگنگ۔ از راشد کامران

اردو بلاگنگ۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

ہفتہ بلاگستان کے اس "یوم اردو بلاگنگ" پر مزید بقراطیوں سے بہتر لگا کہ پچھلے دنوں لکھے گئے اچھے مضامین جو شاید کئی نئے بلاگرز کی نظروں سے نہ گزرے ہوں ان کا ربط فراہم کر دیا جائے۔بنیادی طور پر زیادہ تر مضامین منظر نامہ پر نقطہ نظر کے سلسلہ میں ہی لکھے گئے ہیں اور خاص طور پر نبیل حسن نقوی کا مضمون اردو بلاگنگ کا منظر نامہ بہت ہی اہم ہے۔ اس کے علاوہ زکریا نے اپنے بلاگ میں بھی آج اہم تحریر شائع کی ہے جس سے کئی بلاگرز کے ذہنوں میں بلاگنگ کے حوالے سے موجود سوالات کے جوابات مل سکیں گے۔ فی الحال یہ روابط ملاحظہ کیجیے اور کیا ہی بہتر ہو کہ اچھے دستیاب وقت میں ان مضامین کو پڑھا جائے۔

اردو بلاگنگ کا منظر نامہ از نبیل حسن نقوی

بلاگنگ کیا ہے؟ از میرا پاکستان

بلاگنگ کیا ہے؟ از راشد کامران

اردو بلاگ انگریزی بلاگ از شاہ فیصل

اور ایک نئے اردو بلاگر کے لیے بدتمیز کے بلاگ پر " نئے اردو بلاگرز کے لیے "ایک مکمل صفحہ موجود ہے جہاں اردو بلاگنگ کے اسرار و رموز اور قاری قابو کرنے کے پیچیدہ گر سیکھے جا سکتے ہیں۔اور اگر اس کے بعد بھی آپ بضد ہوں کے آپ کو بلاگنگ نرڈ بننا ہے تو پھر جہانزیب کے بلاگ اردو جہاں کے یہ مفید لنکس آپ کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

ونڈوز پر اردو

لینکس پر اردو

اردو سانچہ بنائیں۔

ان تمام مفید لنکس سے حاصل شدہ معلومات سے تشفی نہ ہوسکے تو پھر " خاور کھوکرا "کی شاگردی اختیار کیجیے اور بلاگ لکھنے کا اصل ڈھنگ سیکھیے۔اور اگر یہ تمام مراحل طے کرنے کے بعد بھی آپ کے ذہن میں یہ سوال اٹھے کہ " اردو بلاگنگ کیا ہے "تو پھر ہو سکتا ہے کہ

افتخار اجمل صاحب آپ کو مثال بنا کر دوسرے بلاگرز کی تربیت کا اہتمام کریں

میرا پاکستان کے افضل صاحب آپ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے بلاگ کو مزید بہتر بنائیں ...

یا پھر جعفر کے دسترخوان پر آپ کے بلاگ کی ڈش بنادی جائے

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صریر خامۂ وارث پر آپ کے بلاگ کا نوحہ تحریر ہو

ان تمام باتوں سے بچیے اور ابو شامل کی توجہ حاصل کر کہ وکی پیڈیا کا مضمون بننے کی کوشش کریں ورنہ آپ کی داستان یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے۔

بلاگستان میں بلاگ اور اردو بلاگ از ریحان علی

بلاگستان میں بلاگ۔۔اور اردو بلاگ

. اردو بلاگنگ۔۔

اس کی تشریح کرنا میرے لیے تھوڑا مشکل ہے۔۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اِس کی ضرورت ہے۔۔۔ بلاگز انٹیرنیٹ پر صحت مند تفریح و معلومات کے عکاس ہیں۔۔ ہماری ثقافت ہماری زبان ہے۔۔ انٹیرنیٹ پر ہماری زبان کا مکمل اظہار ہی اردو بلاگنگ ہے۔

گر ابھی تک آپ نے اردو بلاگ نہیں بنایا تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جیسے

ا۔۔ آپ جانتے نہیں کہ بلاگ ہے کیا۔۔۔ اور اس کو کیسے چلانا ہے۔ ۲۔۔ انگریزی لکھنا تو ٹھیک پر اردو لکھنے میں تھوڑی مشکل ہو۔۔ یعنی انگریزی بلاگ تو آپ بنالینگے پر اردو بلاگ بنانے میں تھوڑی دشواری کا سامنا ہو۔

سو تھوڑی پہلے تشریح کرتا ہو۔۔ پھر بلاگ کیسے سیٹ کرنا ہے اس پر لکھوگا۔

بلاگ

بلاگ اپنے آپ میں بہت ہی زیادہ افادیت رکھتا ہے۔۔ کیونکہ لکھنا اور پڑھنا یہ اشرف مخلوق کی ایک بڑی شرف ہے۔۔ ہمارے نظریات الفاظ کی شکل لے کر انٹیرنیٹ ہر کچھ ہی لمحوں میں دنیا بھر میں پہنچ سکتے ہیں۔

سب سے ضروری بات کہ بلاگ بنانے کے لیے آپ کو آپ کی ذاتی شناخت کو ظاہر کرنا ضروری نہیں۔۔ البتہ یہ بس ٹھیک ہی ہے کہ آپ جب بلاگ بناو تو اپنا نام اور لوکیشن یہ سب ظاہر کرو۔

بلاگ ہمارا اپنا ایک عکس ہے۔۔ جیسے ہم ویسا ہمارا بلاگ۔۔ گر ہم تخریب کار ہیں تو ہمارا بلاگ بھی تخریب کاری نظریات والی تحاریر رکھتا ہوگا۔۔ گر ہم ایک کلاکار ہیں تو ہمارا بلاگ آرٹ کے فن پاروں اور کلاکاری کے نظریات والی تحاریر رکھے گا۔۔ پھر وہاں لوگ آپ کی تخریبکار یا کلاکارانا رائے پر اپنی رائے کا اظہار تبصرات کی شکل میں کرینگے۔۔ بس یہی ہے بلاگنگ۔

اردو بلاگ کیسے بنائیں۔

اردو بلاگ بنانا بہت آسان ہے۔۔ کرنا صرف اتنا ہے کہ سب سے پہلے کہی بھی آپ ایک مفت انگلش بلاگ بنائیں۔۔ اور پھر اس بلاگ کو انگریزی سے اردو میں ڈھال لیں۔ یہ سب کیسے کرنا ہے اس کے لیے ہر ایک بلاگر آپ کی مدد کرے گا۔۔ پر سب سے ضروری پہلے ایک عدد فری یا پئیڈ بلاگ کا ہونا ہے۔

. فری بلاگ اور پیڈ بلاگ میں فرق بس اتنا ہے کہ فری بلاگ میں زرا اس سورس کی مشہوری ہوتی ہے جہاں آپ نے بلاگ بنایا ہو اور پے ایڈ بلاگ میں بس اور بس آپ اور بس آپ۔

سو پہلے آپ بلاگ بنائیں۔۔ بلاگر ڈاٹ کام۔۔ ورڈپریس ڈاٹ کام، یا ورڈپریس پی کے۔۔ یہ تین بڑی فری بلاگنگ سروسس ہیں۔۔ ورڈپریس پی کے پر آپ کو فری بلاگ اردو میں بنا بنایا مل جائیگا۔

پئیڈ بلاگ یعنی ایک طرح سے آپ کا زاتی بلاگ آپ کے اپنے زاتی ڈو میں (ڈاٹ کام یا پی کے) پر بنانا بھی بہت آسان ہے۔۔ مگر اس کے لیے بلاگ سسٹم کو تھوڑا سمجھنا ضروری ہے۔۔

کیونکہ پیڈ سروس میں آپ کو بلاگ کا سافٹ ویئر اپنی سروس میں انسٹال کرنا ہوتا ہے۔۔ جو آپ بہت بہترین طریقہ سے تب کرپاوگے جب آپ تھوڑا بہت فری سروس کو سمجھ لوگے۔۔ ورڈپریس جو ایک بلاگنگ سافٹ ویئر ہے پر آپ اپنے زاتی بلاگ پر اپنا بلاگ بنا سکتے ہیں۔

گر آپ کا بلاگ نہیں تو بس جھٹ پٹ ابھی ایک بلاگ تو بنائیں۔۔ اپنی پہلی تحریر لکھیں۔۔ کچھ بھی لکھیں۔۔ جب چاہیں لکھیں۔۔ اردو لکھنے کے لیے آپ کمپیوٹر میں اردو انسٹال کرلیں۔ اردو لکھنے کے لیے جو ایک بہترین طریقہ میں استعمال کرتا ہو وہ ونڈوز میں اردو پیڈ کا استعمال ہے۔۔ میں جب بھی بلاگ لکھتا ہو یا کوئی تبصرا کسی بلاگ پر لکھتا ہو تو پہلے اردو پیڈ پر لکھتا ہو اور وہاں سے کاپی پیسٹ کرلیتا ہوں۔

منظرنامہ نے ایک اچھا سلسلہ شروع کیا ہے۔۔ ان کا بھلا ہو جن کے مطابق میں نیا بلاگر ہو۔۔ دیکھ لیں میں بھی نیا ہوں۔۔ سب پہلے پہلے نئے ہی ہوتے ہیں۔۔ اس بار کہیں اِتفاق سے ایوارڈ نامیشن میں آگیا تو کر بھلا سو ہو بھلا

اردو بلاگنگ از زیک

ہفتہ بلاگستان : اردو بلاگنگ

ہفتہ بلاگستان کے سلسلے کی یہ تیسری قسط ہے۔ جیسا کہ خیال تھا شگفتہ یہ آئیڈیا پیش کرنے کے بعد سے گم ہیں اور ان کے اس سال بلاگنگ کے منظر پر آنے کا کوئی چانس نہیں۔ شاید ایک دو صدیوں میں وہ اس ہفتہ بلاگستان کو بھی منالیں۔

آج میں نقل مارنے کے ارادے سے آیا ہوں اور اردو ویب بلاگ پر اپنی ایک تحریر کا زیادہ حصہ (مختلف اضافوں کے ساتھ) یہاں بھی نقل کر رہا ہوں۔

پہلی اہم بات یہ ہے کہ جب آپ کوئی پوسٹ لکھیں تو اخبار یا بلاگ کو حوالہ دیں اور اس خبر یا پوسٹ کو لنک کریں۔ یہ خیال رہے کہ لنک اخبار یا بلاگ کے ہوم پیج کا نہ ہو بلکہ سیدھا اس صفحے کی طرف جاتا ہو جو آپ کے زیرِ بحث ہے۔ اسی طرح اگر آپ کسی ویب سائٹ یا کسی بلاگر کا ذکر کرتے ہیں تو ان کا لنک بھی اپنی پوسٹ میں شامل کریں۔ یاد رہے کہ آپ کی سائڈبار میں موجود لنک بہت کم لوگ فالو کرتے ہیں مگر پوسٹ میں لنک زیادہ تر قارئین فالو کرتے ہیں۔

اسی طرح جب آپ کسی بلاگ پوسٹ کا جواب لکھیں تو لنک کے ساتھ ساتھ اس کا ایسا اقتباس بھی اپنی پوسٹ میں شامل کریں تاکہ گفتگو سمجھنے میں آسانی رہے۔ یہی نکتہ اخبارات کی خبروں کے لئے بھی ہے۔ پوری خبر یا پوسٹ کبھی شامل نہ کریں بلکہ صرف اقتباس دیں۔ اس اقتباس کو اپنے بلاگ پر اپنی تحریر سے نمایاں کریں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس اقتباس کے گرد <blockquote> ٹیگ ڈالیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آپ کی تحریر کونسی ہے اور کسی اور کی کونسی۔

ایک اور چیز ہر پوسٹ کے ساتھ اس سے متعلقہ پوسٹس کے روابط ہیں۔ اس کے لئے ٹیگز اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اپنے بلاگ پر آپ کسی قسم کا ہٹ کاونٹر ضرور لگائیں۔ اس کے لئے میں سائٹ میٹر تجویز کرتا ہوں۔ اس کی پرائیویسی سیٹنگ ایسی رکھیں کہ تمام قارئین اس کا سمری پیج دیکھ سکیں۔ اس طرح عوام یہ جان سکیں گے کہ آپ کا بلاگ روزانہ کتنے لوگ پڑھتے ہیں مگر تفصیلی ڈیٹا صرف آپ ہی دیکھ سکیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سائٹ میٹر میں اپنے وزٹ اگنور کرنے کی بھی آپشن ہے۔ یہ ضرور سیٹ کریں تاکہ جب آپ اپنے بلاگ پر جائیں تو وہ شمار نہ ہو۔

اپنے بلاگ کی مقبولیت بڑھانے کے لئے اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ باقاعدگی سے بلاگ پر لکھیں۔ میں نے نوٹ کیا ہے کہ دو تین بلاگرز کو چھوڑ کر باقی اردو بلاگر مہینے میں دو تین سے زیادہ بار نہیں لکھتے۔ دوسرے بلاگرز پر تبصرہ کریں اور ان کی تحریروں پر اپنے بلاگ میں لکھیں۔ جب کسی دوسرے بلاگ پر تبصرہ کریں تو اپنے بلاگ کا لنک یوآرایل فیلڈ میں ضرور دیں۔ دوسرے بلاگرز کے ساتھ گفتگو بلاگ کی دنیا کا ایک اہم حصہ ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ صرف اردو بلاگرز ہی تک محدود نہ رہیں بلکہ انگریزی اور دوسری زبانوں کے بلاگرز پر بھی تبصرے کریں خاص

طور پر پاکستانی انگریزی بلاگرز پر تاکہ گفتگو کا دائرہ بڑھ سکے۔ اگر آپ کسی بلاگ پر باقاعدگی سے تبصرے کرتے ہیں تو ممکن ہے وہاں سے کئی قارئین آپ کے بلاگ پر آئیں اور یہ بھی کہ وہ بلاگر آپ کی کسی پوسٹ کے بارے میں لکھے۔

اپنے بلاگ پر ایک صفحہ اپنے بارے میں ضرور شامل کریں جس میں کم از کم آپ کے بارے میں ایسی معلومات ہوں جس سے قاری کو آپ اور آپ کے بلاگ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ضروری نہیں کہ یہاں آپ اپنی سوانح حیات اور اصل نام ہی لکھیں مگر اپنے بارے میں لکھیں۔ ساتھ ہی خود سے رابطہ کرنے کا کوئی طریقہ بھی فراہم کریں۔

دو سال پہلے کی طرح آج بھی میرا یہی خیال ہے کہ اردو بلاگنگ ابھی کہیں نہیں جا رہی۔ چھ سالوں میں شاید چند سو بلاگ ہیں۔ اس کے مقابلے میں کل بلاگ ہر چار پانچ ماہ میں دوگنے ہو جاتے ہیں۔ پاکستانی انگریزی بلاگ لے لیں یا فارسی بلاگ یا انڈین بلاگ سب ہی انتہائی تیزی سے بڑھے ہیں۔ ان سب کی exponential growth ہے جبکہ اردو بلاگز کی linear growth۔ یہ بات پریشان کن ہے۔ لیکن اس سے زیادہ پریشان کرنے والی بات یہ ہے کہ اردو بلاگ یا فورمز کے قارئین بہت کم ہیں اور بہت سستی سے بڑھ رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایک عام اردو بلاگ کو 20 سے 30 قاری روزانہ پڑھتے ہیں اور زیادہ اردو بلاگز کو پڑھنے والے وہی لوگ ہیں یعنی تمام اردو بلاگز کے قاری اکٹھے کئے جائیں تو شاید چند سو سے زیادہ نہ ہوں۔ ایسی صورت میں نئے اردو بلاگز کہاں سے آئیں گے؟ اس اعداد و شمار کا مقابلہ بڑے بڑے بلاگز کی بجائے عام پاکستانی انگریزی بلاگ سے بھی کیا جائے تو شرمندگی ہی ہوتی ہے۔

اگرچہ پچھلے کچھ سالوں میں اردو بلاگز کے موضوعات میں اضافہ ہوا ہے مگر آج بھی زیادہ سیاست، مذہب، ادب اور ذاتی ڈائری ہی پر بلاگنگ عام ہے۔ کدھر ہیں معاشیات، معاشرتی علوم، فنون لطیفہ، سیاحت، فوٹوگرافی، ٹیکنالوجی، بے بی بلاگ، مختلف مشاغل پر بلاگ؟ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ان متنوع موضوعات کی کمیونٹیز کہاں ہیں؟

ایک بات خوش آئیند ہے کہ حال میں اردو بلاگرز کے درمیان گفتگو میں اضافہ ہوا ہے۔ اب بلاگرز ایک دوسرے کی تحریر کا جواب اپنے بلاگ پر دے رہے ہیں۔ اردو بلاگستان کی جب بھی بات آتی ہے تو لوگ ضابطہ اخلاق کی بات کرتے ہیں۔ تمیز اور انسانیت انتہائی اہم ہیں مگر بلاگنگ کے ضابطہ اخلاق کی بات کچھ عجیب لگتی ہے۔ یہ ضابطہ کوئی کسی پر لاگو نہیں کر سکتا۔ ہاں ہر شخص کو اپنی آن لائن اور آف لائن زندگی میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اگر آپ بلاگنگ کا ضابطہ اخلاق ہی چاہتے ہیں تو کوئی اردو بلاگنگ کا شہزادہ ان دو ضابطہ اخلاق کا ترجمہ کر دے۔ نیٹ پر اردو لکھنے اور پڑھنے والوں کی طرف سے نستعلیق فونٹ کی طرف شدید رجحان یہاں تک کہ وہ نسخ میں اردو پڑھنا لکھنا ہی گوارا نہیں کرتے آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ لوگ اس وجہ سے آج تک انپیج استعمال کر کے اردو تحریر کا امیج آن لائن پوسٹ کرتے ہیں۔ اب تو خیر چند نستعلیق فونٹ بھی میدان میں آ گئے ہیں۔

بلاگ کی دنیا اور ہم از سعدیہ سحر

بلاگ کی دنیا اور ھم

لکھتی تو اسکول کے زمانے سے تھی مگر پاکستان چھوڑنے کے بعد لکھنے لکھانے کا سلسلہ ٹوٹ گیا مگر ڈائریاں اتنے عرصے میں بھر گئیں پھر القمر پہ لکھنا شروع کیا وہاں اجمل جی میرا پاکستان بھی تبصرے کرتے تھے ایک دو بار عمار اور اوماراء نے اپنی سائیٹ کے لنک دئے کہ وہ سب بلاگرز کو ایک پلیٹ فارم پہ اکھٹا کر رھے ھیں لنک پہ جا کر سب کے بلاگ دیکھے شاید ایک دو پہ تبصرے بھی کیے مگر اپنا بلاگ شروع کرنے کا سوچا ھی نہیں پھر پاک نیٹ پہ لکھنا شروع کیا اس پہ بہت سے تھریڈ تھے جس میں بلاگ بنانے کے طریقہ لکھا ھوتا تھا بہت بار نظر انداز کیا ایک دن فارغ بیٹھی تھی سوچا

بلاگ بنالوں بنانے لگی تو بہت آسانی سے بن گیا جس پہ آج تک حیرت ہوتی ہے بلاگ بن گیا تو بنا کر بھول گئ پورا ایک ماہ بلاگ پر کچھ بھی نہیں لکھا ایک دن خبریں دیکھ کرتی ہوئ تھی کمپیوٹر آن کیا ساری فیملی یاہو پہ آن لائن تھی
میں نے حالاتِ حاضرہ پہ تبصرہ شروع کیا سب نے کہنا شروع کر دیا پاکستان کی لائٹ کا پتا نہیں کب چلی جائے یہ باتیں سنا کر بور نہ کرو پہلے ہی جلے پڑے ہیں میں نے بھی اپنی جلن نکالنی تھی غصے میں اپنا بلاگ کھولا چلی بھنی بلکہ تپی ہوئ تھی جو دل میں آیا لکھ دیا تھوڑی دیر بعد دیکھا کچھ لوگوں نے تبصرے بھی کیے تھے دیکھ کر بڑی خوشی ہوئ کہ مجھ جیسے پاکستانی حالات سے دل جلے اور بھی ہیں یہاں۔۔۔اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا آج تک جاری ہے دیکھتے ہیں کب تک چلے گا

اردو ایوارڈ : یومِ اردو بلاگنگ کے موقع پر ایک تجویز از سیدہ شگفتہ

اردو ایوارڈ : یومِ اردو بلاگنگ کے موقع پر ایک تجویز

میں بھی پیچھے رہ جانے والے بلاگرز میں سے ہوں تھینکس ٹو محب علوی اور راشد کامران بھائی کہ ہفتہ کی بجائے دو ہفتہ کا دورانیہ رکھنے کی تجویز پیش کی۔ ورنہ میں بھی ہفتہ بلاگستان میں شریک نہ ہو سکتی تھی اور میری سب تحریریں رہ جاتیں انٹرنیٹ کے مسائل کی وجہ سے۔ ہفتہ بلاگستان میں ڈسکشن ڈے کو اردو بلاگنگ کے لیے بالخصوص مختص کیا تھا، میرا اس حوالے سے دو تحریریں پوسٹ کرنے کا دل ہے (اگر میرے پاس انٹرنیٹ کی عدم دستیابی کا مسئلہ حل ہو گیا)۔ ان دو میں سے ایک پوسٹ اردو بلاگنگ کے ذیل میں کچھ نکات جو میرے ذہن میں ہیں وہ شیئر کرنا ہیں اور ایک پوسٹ درواقع ایک تجویز ہے۔ یہ تجویز میں پہلے پوسٹ کر رہی ہوں تاکہ اگر دوسری تحریر پوسٹ کرنے کا موقع نہ مل سکے تو یہ تجویز رہ نہ جائے۔ مجھے کچھ عرصہ قبل اردو انٹرنیٹ دنیا کی تاریخ مرتب کرنے کا شوق چرایا تھا اور کچھ عرصہ سے میں یہ کام ایک پراجیکٹ کی شکل میں شروع کیا ہوا ہے۔ یہ کام کس مرحلہ پر ہے اس کی تفصیل میں بعد میں دوسرے موقع پر لکھوں گی۔ میری خواہش ہے کہ دوسرے نام بھی اگر اس پراجیکٹ میں شریک ہو سکیں۔ اس وقت اس کا ذکر یوں کہ اس پراجیکٹ پر کام کرتے مختلف زاویوں سے ایسے نام سامنے آ رہے ہیں جن کی اردو دنیا آئندہ ہمیشہ ممنون رہے گی۔ اسی احساس کے پیش نظر میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اردو دنیا کے لیے ایک خصوصی ایوارڈ مختص و اجراء کیا جائے کہ جو اردو دنیا کے ایسے ناموں کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں دیا جائے جن کی وجہ سے انٹرنیٹ کی دنیا میں اردو کی ترویج و ترقی میں نمایاں و دور رس نتائج کی حامل پیش رفت ممکن ہوئی ہو۔ یہ وہ نام ہوں گے جنہیں ان کے کاوش و کوشش و خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے ایوارڈ دیا جائے۔ آغاز کے طور پر میں یہاں چار نام پیش کر رہی ہوں جنہوں نے اردو دنیا میں بالعموم اور اردو بلاگنگ کے لیے بالخصوص شاندار کام کیا ہوا ہے اور ان کی کوشش و کاوشیں اس نوعیت کی ہیں کہ ان کی خدمات کا اعتراف ضرور بالضرور کیا جانا چاہیے، اس طرح ہم اردو دنیا میں ایک مثبت روایت کی بنا بھی رکھ سکیں گے۔ اس ایوارڈ کی خاص بات یہ ہو گی کہ اس کا فیصلہ ووٹ کی بجائے اردو کی ترویج کے لیے کیے گئے تمام کار وسعی کی نوعیت، کمیت اور کیفیت کی بناء پر ہو گا۔ اب یہ کہ اس ایوارڈ کا نام کیا ہو میں اس ایوارڈ کے لیے ایک نام اپنی جانب سے تجویز کرنا چاہوں گی "اردو ایوارڈ" تاہم ساتھ ہی آپ سب کو بھی دعوت ہے کہ اس ایوارڈ کے لیے اگر اس سے بہتر عنوان تجویز کرنا چاہیں۔ میں اس ایوارڈ کے لیے درج ذیل چار نام پیش کر رہی ہوں :

نبیل حسن نقوی

زکریا اجمل

بدتمیز

محب علوی

فی الحال میں صرف نام پیش کر رہی ہوں ان سب کی خدمات ہم سب کے سامنے ہیں میں بعد میں ان سب کے کیے ہوئے تمام کام وکاوشوں کی جدا گانہ تفصیل جو میں مرتب کر رہی ہوں پیش کرنا چاہوں گی۔انٹرنیٹ میں اردو کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے مجھے یہ امر بہت دلچسپ لگا کہ اس وقت اردو دنیامیں جتنے بھی فعال نام مختلف زاویوں میں ہمیں نظر آ رہے ہیں ان میں سے بیشتر نام کسی نہ کسی حوالے سے یا کسی مرحلہ پر درج بالا ناموں کے زیر بار احسان نظر آتے ہیں۔مجھے اس سفر میں کچھ دیگر نام بھی نظر آئے ہیں اور کوشش ہے کہ ان کے کاروسعی کا بھی مکمل سراغ لگایا جاسکے۔ ان کی کوششوں کااحاطہ کرنے کے نتیجہ میں ممکن ہے کہ اس فہرست میں مزید اضافہ کیا جاسکے۔ میں یہ بھی چاہوں گی اس مثبت روایت کی بنیاد رکھنے میں اگر آپ سب تجاویز وآراء دینا چاہیں اسے بہتر شکل دینے کے لیے تو آپ کو اس سلسلے میں دعوت شرکت ہے۔آپ سب کا بہت شکریہ

اردو بلاگنگ از شاکر عزیز

اردو بلاگنگ

فدوی اس میدان کا پرانا کھلاڑی ہے۔ سمجھ لیں کہ آثار قدیمہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔اردو بلاگنگ کے بابے نبیل، دانیال، زکریا، قدیر احمد، نعمان وغیرہ کو دیکھ کر بلاگنگ کا خیال آیا اور غالبًا 2006 کے شروع یا 05 کے آخر میں بلاگ بنالیا تھا۔پہلے بلاگر پر رہا پھر ایک فری ہوسٹ پر منتقل کیا پھر اردو کوڈر پر رہا اور اب پھر بلاگر پر . ہے۔اس دوران نام بھی بدلا کام بھی بدلا کبھی لکھنا چھوڑا کبھی بہت زیادہ لکھا قصہ مختصر یہ کہ ایک ٹُٹا پجا سا بلاگر ہوں اور اردو کا بلاگر ہوں۔ .

شروع میں بلاگ پر لکھنے کے لیے گھنٹوں سوچا کرتا اور بہترین لکھنے کی کوشش کرتا پھر احساس ہوا یہ تو آنلائن ڈائری ہے جو مرضی لکھو بلکہ بکواس کرو اور بھول جاؤ۔ چناچہ اب اگرچہ بکواس نہیں کرتا تو زبان سے پھول بھی نہیں جھڑتے۔

ایک وقت تھا جب ٹیکنالوجی پر لکھا، ورڈپریس پر لکھا، لینکس پر لکھا لیکن اب وقت ہی نہیں ہے ورنہ دل تو بہت کرتا ہے کہ بہت کچھ لکھا جائے۔اب تو بہت رونق شونق ہو گئی ہے اور اردو بلاگنگ کی بیٹھک بہت بڑی ہوتی جارہی ہے۔

لسانیات کا طالب علم ہوں اور اردو کا بولنے والا ہونے کے ناطے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ زبان کا خیال رکھیں۔اردو کے سپیل چیکر دستیاب نہیں ، ہیں بھی تو ڈیفالٹ تنصیب میں نہیں ملتے، مل بھی جائیں تو ہم انسٹال نہیں کرتے، کر بھی لیں تو انگریزی سے اردو میں ہر بار سوچ کر نا مسئلہ لگتا ہے۔ کئی سارے مسائل ہیں لیکن اگر ان مسائل کو تھوڑی سی توجہ سے حل کیا جاسکتا ہے۔انگریزی استعمال کرتے ہوئے ہم سپیلنگ کا بہت خیال کرتے ہیں اردو لکھتے ہوئے بھی ہجوں اور املاء کا خیال کرلیا کریں۔لوگ ذ کو ز لکھ جاتے ہیں ح کو ہ لکھ جاتے ہیں اچھے خاصے لفظ کو بچوں کی طرح ص کی بجائے س سے لکھ جاتے ہیں۔یہ جو کچھ ہم لکھتے ہیں یہ تاریخ ہے اور ہماری آئندہ نسلوں کا ورثہ۔اگر ہم نے اردو کی معیار بندی نہ کی تو بہت نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔خدارا اپنی زبان کو بچائیں۔اب تو بار بار ایک بلاگ پر ہی املاء کی غلطیاں نکالنے کے لیے تبصرہ کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کہ احباب ناراض نہ ہوجائیں۔ بس شرم آتی ہے۔ بخدا دو تین املاء کی غلطیاں دیکھ لوں تو اکتا کر پوسٹ کو ایسے ہی چھوڑ دیتا ہوں پڑھنے کو دل ہی نہیں کرتا۔آپ احباب سے یہ التماس ہے کہ خدارا تحریر کو ایک بار لکھ کر پڑھ لیا کریں۔اس کی نوک پلک سنوار لیا کریں کم از کم املاء کی غلطیاں تو ٹھیک کرلیا کریں۔ کسی بھی زبان کا رسم الخط اور اس کا صوتی یعنی فونیٹک سسٹم اس کی بنیاد ہوتا ہے۔

ان دونوں چیزوں کو بچالیا جائے تو زبان کبھی نہیں مرتی۔اپنی زبان کو مرنے نہ دیں۔

دنیائے بلاگ اردو از شاہدہ اکرم

، دُنیائے بلاگِ اُردُو

ہفتہءِ بلاگ کے تیسرے حصّے میں بہُت سی باتیں ہیں دِماغ میں جو کہی جا سکتی ہیں، کی جا سکتی ہیں لیکن سرِفہرست جو بات سوچی اور لِکھنے میں اچھی لگ رہی ہے وُہ یہی سوچ ہے کہ ایک اِنتہائی بہترین طریقہ ہے اِظہارِ رائے کا، کم از کم میرے جیسے بندے کے لِئے جو ہر وقت کِسی نا کِسی گُنجل میں پڑے رہتے ہیں اور کوئی نا کوئی ایسی بات دِل کو ایسی پریشانی میں مُبتلا کِئے رہتی ہے جِسے نِکاسی کی ضرُورت ہوتی ہے بِالکُل ویسے ہی جیسے ہم نِکاسیءِ آب کی بات کیا کرتے ہیں کہ نِکاسی کے ساتھ تو لفظ آب ہی آتا ہے خیر یہ تو ایک جُملہءِ مُعترِضہ تھا نہیں نہیں فِکر نا کریں مُشکِل اِلفاظ کا اِستعمال کر کے آپ سب کو کِسی پریشانی میں نہیں ڈالنا چاہتی بس وُہ ایک کے بعد ایک جُملے خُود ہی آتے گئے،اور میرے نزدیک یہی بات سب سے اچھی ہے کہ آج کے زمانے میں جو افرا تفری والی صُورتحال ہے کِسی کو بھی کِسی دُوسرے شخص کی خیر خبر لینے کا بھی وقت نہیں ہوتا ایسے میں دُنیا بلاگ کی وجہ سے شُکر کر بہت نزدیک آ گئی ہے اور یہ بات میرے لِئے،تو بہُت سُکون کا باعث ہے میں اپنے دِل کی ہر بات یہاں کہہ کر ہلکا کر لیتی ہُوں اور اچھے بُرے ہر طرح کے صلاح مشورے بھی مِل جاتے ہیں ویسے اکثر تو اچھے اور تسلی آمیز مشورے ہی مِلتے ہیں دُنیا کے ہر کونے میں رہنے والے ایسے ایک دُوسرے کے قریب آ گئے ہیں کہ ایک فیملی کی طرح ہو گئے ہیں آپس میں کِسی بات پر غُصّہ یا دُکھ بھی آتا ہے تو بول بال کر پھر سے ایک ہو جاتے ہیں میں اِس دُنیائے بلاگ میں زیادہ پُرانی تو نہیں ہُوں . . پچھلے سال دو فروری کو بلاگ بنایا اور مُجھے اِس میدان میں کُودنے پر شُگفتہ نے مجبُور کیا کہ میں جو اپنی پسند کے بلاگز پر تبصرے کیا کرتی تھی اُس سے پہلے پچھلے پانچ سالوں سے بی بی سی پر لِکھتی رہی آپ کی آواز اور آرٹیکل بھی لِکھے بلاگز میں عالیہ نازکی، وُسعتُ اللہ خان، حسن مُجتبٰی، عارِف شمیم ،اسد چودھری، شیما صدیقی اور قریب قریب سبھی کے بلاگز پر خُوب خُوب تبصرے کِئے جاوید گوندل بھائی کے جاندار اور شاندار تبصرے وہاں بھی ایسے ہی جگمگاتے تھے بہُت دِل چاہتا تھا کہ ہم بھی اپنا بلاگ بنائیں کیُونکہ جب دِل چاہتا تھا بی بی سی والے چھاپتے تھے اور جو دِل چاہتا تھا کاٹ دیتے تھے خیر اُن کی اپنی پالیسیز ہوتی ہیں جن پر سختی سے عمل ہوتا ہے لِکھنے لِکھانے کا شوق حد سے زیادہ تھا جو بس پُورا تو ہو رہا تھا کہ ایک دِن بی بی سی پر ہی میرا پاکِستان کی ایک تحریر کی تعریف پڑھی اور عادت سے مجبُور ہو کر تحریر پڑھی اور ماخز کے پیچھے چل پڑی تو وہیں سے پھر اجمل انکل سے تعارف ہُوا اور پھر شُگفتہ سے اور پھر چل سو چل شُگفتہ، عمّار، اجمل انکل اور باقی سب نے بہُت مدد کی جِس سے جب جو مدد مانگی سب نے بہُت خُوش دِلی سے مدد کی اور آج ہر ہر موقعے پر سب بہن بھائی ایسے ساتھ ہوتے ہیں کہ کہیں سے یہ محسُوس نہیں ہوتا کہ ہم لوگ کِتنے فاصلوں پر رہتے ہیں مُجھے بلاگ اپنا دُوسرا گھر لگتا ہے اِس میں مسئلے بھی پیش آتے رہتے ہیں لیکن کوئی بات نہیں مسائل تو ہر بات میں اور ہر جگہ ہوتے ہی ہیں بس یہ ہے کہ میری ایک ہی تجویز ہے کہ کوئی ایسا بلاگ بھی ہو جہاں اِن سب مسئلوں کا حل بھی بتایا جائے جو نئے آنے والوں کو پیش آتے ہیں گو گِرتے ہیں شہ سوار ہی میدانِ جنگ میں کے مِصداق ٹُوٹ پھُوٹ اور خرابی کی نِشاندہی بھی ہو جاتی ہے اور بِگاڑ کے ساتھ ہی سنوار بھی ہو ہی جاتی ہے وقت کے ساتھ ساتھ کہ شوق دا کوئی مُل نئیں ہوندا,, تو راستے بھی خُود ہی ہموار ہو جاتے ہیں نئے آنے والوں کو صِرف ایک بات کہُوں گی کہ اگر آپ نے بلاگ دِل کی کہنے کے لِئے بنایا ہے تو بس دِل کی کہتے جائیں لِکھتے جائیں تبصروں کی کمی بیشی سے دِل برداشتہ ہو کر میدان نا چھوڑ بیٹھیں کہ یا تو دِل کی سُنیں یا تعریف و توصیف پا لیں اور رہی بات تعریف و توصیف کی تو ہر چیز وقت مانگتی ہے

so wait and see

پوسٹ کے خاتمے سے پہلے سب بہن بھائیوں کو رمضانُ المُبارک کی آمد کی ڈھیروں مُبارک باد قبول ہو اللہ تعالٰی سب کی عِبادتوں کو قبُولیت کا شرف بخشے ،آمین

بلاگنگ اور مرغبانی از عمر احمد بنگش

ہفتہ بلاگستان ۔ بلاگنگ اور مرغبانی

ہمارے خیال میں بلاگنگ اور مرغبانی میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے، کوئی یہ پوچھے کہ کیسے تو اسے اس پوسٹ کو آخر تک برداشت کرنا پڑے گا، امکان غالب ہے کہ آپ ہماری منطق بارے جاننے کے بعد حیرت سے اپنی انگلیاں چباڈالیں، بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی انگلیاں محفوظ کر لیں !۔
ہمیں کمپیوٹر استعمال کرتے اب کچھ ایک دہائی سے زیادہ ہو گیا، اور انٹرنیٹ سے واسطہ تقریباً پانچ، سات سال سے کچھ اوپر کا قصہ، لیکن پھر بھی بلاگنگ کی اصطلاح سے ہماری آشنائی ایک اردو روزنامے کے توسط سے ہوئی۔ .

یہ وہ خبر تھی، جس سے اخبار والے صرف جگہ پُر کرتے ہیں۔ وجہ بڑی سادہ ہے کہ بچپن سے ہی ہمیں یہ سکھایا گیا کہ سیدھے سکول، مدرسے اور پھر گھر۔ بس اسی طور انٹرنیٹ پر بھی دو چار مطلب کی جگہوں کے علاوہ ادھر ادھر ہم کچھ نہ دیکھتے۔ خیر اس خبر سے بھی ہمارے کان پر جُوں تک نہ رینگی، بلکہ ہم تو کافی عرصہ تک انٹرنیٹ پر بھانت بھانت کے فورمز اور گروپس کو یا پھر وہ مہنگی قسم کی ویب سائٹ خرید کر ہڑبونگ مچانے کو ہی اظہار خیالات کے میسر زرائع سمجھتے رہے !۔

بھلے آپ یقین نہ کیجیے لیکن پانچ سالہ یونیورسٹی دور میں ہم نے سوائے ناولوں، سفر ناموں اور شاعری کی دو ایک کتابوں کے علاوہ کسی کتاب کو لائبریری میں چھوا تک نہیں۔ ایسا نہیں کہ ہم کچھ ایسے خاص بقراط واقع ہوئے ہیں، بلکہ ہمارے ہاتھ میں تب اور اب بھی ایک عدد موبائل گردش کرتا ہے جو ہر جگہ ہمیں دنیا سے رابطے میں رکھتا ہے۔ وکیپیڈیا، اوپیرا منی اور ہمارے امور حیوانات کی بائبل کے موجدوں کو خدا سکھ بخشے کہ ہمیں لائبریری جانے کی حاجت ہی محسوس نہ ہوئی۔

اسی دوران ایک بار ہم نے یونیورسٹی میں تجرباتی پولٹری فارم چلایا، جس میں دو ڈھائی سو چوزہ پال کر کچھ تجربے کیے۔ اگر کسی کو مرغبانی کا تجربہ ہو تو یقیناً وہ یہ بھی جانتا ہو گا کہ مرغبانی میں چوزے پالنے سے بھی اہم کام "روزنامچہ" لکھنا ہوتا ہے۔ کاغذوں پر تو لکھتے ہی تھے، سوچا کیوں ناں کمپیوٹر پر لکھا جائے، اور اگر کمپیوٹر پر ہی لکھنا ہے تو کیوں ناں یو ایس بی کے جھنجھٹ سے آزاد اور دنیا کے سامنے ڈنکے کی چوٹ، انٹرنیٹ پر لکھو، سوال یہ کہ کیسے لکھو!!!۔

صاحبان، جب ہم نے اصطلاح "پولٹری فارم لاگ" کو گوگل کے سپرد کیا تو احساس ہوا کہ یہ کام تو دنیا پہلے سے کر رہی ہے، بس ایسے سمجھیے کہ جیسے ریڈ انڈینز تو پہلے ہی امریکہ میں بس رہے تھے، کولمبس نے کون سا تیر مارا وہاں اپنے قبیلے کو بسا کر !۔

مُلا کی دوڑ مسجد تک کے مصداق ہم کافی عرصہ تک بلاگنگ میں مرغیوں کے علاوہ دوسرے جانور بھی تلتے رہے، جس میں ہم خود بھی شامل تھے۔
خیر اردو بلاگنگ سے آشنائی بھی ایسے ہی تھی، ہم دو ایک مہینے اردو میں لکھتے رہے اور خود ہی پڑھ کر خوش ہوتے رہے، مجال کہ کوئی بندہ بشر پڑھنے آئے، اسی کشمکش میں اردو سیارہ سے آشنائی ہوئی۔ ڈفر نامی شخص ایک دن نا جانے کہاں سے وارد ہوا اور بولا، "شرم کرا وئے، فانٹ تو سدھا کر، اردو لکھ لیکن، ترتیب تے سدھی کر لے !۔ بس پھر گاڑی چل پڑی اور ہم یہاں ہیں دن رات شور مچاتے ہیں، لیکن شکر ہے اس شور سے پڑوسی تنگ نہیں ہوتے۔ مدعا یہ ہے کہ تب بھی ہمیں علم نہیں تھا کہ بلاگنگ کیا ہے، اب بھی ہم بے بہرہ ہیں، بس جو منہ میں آیا بک دیتے ہیں اور جو سمجھ نہ آئے بھائی لوگوں کی سن لیتے ہیں، ہمارے لیے تو یہی ہے اردو بلاگنگ، اس کے علاوہ کوئی کہے کہ اردو بلاگنگ کیا ہے؟ تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہ ہمارے واسطے تو وہ جذباتی کیفیت ہے جو بیاں نہیں ہو سکتی، جیسے محبت بیاں نہیں ہوتی، کی جاتی ہے۔

اردو بلاگنگ، از فہیم

اردو بلاگنگ ... ہفتہ بلاگستان

دماغ کچھ ایسا گھن بنا ہوا تھا کہ میں بھول چکا تھا کہ میرا ایک عدد بلاگ بھی ہے جہاں میں کبھی کبھار کچھ لکھ مارتا ہوں۔

اور تو اور یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ ایک عدد ہفتہ بلاگستان منایا جارہا ہے:sharm

خیر سے یہ شُب خبر بذریعہ شَب چند دن پہلے ہی ہمارے گوش گزار ہوئی۔

ساتھ میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم بھی ہفتہ بلاگستان کو لیتے ہوئے چند صفحات سیاہ کرڈالیں۔

ہم نے تھوڑے ٹال مٹول سے کام لینا چاہا کہ اب کہاں لکھیں اب تو مہینہ بھر گزر گیا اور پچھلے تمام ہفتے گزر گئے :latt

اب کیا ہم بھی ہفتہ رسوئی گھر پر لکھ ماریں :cofy

تو کہا گیا نہیں کہ شروع سے لکھوں :wrd

اس پر ہم راضی نہ ہوسکے البتہ یہ ضرور کہا کہ اگر دماغ میں کچھ آیا تو لکھ ماریں گے۔

تو اب تک جو جو ہفتے منائے جاچکے ہیں ان میں ہمیں بلاگ کے بارے میں لکھنے والا ہفتہ ہی سمجھائی دیا کہ اس پر ہی تھوڑا بہت لکھ مار تے ہیں۔

تو دوستوں اور بزرگوں سچ پوچھیں تو مجھے ابھی تک ٹھیک سے بلاگنگ کی معلومات نہیں۔

بس تجربے کرتا رہتا ہوں۔ یہ نہیں معلوم کہ بلاگ سیٹ کیسے کیا جاتا ہے۔ اور اس کو خوب سے خوب ترکیسے بنایا جاتا ہے :no

مجھے بلاگنگ کی دنیا میں لے کر آنا والا عمار تھا۔

جو کہ بلاگنگ کے معاملے میں کچھ ایسا جنونی تھا کہ اس نے نہایت ہی کم عرصے میں نہ صرف بلاگنگ کی دنیا میں نام پیدا کیا بلکہ بلاگ کے حوالے سے اور بھی بہت سی باتیں سیکھیں اور ایسی سیکھیں کہ اب دوسروں کو سکھاتا ہے۔

میرا یہ بلاگ بھی موصوف نے ہی بنا کر دیا اور کہا کہ میں بس لکھوں۔

ہم نے بھی پہلے تو کچھ عرصے اکا دکا بے تکی سی پوسٹس ماریں اور پھر بلاگ کو بھول گئے۔

دوبارہ بلاگنگ کا شوق گوگل والوں کے بلاگر میٹ اپ میں شرکت کے بعد جاگا۔

جب بلاگر میٹ اپ میں شرکت کی تو اسی عرصے میں میری بات چیت شب سے ہوئی۔

ورنہ اس سے پہلے اردو محفل کا رکن ہوتے ہوئے بھی میری ان سے بات چیت نہیں تھی۔

ان سے بات چیت ہوئی اور معلوم ہوا کہ موصوفہ بھی بلاگر ہیں۔

ان سے کچھ عرصہ بات چیت کے بعد میں نے ایویں ہی آئیڈیا دیا کہ کیوں نہ ایک خفیہ بلاگ بنالیا جائے۔

لیکن اس وقت یہ بالکل دماغ میں نہیں تھا کہ اس خفیہ بلاگ کا نام کیا ہوگا اور اس پر لکھا کیا جائے گا۔

بس ایویں ہی ایک بات کہہ دی تھی۔

اور پھر اسے ہمارا شوق کہیں کہ کچھ نہ آتے ہوئے بھی ہم نے نہ صرف بلاگ بناڈالا بلکہ اچھے خاصے لوگوں کو بھی تپاڈالا :d

مزے کی بات یہ کہ لوگوں نے سوچ کے بڑے گھوڑے دوڑائے کہ یہ بندہ یا بندی کون ہوسکتا ہے لیکن درست نتیجہ کوئی نہ نکال پایا۔

ہماری طرف کسی کا خیال جا ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ بقول عمار ہمیں بلاگنگ کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا اور یہ ہمارے بس کا کام نہیں تھا۔

لیکن ہم نے نہ صرف اس کو بس میں کیا بلکہ لوگوں کی بے بسی سے لطف اندوز بھی ہوئے :ankh

خیر اب وہ بات پرانی ہو چلی ہے اور وہ بلاگ اب بالکل سے ختم کر دیا ہے۔

رہا میرا یہ بلاگ۔

تو یہاں بھی بس ہم کبھی کبھار کچھ لکھ مارتے ہیں۔

کوئی مخصوص موضوع نہیں منتخب کیا ہوا۔

سیاست پر لکھنا ہمیں پسند نہیں تبھی نہیں لکھتے۔

پاکستان میں رہتے ہوئے اس کی برائیاں کرنا بھی پسند نہیں کرتے اس لیے اپنے معاشرے پر کچھ لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔

کوئی درد بھری داستان بھی پاس نہیں کہ اسی پر لکھتے رہیں اور لوگوں کو بور کرتے رہیں۔

ہوتا یہی ہے کہ کبھی کچھ دماغ میں سما گیا تو لکھ مارا۔

جیسے کہ ابھی یہ پوسٹ لکھی۔

ہائے بلاگستان از محب علوی

اے ہفتہ بلاگستان

ہسب سے پہلے تو میں شگفتہ کو بہت بہت مبارکباد پیش کروں گا کہ جنہوں نے اس خوبصورت کو پیش کیا اور موضوعات بھی پیش کیے اور میری اور راشد کامران کی تجویز پر اس کا دورانیہ بڑھا کر ایک ہفتہ سے دو ہفتہ کر دیا، یہ الگ بات کہ بقول رضوان محب ایک بار پھر چکنا گھڑا ثابت ہوا اور دوسروں کے لیے وقت بڑھوا کر خود وقت گزار ہی گیا مگر اگر آپ لوگ تھوڑا ٹھنڈے دل سے سوچیں تو یہی میرا طریقہ واردات ہے کہ میں دوسروں کو کام پر لگا جاتا ہوں اور خود بس ابھی آیا کہہ کر پتلی گلی سے نکل جاتا ہوں۔ یار لوگ کافی محنتی، سچے اور اچھے لوگ ہیں میرے کہے کو ہر بار سچ مان کر جی جان سے محنت کرتے رہتے ہیں اور عین کام کے ختم ہونے سے پہلے میں حسب معمول دوبارہ .آ کر ان کے حصے کا کریڈٹ لے کر الٹا ان پر احسان کر دیتا ہوں کہ دیکھا میرے کہے پر عمل سے کتنا فائدہ ہو گیا ہے اور کتنی ترقی ہو رہی ہے اردو کی، بس ایسے ہی ہمتیں قائم اور عزم جواں رکھنے ہیں۔ دوست احباب کی مروت، انکساری اور محبت شاید ایسے ہی موقعوں کے لیے انہوں نے بچار کھی ہوتی ہے اس لیے خوب خوب لٹاتے ہیں اور سارا کام کر کے مجھے مفت میں پذیرائی بخش دیتے ہیں۔ . آمدم بر سر مطلب، بہت جی خوش ہوا ہے کہ ہفتہ بلاگستان کی بے مثال کامیابی اور اردو بلاگران کا جوش و خروش دیکھ کر۔ ایک وقت تھا کہ میں اور کئی دوست سوچا کرتے تھے کہ اردو بلاگر کب انگریزی بلاگران کی طرح متحرک ہوں گے اور کب ہم اردو بلاگنگ کو انگریزی بلاگنگ کے مقابل لا سکیں گے۔ مقام شکر ہے کہ اب یہ وقت قریب قریب نظر آ رہا ہے اور انشاء اللہ جس طرح اردو بلاگران نے مل جل کر اور جوش و خروش سے ہفتہ بلاگستان منایا ہے اس سے اردو بلاگران کے اس چھوٹے مگر متحرک گروہ کی ذہنی پختگی اور ترقی کا اظہار ہوتا ہے۔ ماورا کو نہ سراہنا بہت زیادتی ہو گی جس نے عمار کے ساتھ مل کر منظر نامہ کو نہ صرف قائم کیا بلکہ عمدگی سے چلایا اور اردو بلاگران میں مشترکہ موضوع پر لکھنے کی روایت ڈالی اور شناسائی کا سلسلہ تو قابل صد تحسین ہے ہی، میں البتہ اپنی ازلی اور روایتی سستی کی وجہ سے اب تک منظر نامہ پر انٹرویو نہیں دے سکا ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ باقی اہم لوگوں کی شناسائی کا جو سلسلہ جاری ہے وہ زیادہ اہم ہے۔

اب آمدم بر سر مطلب میں بھی جو مطلب کی بات ہے اس کی طرف آتا ہوں۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ میں ٹھہرا اسد اکا تا خیر پسند، ہر کام کو ٹھہر کر اور وقت گزار کر کرنے کا عادی اس لیے یہ وقت و حدود کی قیود میں کم کم ہی پورا اترتا ہوں۔ اسی وجہ سے ہفتہ بلاگستان کا دورانیہ ایک ہفتہ سے بڑھا کر دو ہفتہ بڑھا کر بھی میں ایک عدد پوسٹ بھی نہ کر سکا۔ میں نے کوشش کی کہ ایک اور پوسٹ لکھ کر ایک ہفتہ اور بڑھا لوں پر یہ کام وقت پر کر لیتا تو پھر

تاخیر پسندی سے جھگڑا مول لیناپڑتا اس لیے دیرینہ دوست سے حق دوستی نبھایااور وقت گزار کر یہ پوسٹ کر رہا ہوں کہ اب میں ہفتہ بلاگستان کے حساب سے جو پوسٹس کرنی تھیں وہ میں اب کروں گا۔

مجھے علم بھی ہے اور یقین بھی کہ کچھ میرے بھائی بندے ایسے بھی ہیں جو میری ہی طرح سوچتے رہ گئے ہیں مگر پوسٹس نہ کر سکے تو ان تمام راہ تاخیر کے مجاہدو کو پیغام ہے میرا کہ جاگ اٹھو جوانو اور اپنے حصہ کی پوسٹس دیر سے ہی سہی مگر کر ڈالو۔ خصوصیت سے پروفیسر ظفری اور علامہ ابوشامل سے درخواست ہے کہ وہ اس بہتی گنگا میں میرے ساتھ ہاتھ دھولیں التبہ ہاتھ سوپ ذاتی ہوگا۔

باقی دوستوں کے لیے بھی صلائے عام ہے

اردو بلاگنگ از میرا پاکستان

اردو بلاگنگ ۔ہفتہ بلاگستان

امید ہے اردو بلاگنگ پر ہمارے بلاگر ساتھی تفصیل سے روشنی ڈالیں گے اور اس کی ترقی وترویج کیلیے مفید مشورے بھی دیں گے۔ اپنے تجربے کی روشنی میں ہم سمجھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل نقاط اردو بلاگنگ کو عام کرنے کیلیے ضروری ہیں۔

اردو بلاگرز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا جائے اردو بلاگنگ کو مشہور کرنے کیلیے ایک مشترکہ فنڈ کے ذریعے میڈیا میں اشتہارات دیے جائیں

منظر نامہ کے زمرے "بلاگنگ" میں نئے بلاگرز کی مدد کیلیے تمام بلاگرز مل کر اردو بلاگنگ شروع کرنے کے طریقے بتائیں

اردو بلاگرز انگریزی بلاگرز پر بھی اپنے تبصرے کریں تا کہ ان کے بلاگ کا تعارف ہو

نئے بلاگرز بلاگ کیلیے ایک موضوع منتخب کریں اور پھر صرف اسی پر لکھیں

نئے بلاگرز کی حوصلہ افزائی کیلیے ان کے بلاگز پر تبصرے کئے جائیں اور ان کی ہمت افزائی کی جائے

نئے بلاگرز بلاگنگ سوچ سمجھ کر شروع کریں اور جب شروع کریں تو پھر جم جائیں

منظر نامہ والے اس موضوع پر لکھی گئی تحریریں ایک جگہ پر یکجا کر دیں

بلاگنگ میں اگر آپ سنجیدہ ہیں تو ایک عدد استاد یا مرشد پکڑ لیں

کامیاب بلاگر بننے کیلیے اس نعرے پر عمل کریں

بلاگنگ میں کامیابی

اچھوتا پن، مستقل مزاجی

ڈفر اعظم کے بالیس نکات از ڈفر

ڈفر اعظم کے بائیس نکات (ہفتہ بلاگستان – ۳)

لو جی اب ڈفر بھی مشورے دیں گے

ہاں تو اور، جب بڑی بہو دال میں نمک دیکھ سکتی ہے تو ڈفر مشورے کیوں نہیں دے سکتا؟ اور مشورے دینے کے لئے کونسا نیوٹن یا آئن سٹائن ہونا ضروری ہے؟ نہیں نا! اسی لئے ہم حاضر ہیں مشوروں کے ساتھ، منّو بھاویں نا منّو۔

نئے بلاگران

اچھی تحاریر لکھنے کی کوشش کریں (ہمیشہ ڈفر مت رہیں)۔

اپنی تحریر پسند نا آنا اس کے برا ہونے کی نشانی نہیں، اپنی تحریر اکثر اچھی نہیں لگتی۔

اپنے جاننے والوں میں اپنے بلاگ کی تشہیر کریں اور اہل لوگوں کو اردو بلاگ شروع کرنے کا مشورہ دیں بلکہ ان کو بلاگی دنیا میں زبردستی ٹھونسیں۔

اگر ہوسکے تو اپنے ای میل میسجز میں دستخطوں کے ساتھ اپنے بلاگ کا لنک شامل کریں۔

دوسرے بلاگز کو وزٹ کریں، وہاں تبصرے کریں اور اپنے بلاگ کا لنک چھوڑیں۔ .

زیادہ وزٹ ہونے والے بلاگز، فورمز اور سائیٹس کو ضرور وزٹ کریں اور وہں اپنے تبصرے کے ساتھ اپنے بلاگ کا ربط دیں (مثال کے طور پر، پی کے پالیٹکس، بی بی سی، پاکستانیت، پروپاکستانی، میٹرو بلاگز۔۔۔اور بھی کوئی ہوں تو مجھے بھی بتائیں)۔

فیڈ ایگریگیٹرز میں اپنے بلاگ کی فیڈ کو رجسٹر کروائیں مثلاً اردو سیارہ، اردو سب رنگ، بلاگز پی کے،۔۔۔

اگر انگریزی سمجھ سکتے ہوں تو انگریزی بلاگز کو ضرور ضرور وزٹ کریں اور وہاں پر تبصروں کے ساتھ اپنے بلاگ کا لنک چھوڑیں کیونکہ یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ اردو بلاگز پاکستان کی بلاگی دنیا میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں اور اکثریت کو معلوم ہی نہیں کہ اردو بھی انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

بلاگ شروع کرلیں تو اس کو مطلوبہ اور مناسب وقت ضرور دیں۔

ہفتے میں سات نہیں تو دو تین پوسٹیں لازمی لکھیں۔

ہر پوسٹ کو پڑھے جانے اور تبصرے حاصل کرنے کے لئے مناسب وقت دیں (شروع میں ہر دوسرے دن ایک پوسٹ بالکل ٹھیک ہے)۔

تبصروں کا جواب ضرور دیں، بانو کی طرح پوسٹ کرکے بھول مت جائیں یا دارا کی طرح ٹوکا پکڑ کر جواب مت دیں 😄۔

اگر جلدی جلدی پوسٹیں ذہن میں آرہی ہیں تو ایک دفعہ لکھ کر آنے والے دنوں میں شیڈول کرلیں۔

مستقل لکھیں چاہے جیسا بھی لکھیں، وقت کے ساتھ ساتھ تحریر میں پختگی خود بخود آجائے گی۔

تبصرہ نگار کا کی بورڈ اور ذہن آپ کے بس میں نہیں لیکن اپنی پوسٹ کو فرقہ واریت، لسانی و صوبائی تعصب اور کسی بھی قسم کی نفرت سے پاک رکھیں۔

تبصرہ نگار آپ سے مختلف رائے رکھ سکتا ہے، دل بڑا رکھیں اور کسی کو تضحیک کا نشانہ مت بنائیں۔

نئے آنے والے بلاگروں کی حوصلہ افزائی ورہنمائی کریں۔

ایسی ڈومین پر بلاگ بنانے سے پرہیز کریں جہاں قارئین کے لئے پڑھنا اور لکھنا مشکل ہو اور جو اکثر ڈاؤن رہتی ہوں۔

سینئر اردو بلاگران کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ اکثریت کے پاس اپنے بلاگ کے لئے ہی وقت نہیں نئے آنے والوں کی کیا خبر ہوگی اس لئے سینئر بلاگران سے گزارش ہے کہ نئے آنے والے بلاگز کو بھی وزٹ کریں اور اچھا نا لگنے کے باوجود ان کو بااعتماد ہونے میں مدد دیں۔

کامی صاحب نے بڑی اچھی رائے دی ہے کہ مستقل تبصرہ نگار اپنے گریویٹار ضرور بنائیں تاکہ تبصروں کی فوری پہچان اور تلاش میں آسانی ہو۔

اگر منظرنامہ کو اردو بلاگنگ کا فوکل پوائینٹ بنا کر صحیح معنوں میں فعال بنادیا جائے تو اردو بلاگنگ کی ترویج میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

اردو ماسٹر بھی ایک بڑی اچھی کاوش تھی لیکن افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے یہ مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کرسکا۔

میری تجویز ہے کہ اردو ماسٹر کو منظرنامہ میں ہی ضم کردیا جائے تو منظرنامہ اردو کے موجودہ اور نئے آنے والوں کے لئے ایک ہی پلیٹ فارم بن جائے اور منظرنامہ اور اردو ماسٹر کے منتظمین کو بھی دونوں کو الگ الگ دیکھنے کی بجائے ایک جگہ توجہ رکھنے سے سہولت ہوگی۔

بعد میں شامل کئے گئے کچھ نکات

پہلی ترمیم : بلاگرز دوسرے بلاگرز کے لنکس بھی اپنے بلاگ رول میں شامل کیا کریں جسکے معاملے میں اردو بلاگرز کافی بخیل ہیں

اردو بلاگنگ از کامران اصغر

اردو بلاگنگ

بلاگ تو بنالیا پانچ ہی منٹ میں

دماغ اپنا خالم خالی تھا برسوں میں بلاگر بن نہ سکا

ہمیں تو بلاگروں نے لوٹا ادیبوں میں کہا دم تھا

میرا رابط بلاگ وہاں ٹوٹا جہاں رش کم تھا

نہ تکرار کر لوٹ جا مجھے بھول جا

کسی دوسرے سے مل پوسٹیں چرا مجھے بھول جا

یہ میرے چند اشعار تھے آپ سب بلاگروں اور بلاگریوں کے لئے۔ اگرچہ بلاگ بنائے چھ سات ماہ ہی ہوئے ہیں اور اس وقت میں کسی خاص مدد کی ضرورت پیش نہیں آئی مگر کچھ چیزیں ایسی تھیں جو ہر نئے بلاگر کے لئے منہ کھولے کھڑی ہوتی ہیں۔ سوچا کسی سے مدد لے لوں مگر کس سے؟ یہ پتا نہ تھا کچھ بلاگر بھائیوں کا اس بارے لکھا پڑھا مگر یہ میری ٹینشن دور نہ کر سکتا تھا۔ میری بس یہ ہی تجاویز ہیں کہ۔۔۔

1۔ آنے والے نئے نو مولود بلاگر کے لئے کچھ ایسا لکھا جائے جس میں پیش آنے والی مشکل کا حل موجود ہو۔

2۔ اسے علاوہ کون کون صاحبان مدد فرماتے ہیں ان کے بارے میں تفصیل سے منظر نامے پر درج کیا جائے۔

3۔ نئے یا پرانے بلاگر کی پوسٹ یا کمنٹ پر جواب دیے کر حوصلہ افزائی ضرور کی جائے چاہے خوش آمدید لکھ کر ہی۔

4۔ نئے آنے والوں کا تعارف نامہ ہونا چاہیے تاکہ سب کو پتا چل سکے۔

5۔ ایک علیحدہ صفحہ یا بلاگ ہو جس میں سب بلاگروں کا ڈیٹا ہو۔

6۔ بلاگ سپاٹ کا کوئی حل ڈھونڈا جائے یا انکو ورڈپریس میں لایا جائے۔

7۔ ہر ہفتے یا مہینے میں ایک دن کسی بلاگر کے نام کیا جائے جس میں اسکی کاوشوں کی تعریف اور تنقید دونوں ہی کیں جائیں۔

8۔ ہر بلاگر اپنا ایک اوتار پسند کرے جو اسکی پہچان بن سکے اور زیادہ بہت کمنٹس میں تلاش آسان ہو اوتار یہاں پر رجسٹر کروا سکتے ہیں ۔ http://en.gravatar.com/ انتہائی آسان اور سادہ طریقہ کار ہے۔

9۔ ٹپس اینڈ ٹرکس برائے اردو بلاگرز شروع کیا جائے جس میں سب اپنی ٹپس اور ٹرکس شیئر کریں۔

10۔ ہفتہ بلاگستان ایک اچھا سلسلہ ہے اسی طرح کے سلسلے چلتے رہنے چاہیں مگر وقت کی قید نہیں ہونی چاہیے جیسے کوئی ایک موضوع بچپن ،سکول، شرارتیں، یادیں، وغیرہ کا سلسلہ چلتے رہنا چاہیے جس کو ہم اردو یا انگلش کے حروف کے حساب سے چلا سکتے ہیں۔ جیسے الف سے یے تک ۔

11۔ بلاگ کا ضابطہ اخلاق تو یہ ہی ہے کہ لکھنے والے میں اور اس کی تحریروں میں اخلاق احترام اور شائستگی ہونی چاہیے

اردو اور اردو بلاگنگ از یاسر عمران مرز

اردو اور اردو بلاگنگ - ہفتہ بلاگستان 3

اردو ہماری قومی زبان ہے، جو کہ کم وبیش تمام علاقوں میں رہنے والے پاکستانی سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں چونکہ بنیادی تعلیم کے بعد والی تعلیم کا زیادہ تر حصہ انگریزی زبان میں ہے، اس لیے تعلیم یافتہ افراد میٹرک کے بعد اردو زبان سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ خود میرا یہ حال ہے کہ مجھے اکثر اردو الفاظ کے ہجے تک بھول گئے ہیں۔ حالانکہ اردو زبان سے مجھے بہت محبت ہے اور میں زیادہ تر تحقیق، کتب، خبریں اور تجزیے وغیرہ اردو میں پڑھنے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اسکی دو وجوہات ہیں، ایک تو یہ کہ اردو سمجھنے کے لیے مجھے ذرا سا بھی سر کھپانا نہں پڑتا، جبکہ انگریزی زبان جاننے، بولنے اور پڑھنے کے باوجود مجھے انگریزی تحریر پڑھنے اور سمجھنے میں اردو سے زیادہ وقت لگتا ہے۔ . دوسری وجہ اردو سے محبت کیوں کہ اردو ہماری اپنی زبان ہے۔ ٹیکنالوجی میں ترقی کی بدولت اردو مواد کی انٹرنیٹ پر دستیابی ایک خوبصورت اور عمدہ حقیقت ہے، اور یہ بات بہت خوش آئند ہے کہ بیشتر پاکستانی اور اردو سے محبت رکھنے والے افراد اردو کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں۔ اس سلسلے میں تمام اردو بلاگرز بہت اچھا کام کر رہے اور قابل تحسین ہیں۔ اس کے علاوہ اردو محفل اور اردو نامہ جیسے فورمز اور ان کی انتظامیہ کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اردو لائبریری والے افراد بھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

میرے خیال میں بلاگ لکھنا اسکی تزئین وآرائش کرنا، مواد کی بہتر طرز میں دستیابی ممکن بنانا ایک انسان کی اندرونی صلاحیتوں کا عکس ہوتا ہے۔ بلاگ کی مدد سے آپ اپنے خیالات کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، کچھ بلاگرز ٹیکنالوجی پر لکھنا پسند کرتے ہیں، کچھ حالات حاضرہ پر، کچھ مزاح اور کچھ شاعری کو اپنی ترجیحات میں شامل کرتے ہیں، مختلف قسم کی تحاریر کا یہ امتزاج بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے، اگرچہ مجھے خاص طور پر اردو میں لکھتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن ایسا لگتا ہے جیسے اردو محفل، اردو سیارہ اور تمام بلاگرز حضرات ایک طویل عرصے سے میری ذات کا ایک حصہ ہیں۔ روزانہ اپنے دفتری کام سے فراغت کے بعد مجھے اردو کے یہ صفحات کھنگالنا بہت اچھا لگتا ہے ۔ مجھے امید ہے یہ سلسلہ پھلتا پھولتا رہے گا۔ اکثر اردو بلاگرز جن میں کامی، اور میرا پاکستان شامل ہیں اردو بلاگنگ کے متعلق بہت اچھی تجاویز دی ہیں جن پر عمل درآمد ہونا چاہیے، میرے ذہن میں بھی کچھ تجاویز تھیں لیکن ان دونوں حضرات کے بلاگز پر تجاویز دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے جیسے میرا نقطہ نظر پیش ہو چکا ہے، اس لیے میں ان تجاویز کی تائید پر ہی اکتفا کروں گا۔ اردو بلاگنگ کے موضوع پر یہ کچھ خاص تحریر نہیں ہے، بس میری چند باتیں ہیں، اگر پڑھنے کے بعد آپ مایوسی محسوس کریں تو معذرت چاہوں گا۔ رمضان کریم ہمارے بہت قریب آچکا ہے اور اللہ تعالی کی رحمتوں کے دروازے بھی کھلنے ہی والے ہیں، میری طرف سے تمام قارئین کو رمضان مبارک، اللہ تعالی ہمیں باقاعدگی سے نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، قرآن پڑھنے اور رمضان کی برکتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج ستائیس اگست میری سالگرہ کا دن ہے، چنانچہ ہیپی برتھ ڈے ٹو می، جن جن فورمز پر میں رجسٹرڈ ہوں تقریبا سب کی طرف سے خودکار نظام کے تحت مبارک باد کی ایک ای میل موصول ہوئی، جس پر کچھ ہنسی آئی، کہ اب کمپیوٹر کا شکریہ کیسے ادا کروں، مگر جن دوستوں نے مبارک باد دی اور مجھے یاد رکھا ان سب کا بہت شکریہ۔

یوم کچن

اصلی والی ترکیب از جعفر

اصلی والی ترکیب – (ہفتہء بلاگستان – 4)

میں تمام احباب سے ان کی مایوسی پر پیشگی معافی چاہتا ہوں . ! یہ ایک واقعی کھانے کی ترکیب ہے جس کی ایجاد کا سہرا ضرورت اور مجبوری کے سر جاتا ہے۔ خاور صاحب نے بھی ایک "چھڑا اسٹائل" فاٹ کھانے کی ترکیب لکھی ہے جو مجھے بہت پسند آئی ہے لہٰذا آج شام وہ ڈش بنے ہی بنے ! بہر حال کھانے کی جو ترکیب میں آپ کو بتانے جارہاہوں یہ بالکل میرے بھیجے کی پیداوار ہے۔ لہٰذا پکانے سے پہلے یقین کرلیں کہ آپ واقعی یہ کام کرنا چاہتے ہیں ! . اس کے اجزاء میں ایک پیاز، ایک ٹماٹر، چند سبز مرچیں، تھوڑی سی بند گوبھی، دو درمیانے سائز کے آلو، تھوڑے سے مٹر، دو گاجریں، ایک شملہ مرچ، چھ انڈے، نمک، کالی مرچ، کوکنگ آئل اور سویا ساس شامل ہیں۔

ساری سبزیاں باریک باریک کاٹ لیں۔ آلو ایسے کاٹیں جیسے چپس بنانے کے لئے کاٹے جاتے ہیں۔ سبزیاں ایک پتیلی میں ڈال کر ساتھ ہی کوکنگ آئل ملادیں اور پتیلی پر ڈھکن دے کر ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ سبزیاں گلنے پر نمک، کالی مرچ اور سویا ساس حسب ذائقہ ملادیں۔ ساتھ ہی انڈے بھی ملادیں۔ انڈے ملانے کے بعد زیادہ چمچ نہ چلائیں۔ جب سفیدی اور زردی دونوں پک جائیں تو آپ کی ڈش تیار ہے۔ اس ڈش کو آپ چاول، روٹی یا میکرونی کے ساتھ کھا سکتے ہیں۔

اگر مزیدار ہو تو یہ میرا کمال ہے اور نہ ہو تو آپ کا قصور !

دوستوں نے مختلف بلاگز پر میری تراکیب کے بارے میں جو حسن ظن ظاہر کیا، میں اس پر ان کا مشکور ہوں۔ بلکہ چند دوستوں نے تو اسی انداز میں چند تراکیب لکھ بھی ڈالیں ہیں، اس پر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہوگیا !!!

یوم کچن از حجاب

یومِ کچن (ہفتہء بلاگستان 4)

انتظار پلیز ———— جاری ہے 😃 مبارک ہو کہ اس بار بلاگ کی . ی ٹائم سے پہلے ہو گئی شکریہ بد تمیز 😃 ہفتہء بلاگستان تو ختم ہو چکا مگر جو کچھ پوسٹ کرنا تھا وہ کر ہی دوں پوسٹ ، نئی پوسٹ میں اضافہ ہی ہو جائے کم از کم

وجیٹیبل چکن مِکس۔

اجزاء۔

بون لیس چکن آدھا کلو (بادام کے سائز کا کاٹ لیں)

بند گو بھی ایک پاؤ باریک کٹی ہوئی۔

4 عدد گاجر، 6 عدد شملہ مرچیں، 3 ہری مرچ، یہ سب باریک کاٹ لیں۔ (تھوڑی دیر بوائل کر لیں)

2 عدد ہری پیاز، ہری پیاز نہ ہو تو ایک پیاز باریک کاٹ لیں۔

2 جوے لہسن باریک کاٹ لیں۔

کارن فلور 6 کھانے کا چمچ۔

چلی ساس 4 کھانے کا چمچ۔

سویا ساس 4 کھانے کا چمچ۔

چینی 1 کھانے کا چمچ۔

کالی مرچ پسی ہوئی 1 کھانے کا چمچ۔

سفید مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔

ادرک لہسن کا مکس پاؤڈر ایک چائے کا چمچ۔

پاؤڈر نہ ہو تو پیسٹ چل جائے گا۔

آئل اور نمک حسبِ ذائقہ۔

ترکیب۔

چکن میں 2 چمچ چلی ساس، 2 چمچ سویا ساس 2 چمچ کارن فلور، سفید مرچ اور نمک مکس کرکے 15 منٹ کے لیئے رکھ دیں اب آئل گرم کرکے لہسن فرائی کریں، لہسن سفید رہے سرخ نہ ہو، اب اس میں چکن ڈال کر اُس وقت تک فرائی کریں کہ چکن کا پانی سوکھ جائے اور چکن گل جائے۔

اب چکن میں شملہ مرچ، گاجر، ہری مرچ ڈال کر کچھ دیر فرائی کرکے اُتار لیں۔ اب ایک دوسرے پین میں باقی بچا ہوا کارن فلور، چلی ساس، سویا ساس، کالی مرچ، اور چینی ایک گلاس پانی میں مکس کرکے گاڑھا ہونے تک پکائیں اب یہ آمیزہ چکن میں ڈال کر ساتھ ہری پیاز اور بند گو بھی بھی ڈال دیں اور تھوڑی دیر پکائیں چکن وجیٹیبل مکس تیار ہے، چائنیز / اُبلے ہوئے چاول سے گرم گرم نوش فرمائیں۔

کچن کارنر از خاور کھوکر

کچن کارنر

سب سے پہلے توجی بات یہ ہے کہ جب نام لکھ کر کسی کے متعلق بات لکھی جاتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ

اس شخص پر اعتماد کرتے ہیں کہ اسے اپنا سمجھتے ہیں۔ جیساکہ پچھلی پوسٹ میں کچھ بلاگروں کے قلمی ناموں کو لکھ کر بات کی تھی۔

ہفتہ بلاگراں منانے کے پیچھے اپنی کچھ بہنوں کا بھی ہاتھ تھا اس لیے کچن کارنر بھی شامل ہو گیا جی۔

اس کی وجہ سے کچھ سیکرٹ لوز ہونے کا امکان ہے جی۔

جیسے کہ میں خود کو بڑی مردانہ سوچ کا مالک بڑے مردانہ شخصیت کا مالک بندہ شو کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جی گھر میں میری بیوی میری شوھر ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ کماتی ہے

اس کی تعلیم زیادہ ہے امیر باپ کی بیٹی ہے اور سب سے بڑی بات کہ ہر بات میں چُر چُر کرتی رہے گی مار کھالے گی ضد نہیں چھوڑے گی۔

اس لیے کھانا بھی عموماً مجھے ہی بنانا پڑتا ہے

دنیا میں آمن قائم کرنے کے لے۔

ایک ترکیب لکھی تھی ھند کے عظیم شاعر بھگت کبیر داس نے۔

تن مٹکی، من دھی، سُرت بلوھن ھار

کبیر اماکھن کھا گئیو، چھاچھ پیے سنسار

جسم کے مٹکے میں خواھشوں کا دھی ہے کہ اگر اس کو عقل کی مدھانی سے بلو کر رکھ دو تو مکھن بھی نکلے گا اور لسی بھی، مکھن بندہ خود کھا جاتا ہے اور لسی عام لوگوں کو مل جاتی ہے۔

امیر خسرو نے کھیر بنانے کی ترکیب میں ایک جگہ چرخہ جلا دینے کا نسخہ بھی لکھا تھا

اور کھیر کے استعمال کے متعلق اپنے میاں محمد بخش نے لکھا تھا

خاصاں دی گل عاماں اگے تے نئیں مناسب کرنی۔

دودھ دی کھیر پکا محمد کتیاں آگے دھرنی۔

اس شعر کا مطلب ہے کہ کچھ باتاں عام لوگوں کے سامنے کرنے کا مطلب ہے کہ آپ کے دودھ سے بنی کھیر کتے کے آگے رکھ دی۔

کچھ کم پڑھے لکھے پنجابی لوگ اس شعر میں دودھ کی بجائے میٹھی کھیر کا کہتے ہیں جو کہ غلط ہے

ایک دفعہ کسی محفل میں میں نے جب یہ شعر سنایا تو ایک نیم عقلمند نے کہا کہ جی آپ شعر غلط کہہ رہے ہیں۔

دودھ کی کھیر سے کیا مراد ہے؟ کھیر تو دودھ کے علاوہ بنتی ہی نہیں ہے

تو میں نے اس کو بتایا کہ جی کھیر گنے کے رس کی بھی بنتی ہے جس کو پینڈو لوگ رو دی کھیر کہتے ہں اور کھیر باجرے کی بھی بنتی ہے جو بھینسوں کو کھلائی جاتی ہے اور بنولے کی بھی بنا کرتی تھی بھینسوں کو کھلانے کے لیے، بنولے کے تیل کو ڈالڈے میں استعمال کرکے بنولے کے نایاب ہونے سے پہلے کے زمانے میں۔

تو بات ہو جائے مطلب کی

یہ ڈش خاص میرے اپنی ایجاد کردہ ہے

مصیبت کے دنوں میں دریافت کی تھی

نام ہے اس کا

چُک چُوکا.

سامان

دو عدد پیاز (گھنڈے)۔

دو عدد ٹماٹر (گوئے فرنگی)۔

چھ عدد انڈے
تھوڑا سا کھانے کا تیل، نمک، کالی مرچ
تو اس طرح کریں کہ گنڈے (پیاز) کو پتلا پتلا سا کاٹ لیں اور اس کو فرائی پین میں گرم کریں کہ سرخی مائل ہو جائے
اس میں ٹماٹر کاٹ کر ڈال لیں، ٹماٹر پانی چھوڑ دے گا اس میں تھوڑا نمک ڈال لیں اور مکس کر کے ساتھ ہی اس پر چھ عدد انڈے باری باری توڑ کر ڈال دیں
اب اس کو مکس نہیں کرنا ہے اور تھوڑا پکا لیں انڈے کی زردی ابھی کچی ہو گی کے سفیدی پک جائے گی
بس جی اس کچے پکے کے اوپر تھوڑی کالی مرچ چھڑک لیں
کھانے کے بعد اب کی تحقیق میں اس ڈش کے سائیڈ افکٹس نہیں پائے گئے ہیں۔

کھانا گھر از راشد کامران

کھانا گھر۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

ہفتہ بلاگستان کے یوم باورچی خانہ کے موقع پر مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ آپ لوگوں کا تعارف کھانا گھر سے کروادیا جائے۔
کھانا گھر دراصل ایک رفاہی ادارہ ہے جو غریب بستیوں میں انتہائی کم داموں اچھے معیار کا کھانا فراہم کرتا ہے۔ کھانا گھر کی دو شاخیں خدا کی بستی سرجانی ٹاؤن اور کورنگی کراچی کی بستیوں میں قائم ہے اور جو لوگ کراچی کے رہائشی ہیں وہ کھانا گھر جا کر اس ادارے کے کام کرنے کے طریقے سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ کھانا گھر کے علاوہ ان غریب بستیوں میں یہی ادراہ "دوا گھر" کا انتظام بھی کرتا ہے جہاں انتہائی غریب لوگ ڈاکٹرز تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ کھانا گھر مفت کھانا فراہم کرنے کے بجائے دو یا تین روپے میں لوگوں کو کھانا فراہم کرتا ہے جس کے لیے منتظم اعلی کا کہنا ہے کہ لوگوں کو لنگر یا بھیک جیسے احساس سے بچانا ہے لیکن بہت سے غریب لوگ جو اتنے پیسے ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں مفت کھانا بھی فراہم کیا جاتا ہے اور انتہائی نادار لوگوں کو تحقیق کے بعد ماہانہ بنیادوں پر مفت کھانا بھی فراہم کیا جاتا ہے۔
کھانا گھر کے بارے میں مزید معلومات کھانا گھر کی سائٹ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔
اسکے علاہ آج ٹی وی کی ایک مختصر دستاویزی فلم یوٹیوب پر یہاں دیکھی جا سکتی ہے۔ رمضان کے مہینے میں جو لوگ صدقہ یا زکوۃ سے کھانا گھر کی مدد کرنا چاہتے ہوں وہ کھانا گھر کی سائٹ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور خود جا کر، فیس بک یا ای میل کے ذریعے منتظمین سے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

یوم باورچی خانہ از زیک

ہفتہ بلاگستان: یوم کچن

کھانے بنانے اور اچھے ریستوران جانے کے ہم شوقین ہیں اور کھانے بھی ہر قسم کے۔ مگر اگر فیورٹ کی بات ہو تو اطالوی کھانے سب سے زیادہ بناتا ہوں اور فرنچ میٹھے کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اب ہفتہ بلاگستان کی چوتھی قسط کے لئے ایک ترکیب حاضر ہے۔
یہ ترکیب دنبے کے اسٹو کی ہے جو جدید اطالوی پکوان سے لی گئی ہے۔

اجزاء

اڑھائی پاونڈ بغیر ہڈی کے دنبے کے کندھے کا گوشت

چوتھائی کپ زیتون کا تیل

ایک چھوٹا پیاز باریک کٹا ہوا

لہسن کے دو ٹکڑے چھوٹے کٹے ہوئے

سیلیری کی ٹہنی باریک کٹی ہوئی

آدھا کپ مارسلا Marsala یا انگور کا جوس

دو بڑے چمچ آٹا

تین بڑے چمچ ٹماٹر کی پیسٹ

ڈیڑھ کپ چکن یا گوشت کی یخنی

نمک

معمولی سی cayenne pepper

چار گاجریں

ایک پاونڈ چھوٹے سفید پیاز

دو بڑے چمچ کٹا ہوا پارسلے

ترکیب

دنبے کے گوشت کو دو انچ کے کیوب کی شکل میں کاٹ لیں۔

تیل کو دیگچے میں گرم کریں اور اس میں ایک پیاز، لہسن اور سیلیری ڈال دیں۔ اسے چار پانچ منٹ کر براون کریں۔ پھر دنبے کا گوشت شامل کریں اور تیز آنچ پر پکائیں یہاں تک کہ گوشت کو رنگ آنے لگے۔ . پھر آٹا تھوڑا تھوڑا کرکے گوشت پر ڈال دیں اور دیگچے میں چمچ ہلاتے رہیں۔ مارسلا یا جوس بھی شامل کریں اور اس وقت تک تیز آنچ پر پکاتے رہیں جب تک وہ تقریباً ختم نہ ہو جائے۔ ٹماٹر کی پیسٹ کو یخنی میں گھول لیں اور دیگچے میں شامل کر دیں۔ نمک اور مرچ حسب ذائقہ ڈال دیں۔ اب دیگچے پر ڈھکنا ڈال دیں مگر تھوڑا سا سائڈ پر۔ کچھ ہلکی آنچ پر ایک سے ڈیڑھ گھنٹے simmer کرنے دیں۔ کچھ دیر بعد دیگچے میں چمچ مار لیا کریں۔ جب گوشت پک رہا ہو اس دوران گاجروں کو آدھ انچ کے گول ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ پھر معمولی سے نمکین پانی میں انہیں ابالیں یہاں تک کہ وہ کچھ نرم ہو جائیں مگر بہت زیادہ نہیں۔ اب ایک الگ دیگچے میں پانی ابالیں۔ جب پانی ابلنے لگے تو اس میں چھوٹے چھوٹے پیاز ڈال دیں۔ کوئی آدھے منٹ بعد انہیں نکال کر انہیں چھیل لیں مگر ثابت ہی رہنے دیں۔ اب دوبارہ پانی ابالیں اور اس میں کچھ نمک ڈالیں۔ پھر اس میں یہ چھلے پیاز بھی ڈال دیں اور انہیں پندرہ سے بیس منٹ تک ابالیں۔ اس کے نتیجے میں پیاز کچھ حد تک نرم ہو جائیں گے۔ جب گوشت پک جائے تو اس میں یہ نرم گاجریں، پیاز اور پارسلے کے کٹے پتے ڈال دیں۔ اب ان سب کو گوشت کے ساتھ کوئی آٹھ دس منٹ پکائیں۔ جب کھانا تیار ہو گا تو دنبے کا گوشت انتہائی نرم ہو گا اور سالن گاڑھا اور گہرا سرخ رنگ کا ہو گا۔

اب اسے اطالوی بریڈ کے ساتھ خوب مزے لے کر کھائیں۔

GOSHA-E-BLOGGERS اردو لائبریری گوشۂ بلاگرز URDU LIBRARY

ہفتہ بلاگستان : آج کے دن کی نسبت سے از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : آج کے دن کی نسبت سے

السلام علیکم

ہفتہ بلاگستان ۔۔۔یوم باورچی خانہ ۔۔۔ کھانا پکانے کی بات ہو تو بھوک اور کھانے کا ازل کا ساتھ ہے اگر کسی کو اس امر پر یقین حاصل کرنا ہو تو اپنی ذاتی ذمہ داری پر ایک ہفتہ تک بھوکے رہ کے دیکھ لیں اور پھر اپنے تجربات یہاں شیئر کریں اگر اس دوران . آنے کے امکانات ختم ہو جائیں تو واضح رہے کہ ایک ہفتہ تک بھوک و پیاس برداشت کرنے کا فیصلہ آپ کا ذاتی فیصلہ ہوگا 🙂۔ میں تو آج ڈٹ کے ناشتہ کر لیا ہے کہ کل سے شاید روزہ رکھنا پڑے اور اب بلاگ دنیا میں جھانکنے کا ارادہ ہے کہ کسی نے کوئی مزیدار سی ڈش بنائی ہو تو فوراً سے پیشتر انصاف کیا جاسکے، بلاگ دنیا میں اتنی رونق دیکھ کے بہت خوشی ہو رہی ہے اور آپ تمام بلاگرز جنھوں نے اب تک مختلف موضوعات پر لکھا ہے آپ سب کی تحریریں دیکھ کر بہت اچھا لگا !

ہفتہ بلاگستان میں "یوم باورچی خانہ" کے موقع پر ہم میں سے ہر فرد کے ذہن میں یقیناً یہ سوچ ابھرے گی کہ نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ تمام دنیا میں کتنے ہی خطوں میں بھوک انسان سے کیا کیا کچھ کروانے پر مجبور کرتی ہے اور کر رہی ہے اس موقع پر ہم دعا تو کر ہی سکتے ہیں . لیکن ہم میں سے ہر فرد یقیناً اپنی اپنی سطح پر اپنی توانائی اور وسائل کے لحاظ سے کوئی ایک کسی بھی طرح کی کوئی سی بھی چھوٹی سی کوشش کسی دوسرے فرد افراد کی بھوک مٹانے کے لیے انجام دے سکتا ہے آج کے دن کی مناسبت سے ایسا کوئی ایک چھوٹا سا قدم ضرور اٹھائیں اس سے یقینی طور پر دلی خوشی حاصل ہوگی ایسی کسی خوشی کو آپ یہاں شیئر بھی کر سکتے ہیں۔

تمام بلاگرز جو آج کے دن کی مناسبت سے اپنے بلاگ پر کوئی تحریر اگر پیش کر رہے ہوں یا نہیں کر رہے ہوں ہر دو صورت میں چاہیں تو اپنے بلاگ پر تمام دنیا یا مختلف خطوں میں بھوک و افلاس کے حوالے سے کسی بھی طرح کے اعداد و شمار اور تصاویر بھی پیش کر سکتے ہیں۔

آپ سب کا شکریہ

یوم باورچی خانہ از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : یومِ باورچی خانہ

ہفتہ بلاگستان میں یہاں سے چل کر تو کھانے پکانے تک آ پہنچے یعنی کہ ۔۔۔یوم باورچی خانہ ۔۔۔پہلی پوسٹ اس سلسلے کی صبح سویرے ہونی چاہیے بیڈ ٹی کے ساتھ ۔۔۔ تو میری صبح تو ہو چکی بلکہ سحری ہو چکی۔ ابو رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں تو ابھی ابو کو سحری میں چائے بنا کے دی میں تاکہ روزہ رکھوانے کا دکھاوا کر کے خدا سے اپنے روزے نہ رکھنے کی رعایت حاصل کی جاسکے اور یوم باورچی خانہ کی پوسٹ بھی لکھی جاسکے۔ تو آج ہم دیکھیں گے کہ چائے کیسے بنتی ہے !

ضروری اشیاء :

صرف ایک عدد چمچ (ہلانے کے لیے)

کم از کم ایک چائے کا مگ / کپ / پیالہ

چولہا کم از کم ایک عدد

چائے کی پتی

شکر

ایوری ڈے خشک دودھ ورنہ کوئی سا بھی خشک دودھ

کمپیوٹر

اہم نکات :

جو چیزیں ضروری اشیاء کی فہرست میں نظر نہ آئیں انہیں ترکیب سے خود ہی ڈھونڈ لیں۔

جو چیزیں گھر میں موجود نہ ہوں پڑوس سے بغیر کچھ شرمندہ ہوئے مانگ لیں اور بلکل بھی نہ ہچکچائیں

اگر آپ کو کسی جگہ لگے کہ یہ ترکیب خاص طور پر آپ کے لیے لکھی گئی ہے تو یقینا یہ ترکیب آپ کے لیے ہی لکھی گئی ہے۔

اب آتے ہیں طریقہ کی جانب :

تو چائے بنانے اور پینے کے طریقے بہت سے ہیں ویسے میرا ذاتی مشورہ تو یہ ہے کہ بنانے سے زیادہ بندے کو پینے پر توجہ اور دلچسپی رکھنا چاہیے۔۔۔

سب سے آسان طریقہ تو یہ ہے کہ جس کا بھی گرما گرم چائے سے بھرا کپ، مگ، پیالہ کبھی بھی نظر آئے تو جیسا ہے جہاں ہے بلکہ جس کا بھی ہے کی بنیاد پر اٹھائیں اور خدا کی غیبی مدد سے دل کھول کر لطف اندوز ہوں کہ من و سلوی ہر کسی کو نہیں ملتا۔۔۔ دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس کی بھی پتلی گردن نظر آئے تو جان لیں کہ وہی بہترین نام ہے جو آپ کے لیے چائے بنا سکتا ہے سو خدمات حاصل کرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائیں اور یاد رکھیں کہ ایسے میں ہچکچانا، یا مروت کا مظاہرہ کرنا سراسر نقصان کا باعث ہوگا اور آپ کو چائے ہر گز نہیں ملے گی۔۔۔ اس طریقے پر اس وقت تک عمل کریں جب تک کہ گھر کے سب لوگوں کو یقین نہ ہو جائے کہ ان کی گردن ہر گز ہر گز پتلی نہیں ہے۔۔۔

جب کبھی بھی آپ کی زندگی اس دکھ بھرے موڑ پر آ پہنچے کہ گھر میں کسی کی گردن پتلی نہ رہے تو اب کیا کریں۔۔۔ گھبرائیں نہیں۔۔۔ اب کچھ اور سوچتے ہیں۔۔۔ ایسا کریں کہ یہ بتائیں کیا آپ کو نعرہ لگانا آتا ہے، نہیں آتا۔۔۔ تو جان لیں کہ آپ نے اپنی اب تک کی زندگی گنوادی ہے اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بلا تاخیر کوئی سیاسی ورنہ مذہبی پارٹی کے کارکن بن جائیں کیونکہ ہم اس قوم سے ہیں جسے خدا نے بھیجا ہی اسلیے ہے کہ نعرہ بازی کرتے اور ایک دوسرے کے خلاف نعرے لگاتے لگاتے جاں سے گذر جائیں اس سلسلے میں کسی مسلکی پارٹی کا انتخاب ثابت کرے گا کہ آپ بہت بڑھیا ہیں (یہاں ب پر زبر لگاکے پڑھیں) ۔۔۔ بھیجا پر یاد آیا کہ "یوم باورچی خانہ" کے لیے آج "بھیجا" بھی بنایا پکایا جا سکتا ہے۔ یہ تو ہوا مفت کا مشورہ آپ کے لیے اب یہ بتائیں ذرا کہ "بھیجا" کھایا ہے کبھی ؟؟ جتنا زیادہ بدمزہ بھیجا ہو وہ اتنا ہی اصلی ہوتا ہے، نقلی بھیجا پکانے سے گریز فرمائیں، "بھیجا" صرف اصلی پکانا چاہیے۔۔۔ تمام لوگ جو اصل پر یقین رکھتے ہیں الگ سے لائن بنائیں اگر آپ واقعی اصل پر یقین رکھتے ہیں تو جان لیں کہ اللہ میاں نے سب سے اصل بلکہ اصیل ترین بدمزہ بھیجا کائنات میں صرف ایک ہی شخص کو عطا کیا ہے اور وہ صرف آپ ہیں دوسرا کوئی نہیں آیا دنیا میں مثل آپ کے۔۔۔ اس جملہ کے حقوق ہر پڑھنے والا اپنے نام کے ساتھ استعمال کرکے بھیلا سکتا ہے کیونکہ یہ جملہ کاپی رائٹ سے آزاد ہے اور یقیناً حقیقت سے قریب بھی ۔۔۔ ویسے اگر آپ کو اپنا "بھیجا" کچھ کم درجہ کا لگے یا خدانخواستہ اندر سے بالکل ہی خالی ہو تو گھرائیں نہیں کسی فورم کی رکنیت حاصل کرلیں۔۔۔ وہاں آپ کو ایسے شاندار بھیجے نظر آئیں گے کہ رشک و حسد کے ساتھ ساتھ آپ کو فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ آپ درواقع کس کیفیت میں ہیں اور آپ کا عمل کیا ہونا چاہیے۔۔۔ آیا روئیں کہ ہنسیں۔۔۔ تعزیتی و دعائیہ پوسٹ کے زمرہ میں جائیں یا پھر بیسٹ وشز کا کارڈ لگائیں۔۔۔ اور ہاں آپ کو بلا فصل اللہ میاں سے شکوہ ہوگا کہ یا اللہ ! میری بار کیوں دیر اتنی کری۔۔۔ کیسے کیسے بھیجے تو نے بھیجے اس دنیا میں اور صرف مجھی کو ہی محروم رکھا ایسے اصیل بھیجے سے۔۔۔ فورم کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد پوسٹس کی ایک مقررہ تعداد پہلے مکمل کرنا ضروری ہو تو یقین رکھیں کہ آپ کا خالی بھیجا مزید خالی نہیں رہے گا۔ الل ٹپ پوسٹس کرنے کے لیے آپ کو ایسی ایسی آمد ہو گی کہ آپ خود دنگ رہ جائیں۔۔۔ دوسروں پر کیا گذرے اس کی ذرہ برابر پرواہ نہ کریں۔۔۔ معاف کیجیے گا نعرہ سے بات چلی اور کہاں سے کہاں جا پہنچی ویسے کیا آپ کو معلوم ہوا کہ

ہماری قوم زندہ و جاوید نعروں کے باوجود کیوں اب تک پیچھے ہے؟ اچھا رہنے دیں اب سوچنے نہ بیٹھ جائیں کہیں کیونکہ سوچنا شروع کیا تو چائے کیسے بنے گی تو ایسا ہے کہ گھر میں نعرہ لگائیں کہ کیا "کسی کو چائے پینی ہے؟" اگر یہ نعرہ ڈھیلا ثابت ہو اور بھرپور نتیجہ نہ دے سکے تو دوسرا نعرہ بہتر رہے گا یعنی اس طرح۔۔۔ "ہاں جی کون کون امیدوار ہے چائے کا؟" ۔۔۔ اگر کراچی میں رہتے ہیں تو دونوں نعروں سے پرہیز فرمائیں کوئی تیسرا نعرہ سوچیں۔۔۔ کہ کراچی میں کھڑے یہ نعرہ لگایا تو گھر تو گھر محلے سے بھی جواب آسکتا ہے کہ "ہاں جی پینی ہے کہ کوسوں میل دور فاصلے پر بھی چائے کی خوشبو پہنچ جائے اور اہل کراچی بدذوق ہرگز نہیں کہ اتنی اچھی آفر ٹھکرا دیں۔۔۔ یا پھر آپ کو ڈاہڈا ہونا چاہیے کہ پورے اعتماد کے ساتھ نعرہ لگا سکیں تو ایسا کریں کہ جتنے کپ آرڈر آئے اتنے کپ پانی بھر کر چڑھا دیں چولہے پر اور دودھ، پتی، شکر سب نکال لیں چولہا جلانا ہرگز نہ بھولیں ورنہ چائے کیسے بنے گی۔ زیادہ دل گداز ہو جائے تو سب مگ یا کپ یا پیالے بھی سجا لیں ٹرے میں۔۔۔ اور پھر کمپیوٹر کے آگے آ کے تو بلاگ پوسٹ لکھنے بیٹھ جائیں ہفتہ بلاگستان کے لیے میری طرح اور انتظار فرمائیں کہ چائے کے پانی کا درجہ حرارت اور خواہشمندان چائے کی طلب دونوں ایک ساتھ وایک برابر بڑھیں اور اس وقت تک دم سادھے بیٹھے رہیں جب تک کہ دونوں نقطہ پگھلاؤ تک نہ پہنچ جائیں۔۔۔ نقطہ پگھلاؤ سمجھنے کے لیے آپ کو نویں تا انٹر کیمسٹری پڑھنا ضروری ہے نہیں تو کسی کیمسٹری پڑھے سے رجوع کر لیں۔۔۔ جب یہ طلب اور درجہ حرارت اس حد تک بڑھ جائے کہ جوابی نعرہ آئے۔۔۔ ہاں بھئی وہ چائے کہاں رہ گئی تو تمام امیدواروں میں جو سب سے زیادہ دلگداز ہو اس سے درخواست کریں کہ "للہ، ذرا چائے تو نکال دینا سب کچھ تیار ہے بس صرف نکالنا باقی ہے اور ایک کپ مجھے بھی دے دینا یہاں" ایسے موقع پر کسی بھی قسم کے جوابی نعروں یا حملوں کے لیے تیار رہیں لیکن فراموش نہ کریں کہ آپ نے اٹھنا بالکل بھی نہیں ہے سیٹ سے چائے نکالنے کے لیے بلکہ جذباتی بھی ہوا جاسکتا ہے اس موقع پر کہ "سارا کام تو میں نے کر دیا ہے اب تو صرف نکالنا باقی ہے" ۔۔۔ یقین رکھیں اللہ میاں نے کسی نہ کسی کے دل میں رحم ڈال دینا ہے آپ کے لیے۔۔۔ اور چائے بن جائے گی۔۔۔

اب کچھ مشکل طریقہ بھی ہو جائے۔۔۔ تو ایسا ہے کہ خدانخواستہ نہیں بلکہ یقیناً کوئی نہ کوئی دن آپ کی غمزدہ زندگی کو مزید غمزدہ بنانے والا بھی آسکتا ہے اور اس دن خدا سے لے کر بندگانِ خدا تک کوئی آپ کی مدد کو نہیں آئے گا۔ اس دن دو راستے ہیں آپ کے پاس۔۔۔ یا تو چائے پینے سے اس دن توبہ فرمائیں کہ توبہ خدا کو بہت پسند ہے اور توبہ کرنے والا گناہگار بندہ خدا کو ایسے نیکوکاروں سے بڑھ کر پسند ہے جس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو لیکن اپنے گناہ نہ کرنے پر مغرور ہو۔۔۔ یہ تو ہوا پہلا رستہ دوسرا رستہ یہ ہے کہ چائے بنائیں اپنے لیے اور صرف اور صرف اپنے لیے۔۔۔ ایک بار پھر ۔۔۔ صرف اور صرف اپنے لیے بنانا ہے کہیں دوسروں کے لیے بنانے بیٹھ جائیں۔ تو یہ ہو گی تنی منتی چائے (ت کے نیچے زیر لگا کے پڑھیں) ۔۔۔ دیکھیں کیسے۔۔۔ پہلے منٹ میں ایک کپ چائے کے لیے پانی چولہے پر رکھیں، چولہا جلائیں اور پانی کو موقع دیں کہ کھول جائے۔۔۔ اس دوران ایک سوال جنرل نالج کا ہو جائے یہ بتائیں کہ دنیا میں کتنے فیصد لوگ تنقید کو تعمیر کے لیے پیش کرتے ہیں اور کتنے فیصد تخریب کے لیے؟ اگر آپ کوئی تعمیری قدم اٹھانا چاہیں تو یہ فرق جاننا و سمجھنا اشد ضروری ہے آپ کے لیے ورنہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ کون مخلص اور کون محض تنقید نگار۔۔ ۔ تو ایسا کریں کہ کسی تعمیری پراجیکٹ کو رضاکارانہ بنیادوں پر چلائیں اور پھر رضاکار بن کر زندگی تمام کر لیں اپنی اور ہاں خیال رہے کہ کام آپکو خود ہی کرنا ہو گا کم لوگ ہوں گے جو کام میں آپ کے ساتھ چلنے والے ہوں (ایسے روشن ناموں کی دل کی گہرائیوں سے قدر کریں اور ان کا احسان ہمیشہ یاد رکھیں)۔۔۔ تاہم گھبرائیں نہیں کیونکہ باقی بہت سے رضاکار آپ کی مدد سے کبھی غافل نہیں رہیں گے وہ آپ پر رضاکارانہ تنقید کریں گے اور اس حد تک کریں گے کہ آپ بھول جائیں گے کہ ان میں سے اکثریت کو آپ نے کچھ ذمہ داریاں بھی سونپی تھیں جنھیں باآسانی نظر انداز کر دی گیا۔ ۔۔ اب قصور تو سراسر آپ کا ہوا ناں کہ جو نام اللہ میاں نے دنیا میں بھیجے ہی صرف اس لیے ہوں کہ وہ کچھ نہ کریں سوائے تنقید کرنے کے اور آپ نے حکم خداوندی کو نظر انداز کر کے انہیں کام سونپ دیے انجام دینے کے لیے تو یہ تو آپ کی اپنی غلطی ہے نہ کہ دوسروں کی۔۔۔ لہٰذا آپ کو یہ پوچھنے

کا حق بھی نہیں ہے کہ "محترمین و مکرمین ! واللہ۔۔۔ نقطہ انجماد تنقید کی اس درجہ معرفت حاصل کرنے سے پہلے آپ کو بھی فلاں فلاں ذمہ داری سونپی گئی تھی تو اب تک انجام کیوں نہ پائی ؟ کام آپ نے کر کے بھیجا نہیں اور کچھ اپنی جانب سے گر بھیجا بھی تو کیا بھیجا صرف تنقید ؟ یہ لیں یہ بھیجا پھر سے آ گیا درمیان میں لہٰذا پھر سے آمد ہو چلی ہے اور میرا تو دل ہے کہ کچھ "مسلکی بلاگرانہ بھیجوں" پر بھی لکھنے کا حق ادا کیا جانا چاہیے لیکن پھر ہفتہ بلاگستان میں چائے بنانا کوئی بھی نہ سیکھ سکے گا لہٰذا رہنے دیں۔ ویسے اگر رضاکارانہ پراجیکٹ کی ہمت نہ ہو تو پھر خالی بلاگ دنیا کی سیر کر لینا بھی کافی حد تک افاقہ دے سکتا ہے۔۔۔ اس سلسلے میں "مسلکی بھیجے" خصوصیت سے آپ کے لیے انتہائی مددگار ثابت ہوں گے۔

تین منٹی چائے بنانے میں دو منٹ اگر آپ نے نکال دیئے سوچنے میں اب صرف آخری منٹ بچا ہے، ذرا دیکھیے گا پانی کے ساتھ ساتھ آپ خود کو بھی نقطہ کھولاؤ پر محسوس کر رہے ہوں گے اس وقت اگر ابھی تک یہ میری پوسٹ پڑھ رہے ہیں تو پوسٹ پڑھنا آپ کا قصور ہے نہ کہ میرا۔۔۔

دیکھیں مزید نہ سوچیں بلکہ فوراً سے یہ سامنے والا کیبن کھولیں کپ، مگ یا پیالہ جو بھی پہلی نظر میں سامنے آئے اسی کو اٹھالیں اور اسے گرم پانی سے بھر لیں۔ پھر اس میں آدھ چمچ چائے کی پتی ڈالیں تو پانی میں ایک چھوٹا سا دائرہ بنتا نظر آئے گا، پھر ایک چمچ ایوری ڈے دودھ ڈالدیں تو ایک اور دائرہ پانی میں نظر آئے گا پھر ایک چمچ شکر بھی ڈالیں تو ایک تیسرا دائرہ نظر آئے گا۔۔۔ اب چمچ ہلائیں اور ہلاتے رہیں جیسے ہی پانی، شکر، دودھ اور چائے کی پتی اپنی جداگانہ شناخت ختم کر کے چائے کی شکل اختیار کر لیں تو ایک بڑا سا دائرہ نظر آئے گا اب۔۔۔ لہٰذا سمجھ جائیں کہ تیسرا یعنی آخری منٹ ختم ہونے سے پہلے آپ چائے بنانے میں کامیاب ہیں۔ اپنی چائے اٹھائیں اور شان سے دوبارہ سے کمپیوٹر کے سامنے آ کے بیٹھ جائیں اور ہاں کسی کو صلح مارنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ یہ دیکھیں میری چائے تو تیار ہے یہ صرف میں اپنے لیے بنائی ہے کیونکہ آپ سب سیکھ چکے ہیں چائے بنانا لہٰذا اب آپ سب اپنی اپنی چائے خود بنائیں تین منٹس کے اندر اندر اور پھر لکھیں اور بتائیں کہ چائے سیکھنے اور اپنے ہاتھ کی بنی چائے پینے تک آپ پر کیا کچھ گزر گئی 🙂 اور اب اس سوال کا جواب دیں جو نیچے لکھا ہے۔ جس جس کا جواب درست ہو ان کے لیے یہ پاکولا انعام میں اور ہفتہ بلاگستان کی خصوصی ڈش بریانی بھی 🙂

(نوٹ : چائے کی طرح اگر بریانی پکانے کا طریقہ بھی درکار ہو تو بریانی کا طریقہ بھی لکھا جا سکتا ہے۔)

Question of the (Kitchen) Day:

اتحاد کے لیے اپنی جداگانہ شناخت کے چھوٹے دائروں میں مقید رہنے کی بجائے ایک بڑے دائرے کی شکل اختیار کرنا ایک بلند تر سطح پر آنا ضروری ہوتا ہے کیا وجہ ہے کہ مسلک کا چھوٹا دائرہ ہی بس اہم رہ گیا ہے اور اسلام اور اسلام کی بنیادی تعلیم یاد تک نہیں ؟ کوئی ہے جو مسلمان ہو ؟؟

پالک پراٹھا لال مرچ چٹنی کے ساتھ از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : کچن : پالک پراٹھا-لال مرچ چٹنی

یہ لیں جی ہفتہ بلاگستان میں پالک پراٹھا لال مرچ چٹنی کے ساتھ

کچن کچن از شاکر عزیز

کچن کچن

کچن میں جا رہے ہیں تو جانے سے پہلے اپنی آستینیں ٹانگ لیں۔ شلوار یا پتلون کو اونچا کر لیں اور دایاں پیر بسم اللہ پڑھ کر اندر رکھیں۔

سب سے پہلے برتنوں کی طرف دیکھیں آپ کو کئی قسم کے برتن نظر آئیں گے جیسے پتیلا، کُجا، ساس پین، فرائی پین، کولا، گلاس وغیرہ۔ اپنی پسند کے کوئی سے تین برتن منتخب کر لیں اور اس کے ساتھ ایک برتن ہماری پسند کا بھی منتخب کر لیں یعنی ایک عدد پتیلی۔

اس کے بعد کھانے کی چیزوں کی طرف آئیں۔ مصالحوں میں سے حسب ضرورت وحسب پسند جو بھی پسند ہو نکال کر سامنے رکھ لیں۔ اگر سمجھ نہ آ رہی ہو کہ کونسا مصالحہ ہے تو سونگھ کر دیکھ لیں۔ جیسے مرچوں کی نشانی یہ ہے کہ سونگھنے سے آپ کو شدید قسم کا کھانسی کا دورہ پڑ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اجزائے خوردونوش میں سے پیاز، ٹماٹر، ادرک، لہسن اور ایسے جو بھی نام ذہن میں آئیں ایک ایک کلو منگوا کر اپنے سامنے رکھ لیں۔ شاپر ز سے نکالیں مت ورنہ دیکھنے والے یہ سمجھیں گے کہ آپ ختم شریف دینے جا رہے ہیں۔ اچھا صاحب آپ نے اپنی مرضی کر لی ہماری مرضی بھی کر دیکھیے تھوڑی سی، آدھا کلو آلو لیجیے اور ان کو ایک لیٹر پانی میں ڈال کر اور دونوں کو پتیلی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ اب چونکہ آنچ ہلکی ہے اس لیے تسلی سے بیٹھیں، لہسن چھیل لیں، پیاز کاٹ لیں۔ ننھے کا سویٹر بن لیں یا گلو کو پڑھا لیں۔ امید ہے دو گھنٹوں کے اندر آلو اُبل جائیں گے۔ آلو ابل جائیں تو ان کو نکال لیں۔ ٹھنڈا کر لیں۔ فرج میں رکھیں یا ٹھنڈے پانی میں یہ آپ کی مرضی۔ اس کے بعد ان کو چھیل لیں۔ چھیل کر کاٹ لیں۔ کاٹیں ایسے جیسے گلاب کا پھول کٹتا ہے۔ چونکہ ہم آپ کو یہاں سکھا نہیں سکتے اس لیے کوکب کا دسترخوان جیسی کوئی کتاب لے کر اس میں سے سلاد کاٹنے والے حصے سے کوئی اچھا سا ڈیزائن منتخب کر لیں۔ اچھا تو اسے کاٹ لیا؟ اب آپ نے مصالحوں میں سے نمک پسند کرنا ہے۔ اسے ایک کولی میں نکالیں اور آلو پر نمک لگا کر مزے لے لے کر کھائیں۔ امید ہے آپ کو آج کی ترکیب پسند آئی ہوگی۔ اگر نہیں آئی تو کوکب کا دسترخوان تو آپ لا ہی چکے ہیں اس پر سے کچھ بھی پسند کر کے پکا لیں اور ہمیں دعائیں دیں۔

یوم باورچی خانہ از شاہدہ اکرم

یوم باورچی خانہ

آج ہفتہ ءِ بلاگستان کا چوتھا دور ہے جو ہم خواتین کا ہی نہیں کُچھ مردوں کا بھی شوق ہوتا ہے یعنی کچن کارنر اور آج چُونکہ یومِ باورچی خانہ ہے تو میں نے کُچھ اِہتمام کر ہی ڈالا ہے اور اگر بلاگ اوپن ہو گیا تو لگا بھی دُوں گی آج کل بلاگ کو پتہ نہیں کیا مُصیبت ہو رہی ہے بہت مُشکِل سے کُھلتا ہے بہر حال یومِ باورچی خانہ کے موقعے پر حاضِر ہے

سپائسی چکن گریوی

مٹن پلاؤ

دہی اور پودینے کی چٹنی

چِکن شامی کباب

اور

آم کا ملک شیک

آپ لوگ اِن سب چیزوں سے لُطف اُٹھائیں اور یقینی مزہ آئے گا میرے گھر والوں کو تو سب کُچھ بہت پسند آیا ہے آپ کو بھی مایُوسی نہیں ہو گی کھا کر بد مزہ نہیں ہوں گے اگر ترکیب کی ضرُورت ہے تو حکم کریں لکھ دُوں گی

باورچی خانے میں احتیاط از عمر احمد بنگش

ہفتہ بلاگستان ۔ باورچی خانے میں احتیاط

کوئی انڈے پکار رہا ہے تو کوئی سبزیاں، کسی نے ہمارا دل ہلا دیا تصویریں بھی دکھا کر، یہاں تک کہ اتنی لمبی چائے پکی کہ ہم قہوہ پی پی کر اپنا معدہ جلاتے رہے۔ کسی نے مایوس کیا ہمیں اپنی جانی مانی قاتل ترکیبوں سے محروم کر کے تو کسی نے ہمیں ہوش بھی دلایا کہ اپنے ارد گرد ضرور تمندوں کو بھی پوچھ لیجیے۔ اس سارے "خمیرہ گاؤزبان" میں ہم منہ تک رہے ہیں کہ ہمیں کیا پکانا آتا ہے؟ ہمیں آپ سب باورچیوں کی خدمت میں کچھ گذارشات کرنی ہیں تاکہ ہمیشہ یہ کھابے جاری رہیں، اور آپ محفوظ بھی رہیں۔ نوٹ فرمالیں مندرجہ ذیل ٹوٹکے جو ہمیں "فوڈ مائیکروبیالوجی" اور "فوڈ ٹیکنالوجی" کے مضامین نے سکھائے۔

۔بیکٹیریا ہر جگہ پائے جاتے ہیں، یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کھولتے پانی، اور یخ برف میں بھی یہ پائے گئے ہیں۔ باورچی خانے میں صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

۔ فریز کیے گئے اجزاء کو احتیاط سے استعمال کیجیے۔ ایک بار جب کوئی چیز فریزر سے نکال لیں تو اس کو پندرہ منٹ کے اندر اندر پکانا شروع کر دیں۔ پندرہ منٹ بعد اس میں عام تناسب سے زیادہ بیکٹیریا پرورش پانا شروع کر دیتے ہیں۔ پرورش پانے والے بیکٹیریا کی قسمیں صحت کے لیے نہایت مضر ہوتی ہیں۔

۔ کوئی بھی چیز جب آپ فریزر سے نکال لیں، اس کو مکمل طور پر استعمال کریں۔ بچ جانے والی اشیاء کو دوبارہ فریز کرنے سے گریز کریں۔ یہ "فوڈ پوائزننگ" کا بڑا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں اور فریزر میں موجود دوسری اشیاء کو خراب کر سکتے ہیں۔

۔ کھانے پینے کی اشیاء کو پانچ یا سات دن سے زیادہ فریزر میں نہ رکھیں۔

۔ مرغیوں کی کئی خطرناک بیماریاں جیسے برڈ فلو سے بچنے کے لیے کھانوں کو کم از کم اسی ڈگری سینٹی گریڈ پر پکائیں، یا گرم کریں۔

۔ کھانا پکاتے وقت استعمال ہونے والے پانی کو استعمال سے پہلے ابال لیں، یعنی سو سینٹی گریڈ پر گرم کریں، یہ آپکو "ای کولائی" اور "پاسٹوریلا" جیسے بیکٹیریا جو پانی میں عام پائے جاتے ہیں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ صرف فلٹر کرنے سے یہ بیکٹیریا ختم نہیں ہوتے۔

۔ ڈبا پیک خوراک کو استعمال کرتے ہوئے احتیاط کریں۔ ڈبا کھولنے کے بعد اس کو فریزر میں رکھیں، استعمال سے پہلے ہدایات کا خیال رکھیں۔

کچھ پکائیں از عنیقہ ناز

کچھ پکائیں

میرے ایک سینیئر کولیگ کا خیال تھا کہ کچھ لوگ اپنے دانتوں سے اپنی قبر کھودتے ہیں۔ پڑھنے میں تو یہ خاصہ مشکل کام لگتا ہے لیکن دانت سے قبر کھودنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ جو الا بلا سامنے آئے کھا لیں۔ خاص طور پر وہ اشیاء جو رنگین ہوں یا وہ جن میں خوب مرچ مصالحہ پڑا ہو۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگ لا علمی میں مارے جاتے ہیں۔ تو یہ چند ایک نصیحتیں انکے لئے ہیں۔ باقی جنہوں نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ کچھ کھا کر ہی مرنا ہے تو وہ اپنی پرانی ستمگر مشقیں جاری رکھیں۔

بظاہر رنگین کھانے بڑے اشتہا انگیز لگتے ہیں۔ بریانی میں پیلے چاول، پیلا یا رنگ برنگا زردہ، رنگ برنگی آئسکریم اور اس طرح کی لا تعداد چیزیں جن کو مزید اشتہا انگیز بنانے کے لئیے ان میں خوشبوئیں مثلاً کیوڑہ کا ایسنس یا دیگر ایسنس بھی ڈالے جاتے ہیں۔

یہ تمام رنگ اور خوشبوئیں مصنوعی طریقوں سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر فوڈ کلر کے بجائے کپڑے رنگنے والے رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ کینسر پیدا کرنے کی بڑی وجوہات میں سے ایک ہیں۔ حتی کہ فوڈ کلرز اور ایسنس بھی انسانی صحت کے لئے بالکل محفوظ نہیں۔ ان سب سے آپکے جسم کینسر پیدا ہونے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ بریانی اور زردہ پیلے رنگ کے بغیر بھی اچھے بنتے ہیں اور بہت دل چاہے تو زعفران استعمال کر لیں۔ بازار میں تیار کیچپ میں سرخ رنگ ملا ہوتا ہے۔ ہری چٹنی میں ہرا رنگ، ریسٹورنٹ میں تیار ہرے چکن میں ہرا رنگ۔ تو اس قماش کی تمام چیزیں آپ خود عمومی ذہانت استعمال کرتے ہوئے نکال لیں۔ اور اپنی زندگی سے بھی نکال دیں۔ یا انکی مقدار بہت کم کر دیں۔

آج میں آپکو بغیر کسی لاگ لپٹ کے اصلی بڑے کے پائے بنانے کی ترکیب بتا رہی ہوں۔ جسکو بنانا آتے ہیں وہ وقت ضائع نہ کرے۔ جنہیں پسند نہیں وہ اسکے فوائد ضرور جان لیں۔

درکار اشیاء؛

بڑے کے پائے دو عدد۔ جتنے بڑے جانور کے ہوں زیادہ مزے کے بنتے ہیں۔ اگر بھینس کے نہ ملیں تو بڑی گائے کے اور دیکھ کر موٹے اور بڑے لیں۔ قصائی سے صاف کروا لیں۔ جان چھٹے گی اور وقت بچے گا۔

ایک پریشر ککر میں اچھی طرح دھو کر ڈال دیں۔ دو چائے کے چمچ ہلدی اور دو چائے کے چمچ نمک بھی ڈالدیں۔ اب اس میں تین گنا پانی پائے کے مقابلے میں وہ بھی جمع کر دیں۔ اور اپنے ککر کی کارکردگی کو سامنے رکھتے ہوئے گوشت کے مقابلے میں دگنے وقت کے لئے چولہے پر رکھدیں۔ یہ گوشت جس سے مقابلہ کیا جارہا ہے۔ نہاری کا یا بونگ کا گوشت ہے۔۔ بیچ میں شبہ ہو کہ پانی کم نہ ہو رہا ہو تو اسے بند کر کے چیک کر لیں۔ پائے اتنے گل جانے چاہئیں کہ نہ صرف گوشت، ہڈی سے بآسانی علیحدہ ہو جائے بلکہ شوربے میں چپچپاہٹ اچھی طرح محسوس ہو جب آپ اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان دبا کر کھولیں۔ یادر ہے اچھی طرح گلے ہوئے پائے کامیاب ڈش کی طرف ضروری قدم ہے۔

گل جانے کے بعد شوربے کو چھلنی سے الگ کر لیں۔ گودے والی نلیوں میں سے گودا نکال کر ان نلیوں کو پھینک دیں۔ باقی جو زیادہ بڑی ہڈیاں ہیں ان پر سے بھی گوشت صاف کرکے، ان ہڈیوں کو بھی ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔ تین پاء وپیاز باریک لمبی کاٹ کر تل لیں اور اسے براء ون ہونے سے پہلے نکال لیں۔ براء ون ہو جانے کی صورت میں شوربے میں کڑواہٹ سی آ جاتی ہے اس لئے جیسے ہی براء ون ہونا شروع ہو اتار لیجیئے۔ ایک بڑی گٹھی لہسن کی لے لیں، ڈیڑھ انچ ادرک۔ پیاز لہسن اور ادرک کو ایکساتھ پیس لیں۔ اب اس میں دو کھانے کے چمچ پسا دھنیا، دو کھانے کے چمچ پسی مرچ اور آدھ چائے کا چمچ ہلدی ڈالدیں۔ ایک پتیلی میں آدھ کپ تیل لے لیں اور جب یہ ہلکا سا گرم ہو جائے تو اس میں تیز پتہ کڑکڑا لیں۔ پسے ہوئے مصالحوں کا پیسٹ اس میں ڈالدیں احتیاط سے۔ اور ہلکی آنچ پہ اسے بھون لیں حتی کہ یہ تیل چھوڑ دے۔ ہلکی آنچ پہ بھوننے سے مصالحے بہترین مزہ دیتے ہیں۔ اب اس میں صاف کیا ہوا پایوں کا گوشت ڈالکر کچھ دیر بھونیں اور پھر جو شوربہ الگ کرکے رکھا تھا اسے بھی شامل کر دیں۔ اگر زیادہ گاڑھا لگے تو پانی کو ابال کر حسب ضرورت ڈالدیں۔ اور تیز آنچ پہ پکنے دیں۔ جب خوب کھدبد کرنے لگے تو آنچ بالکل ہلکی کر دیں یعنی دم والی۔

اب اسمیں ایک کھانے کا چمچ پسا گرم مصالحہ ڈالدیں۔ تین چار ہری مرچ کاٹ کر ڈالدیں۔ نمک دیکھ لیں کم ہو تو اور ڈال لیں۔ اگر دن میں پکا کر رات میں کھانے کا ارادہ ہو تو۔ نمک کم رکھیں۔ پائے رکھے رہنے پر نمک چھوڑتے ہیں رات کو گرم کرتے وقت نمک پھر دیکھ لیجئے گا۔ اور دھیمی آنچ پر کم از کم آدھ گھنٹہ پڑا رہنے دیں۔ چولہا بند کرکے مزید پندرہ بیس منٹ پڑا رہنے دیں۔ ڈش میں نکال کر ہرے دھنیئے سے سجا لیں۔ ایک الگ پلیٹ میں کٹا ہوا ہرا دھنیا، ہری مرچ اور لیموں کے ساتھ پیش کریں۔ نان کے ساتھ کھائیں۔ پائے ختم ہو جائیں اور شوربہ پھر بھی باقی ہو تو اس میں ابلے ہوئے سفید چھولے شامل کر لیں۔ اور کچھ دیر دم پر ہلکی آنچ پہ رکھدیں۔ یہ ڈش گرمی میں تیار ہو جائے گی۔ زیادہ بولنے والے مردوں کے لئے اکسیر ہے۔ زبان تالو سے اور ہاتھ پلیٹ سے چپک جاتے ہیں۔

ریفرنس؛

فوڈ کلرز

یوم کچن از ماورا

ہفتہ بلاگستان : یومِ کچن

ہفتہ بلاگستان کے یومِ کچن میں ترکیب حاضر ہے Paella . ایک سپینش ڈش ہے. جو عام طور پر چاولوں، سبزیوں، سی فوڈ اور گوشت سے بنائی جاتی ہے۔ میں نے دو بار یہ ڈش بنائی ہے اور بہت مزے کی ہوتی ہے۔ میں چکن اور جھینگوں کی ترکیب لکھوں گی۔

اجزاء :

آدھا کلو بغیر ہڈی کے مرغی (چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں) .

آدھا کپ زیتون کا تیل

ایک درمیانہ پیاز (باریک کاٹ لیں)

ایک بڑا ٹماٹر (چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں)

5 عدد لہسن کے جوئے (پیس لیں)

ہلدی آدھی چائے کی چمچ

ایک کلو چاول

200 گرام جھینگے

شملہ مرچ (ایک سرخ اور ایک سبز) لمبائی میں باریک کاٹ لیں

ایک چھوٹی پیالی مٹر

1/4 چائے کا چمچ زعفران

زیتون آدھا کپ

نمک، مرچ حسبِ منشاء

پانی چاولوں کے گلنے کے لیے۔

ترکیب:

1. چاولوں کو بھگو کر کچھ دیر کے لیے رکھ دیں۔

2. تمام سبزیوں یعنی شملہ مرچ، پیاز، زیتون، مٹر اور جھینگوں کو آئل میں ہلکا سا فرائی کر لیں۔

3. ایک الگ بڑے فرائی پین میں آئل کو گرم کریں۔ اس میں مرغی شامل کر دیں۔ جب تک گوشت ہلکا براؤن ہو جائے، تب تک فرائی کریں۔

4. مرغی میں لہسن، ٹماٹر، نمک، مرچ، ہلدی شامل کر کے 15 منٹ تک پکائیں۔

5. گوشت کے فرائی پین میں چاول، فرائی ہوئی سبزیاں اور پانی ڈال دیں۔ اتنی دیر تک پکائیں، جب تک چاول پک جائیں۔

6. آخر میں چاولوں میں زعفران ڈال دیں۔

7. سجاوٹ کے لیے آپ فرائی ہوئے جھینگے چاولوں کے اوپر رکھ دیں، ایک چھوٹا ٹماٹر باریک کٹا ہوا، ہری مرچ، ہرا دھنیا، لیموں اور شملہ مرچ بھی کاٹ کر پھیلا سکتے ہیں۔

تصویر یہاں سے لی گئی ہے۔

یوم پکوان از محمد خرم بشیر بھٹی

یوم پکوان

اس ویک اینڈ پر ہم فلوریڈا سے کنیکٹی کٹ کے دورے پر نکل کھڑے ہوئے اور اس قریباً تیرہ سو میل لمبے سفر کے دوران ماسوا ٹریفک کے اور کسی چیز پر دھیان دینے کی فرصت ہی نہ ملی۔ سو باقی کے دو ایام کی طرح یوم پکوان بھی ہم سے چھوٹا۔ خیر امید ہے کہ تھوڑی سی بے ایمانی تو اس معاملہ میں حلال ہی سمجھی جائے گی سو کچھ دیری کے ساتھ سہی انگلی کٹوا کے شہیدوں میں شامل ہونے کو آن موجود ہیں۔

کچھ بہن بھائیوں کو یہ علم تو اب تک ہو گا ہی کہ ہم کھانا کھانے اور پکانے کے کچھ حد تک شوقین ہیں۔اس کا ثبوت کچھ تو آپ کو یہاں مل جائے گا اور باقی کے لئے اس تحریر کو آخر تک پڑھنے کی اذیت برداشت کیجئے۔ کیونکہ مابدولت ٹیکنالوجی کنسلٹنٹ ہیں سو بغرض معاش ہر ہفتہ فلوریڈا سے کنیکٹی کٹ بذریعہ اڑن کھٹولا تشریف لاتے ہیں۔

اس سفر کی غرض سے سوموار سے جمعرات تک ہمارا قیام ہوٹل میں رہتا ہے۔اب امریکہ میں ہی نہیں دُنیا میں ایسے ریستوران بہت کم ہیں جہاں ہماری مرضی کا کھانا بنتا ہو اور ہماری مرضی کے وقت دستیاب ہوتا ہو۔ سو گزشتہ کچھ ہفتوں سے ہم ہلٹن کے ہوم ووڈ سویٹس میں مقیم ہوتے ہیں اور قریباً ہر روز شاہی مطبخ میں شاہی پکوان تیار کرکے بقلم خود کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو داد و ہش سے فیضیاب فرماتے ہیں۔ پچھلے چند ہفتوں کے دوران ہمارے ہاتھوں جو چند شعبدے وارد ہوئے ان کا ہم آپ کو دیدار کروائے دیتے ہیں۔

تراکیب اس لئے نہیں بتائیں گے کہ ہم اکثر کھانا پکاتے ہوئے تجربات کرتے رہتے ہیں اور ویسے بھی ہم نے ابھی تک ایک چائے کا چمچ اور ایک چھٹانک جیسے پیمانوں کا استعمال شروع نہیں کیا۔ ہماری تراکیب کا عنصر اعظم تو "حسب ذائقہ" ہی ہے۔

یہ ہم نے مرغ بنایا تھا سادہ سا۔ ہمارا اس ہوٹل میں پکانے کا یہ پہلا تجربہ تھا سو ایک نسبتاً آسان سی چیز کا انتخاب کیا۔اجزائے ترکیبی میں ایک عدد مرغ، پیاز، ٹماٹر، لہسن، تیل، پانی اور ہرا دھنیا شامل تھے۔

اگلے روز سوچا کہ مرغ کو ایک تھوڑے سے منفرد انداز سے بنایا جائے سو اپنی من پسند کڑاہی بنانے کی ٹھانی۔امریکہ میں جو کڑاہی کے نام پر بُھنے ہوئے مرغ کی عجیب و غریب اقسام بیچی جاتی ہیں، ان سے ہمارا دل تو بیزار ہے سو اگر کڑاہی کھانے کو جی چاہے تو عموماً خود ہی بنایا کرتے ہیں۔اس کے اجزائے ترکیبی میں مرغ، ادرک، ہری مرچ، لہسن، دہی، ٹماٹر، پیاز اور کالا زیرہ شامل تھے۔

کیونکہ ابھی ہمیں چولہے سے واقفیت نہ تھی سو یہ کڑاہی ہماری حسب منشاء تو نہ بنی لیکن بہر حال ایسی بُری بھی نہ تھی کہ کھائی نہ جاتی ۔

پھر خیال آیا کہ اب کے مرغ کو ذرا منفرد انداز سے پکائیں۔ سو یہ شاہکار تخلیق ہوا۔ بالکل سادہ سی ترکیب کے ساتھ بنایا یہ مرغ اور ہری مرچوں کے ساتھ اس کا مزا دوآتشہ ہو گیا۔ساتھ تناول کئے سادہ چاول اور شکر کیا پروردگار کا کہ جس نے بھوک میں کھانا کھلایا۔

ایک روز جی آیا مرغ چنے پکانے پر۔ارادہ تھا کہ چنوں میں شوربہ نہ ہو۔ بس "چکڑ چھولے" جیسی کوئی چیز بنے۔ سو پہلے مرغی کو بھونا، اور پھر قریباً دس منٹ پہلے چنے ڈال کر انہیں تھوڑا سا دم دیا اور آخر میں پانچ منٹ مزید بھونا تو یہ شاہکار تخلیق ہو گیا۔اس کو سجانے کا کام ابھی ادھورا ہے اور اس کے لئے مختلف انداز سوچے جا رہے ہیں۔اگر آپ میں سے کسی کے ذہن میں کوئی خیال ہے تو ضرور فرمائیں۔

اگر کسی دستر خوان پر بریانی موجود نہیں تو وہ دستر خوان ہی نامکمل ہے۔

سو یہ بریانی پیش خدمت ہے۔ مرغ کی بریانی مرغ، زیرا کے چاول اور شان کے مصالحہ کے ساتھ بنی تھی۔ شان کا مصالحہ اس لئے استعمال کیا کہ اب یہاں اتنے سارے مصالحہ جات ڈھونڈنے کا جھنجھٹ کون کرے۔ پکانے کی ترکیب البتہ کلیتاً ہماری اپنی کہ ہمیں مصالحوں کے ڈبوں پر لکھی تراکیب سے بھی اختلاف رہتا ہے اور ویسے بھی ان پر عمل کرنے سے کھانے کی انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ پچھلے ہفتے ہم نے اپنے دفتر کے ساتھیوں کی دعوت

کی اور انہیں مرغ بریانی پکا کر کھلائی۔ اگر کسی کھانے کی پسندیدگی کا اشاریہ اس کا ختم ہو جانا ہے تو پھر ہماری بریانی کو ساتھیوں کی پسندیدگی کی سند مل گئی تھی۔

امید ہے کہ ان کھانوں کی تصاویر نے آپ کے روزہ کے ثواب میں مزید اضافہ کیا ہوگا۔ البتہ اگر کسی بے صبرے نے انہیں دیکھ کر بے قراری میں روزہ خوری کر لی تو مابدولت اس کے گناہ سے معصوم ہیں۔

ذخیرہ اندوز میٹھا قیمہ از میرا پاکستان

کچن کارنر—ہفتہ بلاگستان

ویسے تو ہم کھانے پکانے میں اتنے ماہر نہیں ہیں کیونکہ امریکہ آنے سے قبل ہم صرف سویاں پکانی جانتے تھے وہ بھی ایسے کہ دودھ ابالا، اس میں سویاں اور چینی ڈالی اور ڈش تیار۔ لیکن حالات کے جبر نے ایسے کھانے پکانے سکھا دیے جن کو دیکھ کر نہ کھایا جائے اور نہ چھوڑا جائے۔

آج ہم جس ڈش کی ترکیب بتانے جا رہے ہیں اگر وہ ٹھیک سے بن گئی تو پھر سب کے پیٹ بھر جائیں گے۔ اگر ڈش نہ بن سکی تو پھر ہمیں نہیں کوسنا بلکہ ڈش میں شامل اجزا کو مجرم ٹھہرانا۔

ذخیرہ اندوز میٹھا قیمہ

اجزا

ملک کے چینی ذخیرہ اندوز سو عدد

کیکر کے درختوں کا ایک جنگل

مظلوم ڈنڈہ بردار عوام ایک لاکھ

چینی ترش ذائقے والی سو کلو گرام

خونخوار شکاری کتے پانچ سو

ترکیب

اس ڈش کو بنانے کیلیے جگہ کا انتخاب بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جتنی جگہ اشرافیہ کی رہائشوں کے نزدیک ہو گی ڈش اتنی ہی ہاضمے دار ہو گی۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ڈش کے اثرات کئی نسلوں تک پہنچیں۔

ملک بھر سے چینی کے سو ذخیرہ اندوز پکڑ لیں۔ ڈش کو ذائقہ دار بنانے کیلیے عام دوکانداروں کی بجائے چینی کے کارخانہ داروں کا انتخاب کریں۔

پہلے کیکر کے درخت سے ایک لاکھ ڈنڈے بنوائیں اور انہیں عوام کے ہاتھوں میں دے دیں۔

ذخیرہ اندوز مل مالکان کو پارلیمنٹ کے سامنے اکٹھا کریں اور ان کے کپڑے اتروا دیں تاکہ ڈش کپڑوں کی کلف سے بے ذائقہ نہ ہو جائے۔

پھر انہیں ترش چینی ایک کلو فی ذخیرہ اندوز کھانے کا حکم دیں تاکہ آپ چینی پانی میں ابالنے کی کوفت سے آزاد ہو جائیں۔

جب ذخیرہ اندوز چینی کھا لیں تو پھر عوام سے کہیں کہ وہ ڈنڈوں سے ذخیرہ اندوزوں کا قیمہ بنانا شروع کر دیں۔

قیمہ بناتے وقت خیال رہے کہ کھائی ہوئی چینی قیمے میں پوری طرح مکس ہو جائے۔

جب ذخیرہ اندوزوں کی ہڈیاں اور بوٹیاں چینی میں خوب رس بس جائیں تو پھر کتوں کو دعوت دیں اور قیمہ ان کے آگے ڈال دیں۔

یقین کریں جتنا کتے اس ڈش پر ہاتھ صاف کرتے جائیں گے اتنا ہی آپ کو مزہ آتا جائے گا۔ جب کتے ڈش ختم کر لیں تو پھر انہیں پارلیمنٹ کے آگے بھونکنے پر مجبور کریں تاکہ کھانا اچھی طرح ہضم ہو جائے اور ذخیرہ اندوزوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا امکان نہ رہے۔ کتوں کو تب تک بھونکنے دیں جب تک ارکان اسمبلی کی غیرت نہ جاگ جائے۔

لیں صاحب ہماری ڈش کیسی لگی۔

ڈش تیار بھی ہوئی، آپ نے کھائی بھی نہیں مگر ذائقہ ایسا کہ دوبارہ ایسی ڈش کا بے تابی سے انتظار کرنے لگے۔ مگر ہمیں امید ہے اگر یہ ڈش ایک دفعہ آپ نے تیار کر لی تو پھر دوبارہ بنانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی

کیونکہ ڈش کے اجزا مارکیٹ سے ایسے ہی غائب ہو جائیں گے جیسے پاکستان سے چینی۔

بمباسٹک چاول از نازیہ

"بمباسٹک" چاول (ہفتہ بلاگستان)

یوم باورچی خانہ پر سب نے خیالی پلاؤ ہی پکائے ہیں میں چونکہ حقیقت پسند واقع ہوئی ہوں اس لئے اپنے ساتھ گزرا واقع بتا رہی ہوں جو کہ بالکل سچا ہے۔ نام اور جگہ بھی تبدیل نہیں کی کہ کچھ صیغہ راز میں رہ ہی جائے۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب میں نویں جماعت میں تھی۔ تھوڑا بہت کھانا پکانا آتا تھا۔ لیکن باقاعدہ طور پر گھر میں کبھی نہ پکایا تھا۔ پھر بھی امی کے پاس بیٹھ بیٹھ کر کچھ نہ کچھ کھانا پکانا سیکھ ہی لیا تھا۔ ایک دفعہ گرمیوں کی چھٹیوں میں پھپھو کے یہاں چنیوٹ گئی ہوئی تھی۔ پھوپھا کو دوسروں کے ہاتھ اور دوسروں کے گھروں کا مختلف ہاتھوں کا کھانا کھانے کا بہت شوق ہے۔ پھپھو نے کہا کہ فائزہ تمہیں چاول پکانے آتے ہیں ہم نے جھٹ پانچ کلو کا سر ہلا دیا۔ ہم کم گو واقع ہوئے تھے اور جھوٹ بولنے کی عادت بھی نہ تھی۔ "تمہارے انکل کہہ رہے ہیں کہ آج فائزہ مزیدار سے چاول پکا کر کھلائے۔ چنوں کی دال والے چاول۔ تمہاری کزن تمہاری مدد کر دے گی"۔ کزن ہم سے بھی کچھ ماہ چھوٹی تھی۔ اس نے کیا مدد کرنی تھی۔ ہم نے پھر پانچ کلو کا سر ہلا دیا۔ ویسے بھی ہمیں بڑوں کے سامنے بولنے کی عادت نہیں ہے۔ خیر چاول پکانے کی تیاری پکڑی۔ چاول چن کر دھو کر برتن وغیرہ رکھ کر بیٹھ گئے اور تڑکا لگا لیا۔ مسالہ بھون کر مرچیں ڈالنے کی باری آئی تو ہم سوچ میں پڑ گئے فائدہ تو کوئی نہ تھا لیکن پھر بھی ہم نے سوچا سوچنے میں کیا حرج ہے۔ کبھی اپنی صوابدید پر چاول پکائے ہوں تو کچھ یاد آئے ناں نمک، مرچ کا حساب۔ صرف پانی کا حساب مجھے ٹھیک پتہ تھا۔ مرچوں میں ذرا غلطی محسوس ہو رہی تھی۔ پھپھو سے پوچھنے گئے تو کہنے لگیں اپنی مرضی سے ڈال دو۔ بڑی گھنی تھیں چاہتی تھیں کہ ان کے علاوہ کسی کے کھانے کی تعریف نہ ہو۔ ہم نے بھی تعریف تو وصول کرنی تھی اتنی محنت کا ہے کو کر رہے تھے۔ خیر چاول پکانے لگے۔ مرچیں بھی ڈال دیں۔

پکا کر بڑی شان سے کمرے میں لے کر گئے۔ سب کھا کھا کر ہمارا منہ دیکھنے لگے۔ پھپھو کہنے لگیں۔ " فائزہ ! چاول بڑے چٹ پٹے پکائے ہیں۔" ہم خوش ہو گئے تعریف جو ہوئی تھی۔ ہمارا چہرہ تو تعریف سن کر لال ہو گیا تھا۔ لیکن باقی جو بھی چاول کھاتا جاتا تھا۔ اس کا منہ بھی لال ہوتا جاتا تھا۔ ہماری عادت ہے ہم کھانا پکاتے چکھتے نہیں اس کی خوشبو سے ہی دل بھر جاتا (خود کو ایکسپرٹ جو سمجھتے تھے)۔ پھپھو نے ساتھ والے ہمسائیوں کے گھر بھی ایک پلیٹ بھیج دی۔ وہاں سے جو رسپانس آیا وہ خاصا گرم جوش تھا۔ ربیعہ ہماری ہی عمر کی تھی۔ دوڑی دوڑی آئی (ہاتھ میں چاولوں کی پلیٹ بھی تھی) اور آ کر پوچھنے لگی آنٹی یہ آپ نے چاول پکائے ہیں۔

"کیوں اچھے نہیں لگے؟ آنٹی نے شرارت سے دریافت کیا"

میں بڑے آرام سے سونے کی تیاری کر رہی تھی کہ یہ چاول آن پہنچے ایک ہی نوالہ کھا کر میری آنکھیں فل کھل گئیں اور ساری میری نیند اڑ گئی۔ ہم

خوش ہو گئے کہ چلو امتحانوں کے دنوں میں تیاری کے لئے ایسے ہی چاول پکا کر رکھ لیا کریں گے جب نیند آنے لگے ایک نوالہ پھانک لیا۔

"خرابی کیا ہے آخر چاولوں میں" ۔ پھپھو پوری بات جاننا چاہ رہی تھیں۔ اور تعریف آیا ہی چاہتی ہے ہم نے دل میں سوچا اور سر جھکا کر بیٹھ گئے جیسے اپنی تعریف سن کر ہم شرمانے کو تیار بیٹھے ہوں۔

"اتنی مرچیں، کیا مرچوں کا ڈبہ گر گیا تھا۔ دیگچی میں؟ ربیعہ سوں سوں کرتی ہوئی بولی اور ہم پر بجلی گر گئی۔

"نہیں اتنے تو" بمباسٹک " چاول پکائے ہیں ہماری فائزہ نے پہلی مرتبہ۔ اور تم ایسے کہہ رہی ہو۔ " پھپھو نے مذاق اڑایا۔

اب ہم نے بھی چاول چکھ لینا مناسب سمجھا۔ واقع مرچوں کی تو بہار ہی آئی ہوئی تھی۔ ہم نے پھر بھی اپنی خودی کو بلند کرتے ہوئے (جو تقریباً مسمار ہونے کے قریب تھی) کہا اتنی زیادہ مرچیں بھی نہیں ہیں۔ بس تھوڑی سی۔۔۔۔ زیادہ ہو گئی ہیں۔ ہمیں اعتراف کرنا ہی پڑا۔ ہمارے پاس بیٹھی ہوئی کزن جو بڑے انہماک سے چاولوں پر نظریں جما کر بیٹھی تھی (شاید چاولوں سے مرچیں علیحدہ کرنے کی ترکیب سوچ رہی تھی) نے فوراً اپنی پلیٹ ہماری طرف بڑھائی۔

"لو پھر یہ بھی تم ہی کھالو۔ میرا شاید منہ زخمی ہے۔ اسی لئے مرچیں لگ رہی ہیں۔" اس کے بعد ہر کوئی ہمارے سامنے پلیٹ رکھ کر کوئی بہانہ ٹانک کر چلا گیا۔ ہم نے پٹخ کر پلیٹ رکھی۔ اب غلطی ہو گئی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اتنا شرمندہ کیا جائے۔ اگر دل رکھنے کو ایک آدھ پلیٹ کھا لیتے سب کے سب تو کیا جاتا ان سب کا؟ شرم و شرمی ہم نے آدھی پلیٹ ختم کر ہی دی تھی لیکن سب چلے گئے تو ہم نے بھی پلیٹ پٹخی پانی پیا اور صبر کر کے بیٹھ رہے۔ بھوک جو لگی ہوئی تھی اور اب کھانا شام کو ہی نصیب ہوتا۔ اپنا گھر نہ تھا اور مہمان تو ہوتا ہی بے زبان ہے۔

کنفیوز کامی، کنفیوز باورچی از کامران اصغر

کنفیوز کامی کا کنفیوز خانہ

خواتین و حضرات اور کھسری ذات جی ہاں انکا ذکر بھی اب لازم کرنا چاہیے کیونکہ یہ آجکل قومی اسمبلی کے ارد گرد منڈلاتے نظر آرہے ہیں ہوسکتا ہے اگلے الیکشن میں انہی میں سے کوئی صدارت کا امیدوار نکل آئے۔ بات ہو رہی ہے کھانا پکانے کی تو جو ڈش میں آج آپ کے لئے لایا ہوں وہ میرے دعویٰ کے مطابق دنیا کی سادہ اور جھٹ پٹ تیار ہونے والی ڈش ہے۔ پاکستان کے مستقبل کو دیکھتے ہوئے بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو سوچا گیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آنے والے دور میں میری ان ترقیبوں سے رقابت میں بھی کمی آئے گی۔ میری ترکیب سے بچہ بچہ خود بنا کر کھاسکتا ہے جس سے ماوں کو سونے اور ٹی وی دیکھنے کے علاوہ چغل بازی کا زیادہ سے زیادہ وقت میسر آئے گا۔ میری یہ ترکیب مملکت پاکستان پر ایک احسان ہے۔ انشااللہ آپ دیکھیں گے آنے والے 23 مارچ کو مجھے کسی نہ کسی تمغے سے نوازہ جائے گا۔ میری اس ترکیب سے آپ ڈرائینگ کے بھی ماہر ہو جائیں گے۔ تو صاحبان ہو جاو تیار دنیا کی انوکھی ترکیب کے لئے جس کے اجزاء کسی بھی بچوں والے گھر میں موجود ہونگے اگر آپ چھڑے چھانٹ میرا مطلب کنوارے ہیں تو اس کے لئے آپ کو شادی نہیں کروانی پڑے گی۔ رناں والیاں دے پکن پروٹھے تے چھڑیاں دی آگ نہ بلیے۔ کوئی بات نہیں میرے بھائی آگ جلانے کے لئیے ماچس کی ضرورت ہوتی ہے سمجھ دار سمجھ گئے ہیں کون سی ماچس۔ میرے بھائی باتیں چھوڑو باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ بنتا ہے کچھ کرنے سے۔

۔اجزاء مخصوصہ نوٹ فرمائیں۔

1۔ایک عدد تھری ایچ بی کی پنسل اوپر سے لال اندر سے کالی ہو۔

2۔ایک عدد ربڑ نرم اور ملائم مکی ماوس کی تصویر والا۔

3۔ایک عدد شاپنر پنک کلر کا دل والی شکل ہو تو اچھا ہے۔

4۔وائیٹ بورڈ کا ٹکڑہ پانچ انچ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

ترکیب خاص:۔

پنسل کو پیار اور نرمی سے پکڑیں اسکا سکہ نہیں تو شاپنر میں ڈال کر گھڑ لیں۔

دھیان سے پنسل کو وائیٹ بورڈ پر چلائیں اور ساودھانی کے ساتھ ایک عدد انڈے کی شکل بنائیں اگر کہیں غلط ہو جائے تو نرم ربڑ سے نرمی کے ساتھ صاف کریں اور شکل کو مکمل کر لیں۔ لیجئے انڈہ تیار ہے۔اس سے آملیٹ بنائیں دودھ میں ڈال کر پیئیں یا اوبال کر کھائیں۔۔۔ گرم آنڈے۔۔۔۔

فروٹ چاٹ کے ساتھ طبع آزمائی از یاسر عمران مرزا

فروٹ چاٹ کے ساتھ طبع آزمائی ۔یوم کچن ہفتہ بلاگستان

معذرت چاہتا ہوں کہ کچھ دن کی علالت کے باعث میں مقررہ وقت پر تحاریر نہ لکھ سکا۔ ویسے تو مجھے اچھی طرح کھانا پکانا نہیں آتا تھا، لیکن پردیس میں رہنے کے بعد آہستہ آہستہ کچھ چیزیں سیکھ لیں۔ ان میں سے کئی چیزیں عام سی ہیں، جیسے چاول پکانا، سبزی پکانا، کچھ اقسام کی دالیں پکانا جو کہ اکثر حضرات اور بیشتر خواتین کو آتا ہی ہو گا۔ اس لیے میں اپنی پسند کی چیز کی ترکیب بتاتا ہوں،

رمضان المبارک میں ہم پاکستانی چٹ پٹی چیزیں کھانے لگتے ہیں جبکہ صحت کے لیے اچھی چیزیں جیسے فروٹ، دستر خوان پر موجودگی کے باوجود کم مقدار میں کھایا جاتا ہے، ایسے میں اگر فروٹ کو یا تو بہت خوبصورت انداز سے پیش کیا جائے یا پھر اسکی کوئی ڈش بنا دی جائے تو یقیناً سب فروٹ کی کچھ مقدار بھی کھا سکیں گے۔

فروٹ کی بہترین ڈش میرے خیال سے فروٹ چاٹ ہے۔ اس کو کئی طریقوں سے بنایا جا سکتا ہے، مگر ہم اسے کچھ اس طرح بناتے ہیں۔

استعمال ہونے والے پھل، سیب، کیلا، امرود، آڑو، مالٹا، کھجور، انگور اسکے علاوہ تھوڑا سا دہی، روح افزا اور چینی۔ سیب، امرود اور آڑو کا چھلکا اتار دیں اور بعد میں سب پھلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیں، یہ ٹکڑے حسب پسند بڑے یا چھوٹے بھی کاٹ سکتے ہیں،

لیکن درمیانہ سائز ایک چنے کے دانے کے برابر ہے، اگر آپکے پاس انگور بڑے سائز کا ہو تو اسکے ٢ ٢ ٹکڑے کر کے ڈالیں، اسکے بعد ایک کپ دہی میں حسب ذائقہ چینی ڈال کر، ہم تین چمچ چینی ڈالتے ہیں، مکس کر لیں اور پھر اس میں روح افزا دو کھانے کے چمچے ڈال لیں، یہ بھی حسب ذائقہ کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور چیز جو اس چاٹ میں ڈالنے پر بہت مزہ دیتی ہے وہ ہے سونگی (پتہ نہیں اسے اردو میں سونگی ہی کہتے ہیں یا کچھ اور، پنجابی میں ساوگی کہتے ہیں)۔

لیجیے آپ کی فروٹ چاٹ تیار ہے، ہم اسکو رمضان المبارک میں ہر روز تیار کرتے ہیں اور مزے کے ساتھ ساتھ پھلوں کے صحت افزا اجزا سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔

یوم مزاح

کھلا خط بنام سہراب مرزا از جعفر

کھلا خط بنام سہراب مرزا۔ (ہفتہء بلاگستان – 5)

بے ادبیاں

عزیزی !

بمشکل پہلے اندوہناک سانحہ سے جاں بر ہوا ہی تھا کہ آپ کی تصویر دیکھ لی!

واللہ اگر آپ میری دسترس میں ہوتے تو آپ کا وہ "حالاں" کرتا کہ آپ کی "چیکاں" نکل جاتیں! اس طرح کی صحت پر آپ نے جتنی بڑی چوٹی سر کرنے کی ٹھانی ہے اس پر آپ کو کالے پانی کی سزا دی جانی چاہیئے! اور آپ کے والدین کی سمجھداری کی بھی داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ جانتے بوجھتے (شاید) اکلوتے بیٹے کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔ آپ کی صحت سے لگتا ہے کہ آپ آج تک اپنی بیکری سے صرف بند ہی کھاتے رہے ہیں۔ بندے کو کبھی کھلا بھی کھا لینا چاہیئے! آپ کے نام پر بھی یہاں لوگوں کو بہت اعتراض ہیں اور وہ آپ کا نام لے کر معنی خیز انداز میں ہنستے رہتے ہیں۔ ہنسنے کی وجہ دریافت کرنے پر سہراب سائیکل فیکٹری شاہدرہ لاہور کا حوالہ دے کر دوبارہ واہیات انداز میں قہقہے لگانے لگتے ہیں! مجھے سمجھ تو نہیں آئی لیکن یقینا کوئی بے ہودہ بات ہوگی! سب سے اہم بات یہ ہے کہ شادی کے بعد (اگر ہوئی تو) آپ کی زوجہ کیک، پیسٹریاں اور کریم رول وغیرہ کھا کھا کر وزن اور حجم میں ہیبت ناک اضافہ کر سکتی ہیں، جس سے آپ کا دل تو کھٹا ہوگا ہی، میرے جیسے عشّاق کا دل بھی کرچی کرچی ہو جائے گا!

آخر میں آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنی نہ ہونے کے برابر جوانی پر ترس کھائیں اور اس کام میں ہاتھ نہ ڈالیں جس میں شرمندگی کے علاوہ جان جانے کا بھی خدشہ ہو!

فدوی

آپ کی ہونے والی زوجہ کا عاشق زار

(چاہیں تو اس فقرے پر بھی غیرت کھا سکتے ہیں آپ!)

یوم مزاح از حجاب

یومِ مزاح (ہفتہء بلاگستان 5)

زنانہ اُردو خط وکتابت شوہر کو

از شفیق الرحمٰن

سرتاج من سلامت!

کورنش بجالا کر عرض کرتی ہوں کہ منی آرڈر ملا۔ یہ پڑھ کر کہ طبیعت اچھی نہیں ہے از حد تشویش ہے۔ لکھنے کی بات تو نہیں مگر مجھے بھی تقریباً دو ماہ سے ہر رات بے خوابی ہوتی ہے۔ آپ کے متعلق برے برے خواب نظر آتے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ صبح کو صدقے کی قربانی دے دی جاتی ہے اس پر

کافی خرچہ ہو رہا ہے۔

آپ نے پوچھا ہے کہ میں رات کو کیا کھاتی ہوں۔ بھلا اس کا تعلق خوابوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ وہی معمولی کھانا البتہ سوتے وقت ایک سیر گاڑھا دوددھ، کچھ خشک میوہ جات اور آپ کا ارسال کردہ سوہن حلوہ۔ حلوہ اگر زیادہ دیر رکھا رہا تو خراب ہو جائے گا۔

سب سے پہلے آپ کے بتائے ہوئے ضروری کام کے متعلق لکھ دوں کہ کہیں باتوں میں یاد نہ رہے۔ آپ نے تاکید فرمائی ہے کہ میں فوراً بیگم فرید سے مل کر مکان کی خرید کے سلسلے میں ان کا آخری جواب آپ کو لکھ دوں۔ کل ان سے ملی تھی۔ شام کو تیار ہوئی تو ڈرائیور غائب تھا۔ یہ غفور دن بدن سست ہوتا جا رہا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کی بینائی بھی کمزور ہونے لگی ہے۔ اس مرتبہ آتے وقت اس کیلئے ایک اچھی سے عینک لیتے آئیں۔ گھنٹوں بعد آیا تو بہانے تراشنے لگا کہ تین دن سے کار مرمت کے لئے گئی ہوئی ہے۔ چاروں ٹائر بیکار ہو چکے ہیں۔ ٹیوب پہلے سے چھلنی ہیں۔ یہ کار بھی جواب دیتی جا رہی ہے۔ آپ کے آنے پر نئی کار لیں گے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو اس کار کو منگا لیں۔ خیر تانگہ منگایا۔ راستے میں ایک جلوس ملا۔ بڑا غُل غپاڑہ مچا ہوا تھا، ایک گھنٹے ٹریفک بند رہا۔ معلوم ہوا کہ خان بہادر رحیم خان کے صاحبزادے کی برات جا رہی ہے۔ برات نہایت شاندار تھی۔ تین آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے۔

راستے میں زینت بوا مل گئیں۔ یہ ہماری دور کی رشتہ دار ہوتی ہیں۔ احمد چچا کے سسرال میں جو ٹھیکیدار ہیں نا ان کی سوتیلی ماں کی سگی بھانجی ہیں۔ آپ ہمیشہ زینت بوا اور رحمت بوا کو ملا دیتے ہیں۔

رحمت بوا میری ننھیال سے ہیں اور ماموں عابد کے ہم زلف کے تائے کی نواسی ہیں۔ رحمت بوا بھی ملی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کبھی قدسیہ باجی کو ساتھ لا کر ہمارے ہاں چند مہینے رہ جائیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ یہ وہی ہیں جو تایا نعیم کے ساتھ ہماری شادی پر آئی تھیں۔ تایا نعیم کی ساس ان کی دادی کی منہ بولی بہن تھیں۔ بلکہ ایک دوسرے سے دوپٹے بدل چکی تھیں۔ یہ سب اس لئے لکھ رہی ہوں کہ آپ کو اپنے عزیز واقارب یاد نہیں رہتے۔ کیا عرض کروں آج کل زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ رشتہ دار کی خبر نہیں۔ میں نے زیب بوا کو گھر آنے کیلئے کہا، تو وہ اسی شام آ گئیں۔ میں نے بڑی خاطر کی۔ خواہش ظاہر کرنے پر آپ کے ارسال شدہ روپوں میں سے دو سو انہیں ادھار دیئے۔

ہاں تو میں بیگم فرید کے ہاں پہنچی۔ بڑے تپاک سے ملیں۔ بہت بدل چکی ہیں۔ جوانی میں مسز فرید کہلاتی تھیں، اب تو بالکل ہی رہ گئی ہیں۔ ایک تو بےچاری پہلے ہی اکہرے بدن کی ہیں، اس پر اس طرح طرح کی فکر۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھتی ہیں۔ کہنے لگیں اگلے ہفتے برخوردار نعیم کا عقیقہ ہے اور اس سے اگلی جمعرات کو نورِ چشمی بتول سلمہا کی رخصت ہو گی، ضرور آنا۔

میں نے ہامی بھر لی اور مکان کے متعلق ان سے آخری جواب مانگا۔ پہلے کی طرح چٹاخ پٹاخ باتیں نہیں کرتیں۔ آواز میں بھی وہ کرارا پن نہیں رہا۔ انہیں تو یہ بتول لے کر بیٹھ گئی۔ عمر کا بھی تقاضا ہے۔ سوچ رہی ہوں جاؤں یا نہ جاؤں۔ دوڈھائی سو خرچ ہو جائیں گے۔ نیا جوڑا سلوانا ہو گا۔ ویسے تو سردیوں کے لئے سارے کپڑے نئے بنوانے پڑیں گے۔ پچھلے سال کے کپڑے اتنے تنگ ہو چکے ہیں کہ بالکل نہیں آتے۔ آپ بار بار سیر اور ورزش کو کہتے ہیں بھلا اس عمر میں مستانوں کی طرح سیر کرتی ہوئی اچھی لگوں گی۔ ورزش سے مجھے نفرت ہے۔ خوامخواہ جسم کو تھکانا اور پھر پسینہ الگ۔ نہ آج تک کی ہے نہ خدا کرائے۔ کبھی کبھی کار میں زنانہ کلب چلی جاتی ہوں، وہاں ہم سب بیٹھ کر نٹنگ کرتی ہیں۔ . آتے آتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ بس۔ آپ ہنسا کرتے ہیں کہ نٹنگ کرتے وقت عورتیں باتیں کیوں کرتی ہیں۔ اس لئے کہ کسی دھیان میں لگی رہیں۔

آپ نے جگہ جگہ شاعری کی ہے اور الٹی سیدھی باتیں لکھی ہیں۔ ذرا سوچ تو لیا ہوتا کہ بچوں والے گھر میں خط جا رہا ہے۔ اب ہمارے وہ دن نہیں رہے کہ عشق وشق کی باتیں ایک دوسرے کو لکھیں۔ شادی کو پورے سات برس گزر چکے ہیں، خدارا ایسی باتیں آئندہ مت لکھئے۔ توبہ توبہ اگر کوئی پڑھ لے تو کیا کہے۔ ان دنوں میں فرسٹ ایڈ سیکھنے نہیں جاتی۔ ٹریننگ کے بعد کلاس کا امتحان ہوا تھا، آپ سن کر خوش ہوں گے کہ میں پاس ہو گئی۔

پچھلے ہفتے ایک عجیب واقعہ ہوا۔ بنو کے لڑکے کو بخار چڑھا۔ یوں تپ رہا تھا کہ چنے رکھو اور بھون لو۔ میں نے تھرمامیٹر لگایا تو نارمل سے بھی نیچے چلا گیا۔ پتہ نہیں کیا وجہ تھی۔ پھر گھڑی لے کر نبض گننے لگی۔ دفعتاً یوں محسوس ہوا جیسے لڑکے کا دل ٹھہر گیا ہو کیونکہ نبض رک گئی تھی۔ بعد میں پتہ چلا کہ دراصل گھڑی بند ہو گئی تھی۔ یہ فرسٹ ایڈ بھی یونہی ہے۔ خوامخواہ وقت ضائع کیا۔

ڈاکٹر میری سٹوپس کی کتاب ارسال ہے۔ اگر دکاندار۔ لے لے تو لوٹا دیجئے۔ یہ باتیں بھلا ہم مشرق کے رہنے والوں کے لئے تھوڑی ہیں۔ اس کی جگہ بہشتی زیور کی ساری جلدیں بھجوا دیجئے۔ ایک کتاب گھر کا حکیم کی بڑی تعریف سنی ہے۔ یہ بھی بھیج دیجئے۔

چند نئی فلمیں دیکھیں، کافی پسند آئیں۔ ہیرو کا انتخاب بہت موزوں تھا۔ موٹا تازہ، لمبے لمبے بال، کھوئی کھوئی نگاہیں، کھلے گلے کا کرتہ، گانے کا شوق، کسی کام کی بھی جلدی نہیں، فرصت ہی فرصت۔ آپ بہت یاد آئے۔ شادی سے پہلے میں آپ کو اسی روپ میں دیکھا کرتی تھی۔ کاش کہ آپ کے بھی لمبے لمبے بال ہوتے، ہر وقت کھوئی ہوئی نگاہوں سے خلا میں تکتے رہتے، کھلے گلے کا کرتہ پہن کر گلشن میں گانے گایا کرتے۔ نہ یہ کم بخت دفتر کا کام ہوتا اور نہ ہر وقت کی مصروفیت لیکن خواب کہاں پورے ہوئے ہیں۔ ان فلموں میں ایک بات کھٹکتی ہے، ان میں عورتوں کی قوالی نہیں ہے۔ یہ فلم بناتے وقت نہ جانے ایسی اہم بات کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گیت بے حد معمولی ہیں۔ مثلاً ایک گانا بھی ایسا نہیں ہے جس میں راجہ جی، مورے راجہ یا ہو راجہ، آ تا ہو۔ یہ سادہ الفاظ گیت میں جان ڈال دیتے ہیں۔

ایک بہت ضروری بات آپ سے پوچھنا تھی۔ زینت بوا نے شبہ میں ڈال دیا ہے کہ آپ کے لفافوں پر پتہ زنانہ تحریر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے دفتر میں کوئی سیکرٹری یا سٹینو وغیرہ آ گئی ہو اور آپ مصروفیت کی بنا پر اس سے پتہ لکھواتے ہوں۔ یہ لڑکی کس عمر کی ہے؟ شکل و صورت کیسی ہے؟ غالباً کنواری ہو گی؟ اس کے متعلق مفصل طور پر لکھئے۔ اگر ہو سکے تو اس کی تصویر بھی بھیجئے۔

باقی سب خیریت ہے اور کیا لکھوں۔ بس بچے ہر وقت آپ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اصغر پوچھتا ہے کہ ابا میری سائیکل کب بھیجیں گے۔ آپ نے کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اب تو ننھی کی بسم اللہ بھی قریب آ چکی ہے۔ میری مانیے تو۔ یہیں تبادلہ کرا لیجئے۔ بھاڑ میں جائے یہ ترقی اور ایسا مستقبل۔ تھوڑی سی اور ترقی دے کر محکمے والے کہیں آپ کو اور دور نہ بھیج دیں۔ آپ بہت یاد آتے ہیں۔ ننھے کی جرابیں پھٹ چکی ہیں۔ ننھی کے پاس ایک بھی نیا فراک نہیں رہا۔ برا ہو پردیس کا۔ صورت دیکھنے کو ترس گئے ہیں۔ امی جان کی اونی چادر اور کمبلوں کا انتظار ہے۔

ہر وقت آپ انتظار رہتا ہے۔ آنکھیں دروازے پر لگی رہتی ہیں۔ صحن کا فرش جگہ جگہ سے اکھڑ رہا ہے۔ مالی کام نہیں کرتا۔ اس کی لڑکی اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ آتے وقت چند چیزیں ساتھ لائیں۔ بچوں کے جوتے اور گرم کوٹ، ننھے کی جرابیں اور کنٹوپ، ننھی کی فراک، دو چمڑے کے صندوق، زینب بوا کے لئے اچھا سا تحفہ، بلی کے گلے میں باندھنے کیلئے ربن اور کتے کا خوبصورت سا کالر، کچھ سوہن حلوہ اور ننھی کا سویٹر۔ ننھی کے کان میں پھنسی تھی چچا جان سول سرجن کو بلانے کو کہتے تھے، میں نے منع کر دیا کیونکہ کل تعویز آ جائے گا۔

یہاں کی تازہ خبریں یہ ہیں کہ پھوپھی جان کی بھینس اللہ کو پیاری ہوئی۔ سب کو بڑا افسوس ہوا۔ اچھی بھلی تھی۔ دیکھتے دیکھتے ہی دم توڑ دیا۔ میں پرسہ دینے گئی تھی۔ تایا عظیم کا لڑکا کہیں بھاگ گیا ہے۔ احمد چچا کا جس بینک میں حساب تھا وہ بینک فیل ہو گیا ہے اور ہاں پھوپھا جان کی ساس جو اکثر بہکی بہکی باتیں کیا کرتی تھیں اب وہ بالکل باؤلی ہو گئی ہیں۔ بقیہ خبریں اگلے خط میں لکھوں گی۔

سر تاج کو کنیز کا آداب۔ فقط

(ایک بات بھول گئی۔ منی آرڈر پر مکان نمبر ضرور لکھا کیجئے۔ اس طرح ڈاک جلدی مل جاتی ہے۔)

لیلیٰ کی ٹویٹ، مجنوں کا بلاگ۔ از راشد کامران

لیلیٰ کی ٹویٹ؛ مجنوں کا بلاگ۔ تحریر برائے ہفتہ بلاگستان

عشق اور ٹیکنالوجی ایک صدا کا ساتھ ہے، کوئی ٹیکنالوجی سے عشق کرتا ہے تو دوسری طرف عُشاق کی ٹیکنالوجی پر دسترس کی قسمیں کھائی جاسکتی ہیں۔ گو کہ عشق حقیقی کے نصف شبی اظہار کے لیے بھی ٹیکنالوجی کا استعمال کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں لیکن اس تحدید سے چھیڑ چھاڑ ہمارا بنیادی مقصد نہیں؛ ہم محض عشق مجازی پر ٹیکنالوجی کے دور رس اثرات کا جائزہ لینے کی کوشش کررہے ہیں۔

عشاق ہر زمانے میں دستیاب ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کرتے رہے ہیں، کبوتر میل ہو یا روپیہ رقعہ، سینہ ٹرانسفر ہو یا بصری اتصال برائے جذبات آپ عشاق کو ہمیشہ دو ہاتھ آگے ہی پائیں گے۔ موضوعِ بحث یہ قضیہ ہے کہ اگر کچھ ایجادات مناسب وقت پر کرلی جاتیں تو شاید کئی بن کھلے مرجھائے غنچوں کو کُھل کھلنے کا موقع میسر آتا اور ان کا قیسوی، فرہادی اور رانجھوی سلسلہ ایک انتہائی الگ داستان محبت بیان کرتا نظر آتا۔

ایسا قطعاً نہیں کہ داستانوں کی موجودہ صورت پر ہم کوئی اعتراض اٹھانے لگے ہیں یا مجنوں کی چھترول کی براہ راست متاثرہ آنسہ لیلیٰ کے حق میں ترقی پسندوں کے کسی مظاہرے کا ارادہ ہے اور نہ ہی ہم فرہاد کے تیشے کی بابت کوئی سازشی نظریہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ برائے بحث اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ مجنوں کو بلاگ لکھنے کی سہولت دستیاب ہوتی یا لیلیٰ ٹُویٹر کے ذریعے حال دل اپنا پیچھا کرنے والوں تک پہنچا سکتی تو داستان لیلیٰ مجنوں آج کے گاؤدی عشاق کے لیے بھی اطلاقی مضمون بن سکتی تھی۔

اب صورت حال یہ کہ عشق کی حدت تو صدیوں پرانی ہی محسوس کی جاتی ہے لیکن ایک سو پچیس الفاظ میں درد کی شدت بیان کرنے کے لیے اساتذہ عاشقوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی سانچہ دستیاب نہیں۔ ایسی صورت میں آج کے وارث شاہوں کی توجہ حاصل کرلینا ایسا جوکھم ہے جو ایک عام ایس ایم ایس عاشق کے لیے اٹھانا محال ہے؛ یہی وجہ ہے کہ جدید داستان عشق شام کے اخبارات سے آگے نہیں بڑھ پا رہی ہیں۔

آج کی لیلیٰ کو ہمارا یہی مشورہ ہے کہ اگر اسے بین الاقوامی مجلس برائے عاشقان کی رکنیت درکار ہے تو اُسے ایک ٹُویٹر لیلیٰ بننا پڑے گا۔ مجنوں کی حماقتوں پر سہے جانے والے درد سے لمحہ بہ لمحہ معہ تصاویر عوام کو مطلع کرنا انتہائی ضروری اور جہاں ضرورت پڑے رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے یوٹیوب کی مدد بھی لینا ہوگی۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ محض راویوں کے پسندیدہ واقعات داستان کا حصہ بننے سے محفوظ رہیں گے اور داستان ایک رواں تبصرے کی شکل میں دستیاب رہے گی وہیں غزالاں کو بھی مجنوں کی زندگی کے آخری لمحات اور اس کے بعد ویرانے کے تاثرات کا حساب کتاب دینے سے نجات ملے گی۔

مجنوؤں کے بلاگ سے نو وارد عاشق پتھراؤ سے بچنے کی ترکیبیں، صحرا میں سودن کیسے گزاریں؟ سگ لیلیٰ کو پہلی ملاقات میں قابو کرنے اور پہاڑ کھودنے کے آسان طریقے جیسی اہم معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ہی اپنے پر مغز تبصروں سے واقعات عشق کو مذہبی تہوار کا درجہ دلانے میں بھی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

اگر صادق جذبہ ہی عشق کی کامیابی کی کنجی ہوتا تو محض نامرادوں کی داستانِ عشق ہی کلاسیک کا درجہ نہ پاتی۔ آج کی دنیا میں نامراد عشق کی کوئی جگہ نہیں اور ایک کامیاب عشق کے لیے بھرپور پروپیگنڈا، ٹیکنالوجی کا استعمال اور "بیک اپ" انتہائی اہم ہتھیار ہیں۔

آزمائش شرط ہے

ورنہ شام کے اخبار کا اپنا ایک وسیع اور مخصوص حلقہ ہے یوں بھی

"بدنام جو ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا؟"

اچانک بوڑھا۔ از راشد کامران

اچانک بوڑھا۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

زمانہ مستقبل سے سفر ماضی کے لیے آنے والوں کو بارہا سمجھایا کہ قبلہ یہ جو عجائبات عالم آپ اٹھائے چلے آتے ہیں یہ اس زمانے میں ہمارے کسی کام کے نہیں بلکہ آپ ایسے مستقبل کے رہائشی بھی اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ابھی کل ہی بات ہے کہ ایک پیر مرد اچانک نمودار ہوا عجیب وضع کا لباس؛ ہاتھ میں وہی مستقبل کے آلاتِ مواصلات؛ ظاہر ہوتے ہی ہمارا تفصیلی معائنہ کرنے لگا، ایسے اچانک بوڑھے ہمیں بالکل نہیں بھاتے اس پر اتنی بے تکلفی تو گویا مزاج پر قیامت ہو گئی۔ پوچھا قبلہ آپ کی تعریف؟ کہنے لگے بوجھو تو جانیں؟ اندازہ تو تھا کہ شخصیت مرد کی ہے لیکن کوئی دوسرا سوال نہیں سوجھا تو یہی داغ دیا کہ شخصیت مرد کی ہے یا عورت؟۔ چراغ پا ہوگئے کہنے لگے ناہنجار اپنا آپ نہیں پہچانتا، دیدوں کا پانی مر گیا ہے۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ وہی کہوں اتنا خبطی بڈھا اور کوئی کیسے ہو سکتا ہے۔

پوچھا کہیے کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے ماضی کو یاد کرتا ہوں تو بے رونقی ستاتی ہے سوچا اپنا ماضی رنگین کر دوں۔

لیکن ہم فی الحال موجودہ رنگینیوں سے مکمل مطمئن ہیں اور اپنی زندگی میں مزید رنگ بھر کر اسے بھدا نہیں بنانا چاہتے۔

آخر کو بوڑھا کس کا تھا، آگ بگولہ ہوگئے؛ کہنے لگے ہمارے ماضی پر ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا تمہارے حال پر تم کو ہے۔ حقِ ذات پر زمان و مکان کی اس ابتلا کا پہلا مقدمہ ہماری موٹی عقل میں کسی طور نہیں سمانا تھا، بس اتنا یاد رہا کہ آج اگر تھوڑی سی ڈھیل دی تو بڈھا اپنا بڑھاپا سنوارنے کی خاطر ہمارے حال کو اُس حال تک پہنچا دے گا کہ یاد ماضی کے ساتھ ساتھ تشددِ مستقبل بھی ایک مستقل استعارہ بن کے رہ جائے گا۔

ہم نے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھانا چاہا پوچھا فرمایئے مارکیٹ کی کیا صورتحال ہے؟ کیا پیٹرولیم کی قیمتیں مستحکم ہیں؟ فوراً بھانپ گئے کہنے لگے لالچی انسان؛ مستقبل اور حال کے تعلقات اس طرح نہیں چلتے، تم ماضی کے لوگوں نے افسانے پڑھ پڑھ کر نا جانے ہم لوگوں کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ اتنی بے عزتی کسی اور نے کی ہوتی تو نہ جانے کیا کر گزرتے پر اپنا بڑھاپا کون زخمی کرتا ہے، لیکن بڈھے کا خناس دیکھ کر اپنی شریک حیات پر بڑا ترس آیا۔ ماحول کا تناؤ دور کرنے کے لیے ہم نے بزرگوار سے پوچھا کہ سنایئے انسانیت کا کیا حال ہے؟ اب تو انسان بڑا آسودہ حال ہوگا؟ عجیب افسردگی در آئی، بتانے لگے نت نئے آلات ہیں مقتل میں اب تو، لیکن وہی ماضی کی خرافات ہیں جھگڑنے والی۔ کہیں خدا کے ہونے پر قتل تو کہیں خدا کے نا ہونے پر خون۔ کسی کو آزادی نے گھائل کیا تو کوئی غلامی کا شکار۔ اب بھی طاقتور رولتا ہے کمزور رلتا ہے؛ ظالم بولتا ہے اور مظلوم سنتا ہے۔ بس اُس ایک لمحے میں حال نے ہتھیار ڈال دیے۔ اگر مستقبل کچھ بہتر ہو سکتا ہے تو بزرگوار شروعات کیجیے؛ اپنے ماضی سے ہی کیجیے حقِ ذات کا فیصلہ تو ہوتا رہے گا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون از سیدہ شگفتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون

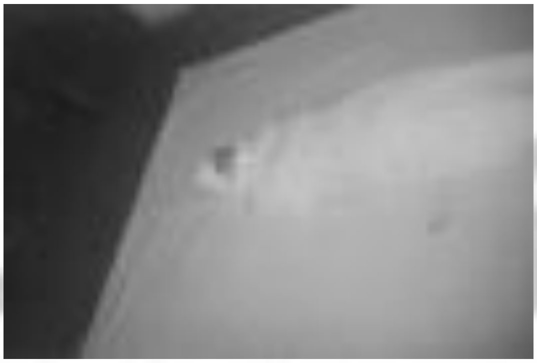

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم سب نے بالآخر اس دنیا سے چلے جانا ہے۔۔۔
مرحومہ نیک اور معصوم تھیں۔۔۔
آیئے، مغفرت کے لیے ہاتھ اٹھائیں!

یہ وہ تصویر ہے جو آج بھی امی سے چھپاکے رکھنا پڑتی ہے بندہ جو کام گھر میں نہ کر سکے وہ ہاسٹل میں بخوبی کر لیتا ہے، امی جو وہاں نہیں ہوتیں نہ ہی ابو۔۔۔ مجھے بڑا شوق کہ کفن میں کیسے لگوں گی ہاسٹل کے دنوں میں میں اپنی پاکٹ منی سے ایک عدد کفن خریدا اپنے لیے اور بڑے اہتمام سے چاندنی فرش پہ بچھاکے اس پر کفن پہن کے تو یہ تصویر۔۔۔ بس تب سے آج تک جب کبھی امی کے سامنے آجائے تو عزت افزائی ہو جاتی ہے زمان و مکان کا خیال کیے بغیر۔۔۔ اب امی نے پھر حکم دے دیا ہے اس تصویر کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا تو میں سوچا ہے کہ مرنے سے پہلے تعزیت تو وصول کر لوں آخر اتنی محنت کرنا پڑتی ہے مرنے کے لیے۔۔۔ وہ تو اللہ بھلا کرے کہ اب ہمارے شہر میں گھر سے باہر نکلیں تو ہر روز یوں گھر اور سب گھر والوں کو دیکھ کے نکلنا پڑتا ہے کہ کیا معلوم یہ دیدار کہیں دیدارِ آخر ہی نہ ہو. ی پہ گھر والے یقیناً ہر روز سوچتے ہوں گے کہ پھر وہی شکل آ گئی۔۔۔ اور گھر سے نکلنے پر ہی کیا موقوف اب تو ہمارے شہر میں جانباز وجیالوں کی تعداد اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ موت کی سروس گھر بیٹھے بھی فراہم ہو جایا کرتی ہے اب۔۔۔ مجھے بڑا شوق ہے کہ دیکھوں میرے مرنے پر دنیا کتنا خوش اور کتنا غمگین ہوتی ہے سو آپ سب کا شکریہ بھی میں خود ہی ادا کرنا چاہتی ہوں دل سے ورنہ میرے بعد تو تعزیت گھر والوں نے وصول کرنا ہے مجھے تو پتہ ہی نہیں چلنا کہ صحیح سے شکریہ ادا کیا گیا کہ نہیں۔۔۔ سو تعزیت پلیز۔۔۔

! میں اللہ کو حاضر و ناضر جان کر حلفیہ اقرار کرتی ہوں کہ میں کسی سے کوئی قرض نہیں لیا کبھی لیکن جس جس نے مجھ سے قرض لیا ہوا ہو جلدی . کر دیں بلکہ آج ہی . کریں۔

تعزیت کے بعد کھانے کا انتظام بھی ہے۔۔۔ اس کے لیے ہفتہ بلاگستان میں "یوم باورچی خانہ" کے موقع پر خصوصی کھانے پہلے ہی زور و شور سے پکوائے جا چکے ہیں۔۔۔

یوم مزاح از شاہدہ اکرم

ہفتہءِ بلاگستان، پانچواں دور یومِ مزاح

ماشاءاللہ بلاگِستان کا پانچواں دور شُروع ہوچُکا ہے اور باوجُود اِس کے کہ عُمومی گھریلُو مصرُوفیات اور اب رمضان کی خصُوصی اور بابرکت مصرُوفیت کے یومِ مزاح پر لِکھتے وقت ایسے میں اچانک مُجھ پر یہ یہ اِنکشاف ہُوا کہ شاید مزاح لِکھنا تو دُنیا کا سب سے مُشکِل کام ہے کِسی کے چہرے پر ہنسی کی ایک کِرن بھی لے آنا کوئی آسان کام نہیں ہے ایسے میں پیچھے مُڑ کر دیکھا تو اپنے دور کے بہترین مزاح نِگاروں کی تحاریر جو واقعی ایک کلاسیک کا درجہ رکھتی ہیں بہُت آرام سے سوچتی تھی کہ ارے بہُت آرام سے لِکھ لیتے ہوں گے پِطرس بُخاری ہوں یا اِبنِ اِنشاء یا خامہ بدہن کے زبردست لِکھاری مُشتاق احمد یُوسفی ایسے ہنستے کھیلتے مِزاح تخلیق کر لیا کرتے تھے کہ لگتا تھا شاید یہ اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اب ہم نے اُن سے کوئی اِنٹر ویو وغیرہ تو لیا نہیں کہ کیسے لِکھ لیتے تھے وہ لیکن کل سے جو سوچنا شُروع کیا کہ مزاح کے موضوع پر کُچھ لِکھوں، یا کیا لِکھوں تو دِماغ نے صاف گھنٹی بجادی کہ بھئی ہمیں تو

مُعاف ہی رکھو یہ تُمھارے جیسی مزاج کی خاتون کے بس کا کام نہیں پڑ ھنے کی حد تک جو بات ہے تو مزاح پڑھنا تو بہُت اچھا لگتا ہے دیکھنا بھی شاندار لگتا ہے چارلی چپلن ہوں، یا لارل ہارڈی یا مسٹر بین اُن کی کامیڈی دیکھ کر تو ایسا ہی محسُوس ہوتا ہے کہ شاید یہ پیدائشی مسخرے یہ کام بہُت آرام سے کر لیتے ہوں گے مُنور ظریف، رنگیلا، رُلفی، لہری اور نرالا وغیرہ نے اپنی ظرافت سے جو جو رنگ بکھیرے اپنی اداکاری کے وُہ اِتنی بے ساختگی لے ہُوئے ہوتی تھی کہ وُہ اُن کی ذات کا حِصّہ ہی معلُوم ہوتی تھی لیکن خُود کچھ ایسا لکھنا جس سے مزاح کو کوئی پہلُو نِکلتا ہو دانتوں تلے پسینہ لانے کے مترادِف ہے یہ مُجھے پہلی دفعہ معلُوم ہُوا جب خُود ایسے کِسی کام میں ہاتھ ڈالا

کل حِجاب سے مشورہ کیا کہ کیا لکھُوں تو کہنے لگی آپی کِسی مزاحیہ اِقتباس میں سے لکھ ڈالیں لیکن میں نے کہا میرا دِل چاہ رہا ہے کہ خُود سے کُچھ لکھُوں اب دیکھیں بھلا یہ تحریر کہیں سے بھی مزاحیہ لگ رہی ہے، نہیں نا بس ایک کوشِش کے طور پر لکھا جِسے پڑھ کر مُجھے واقعی خود کو بہُت ہنسی آ رہی ہے کہ یہ کیا چُوں چُوں کا مُربّہ تخلیق کیا ہے شرم کرو تھوڑی سی بڑی آئیں لوگوں کو ہنسانے کی کوشِش کرنے والی اِسے پڑھ کر کِسی نے ہنسنا تو خیر کیا ہے آنسُو ضرُور نِکال دوگی کہ ہنسی کے نام پر رونا آ گیا ہے تو میں یہ سوچ کر ہی مُطمئِن ہو گئی ہُوں کہ بعض اوقات ہنسی کی شِدّت سے بھی تو آنسُو نِکل آتے ہیں میں یہ سمجھ کر ہی اپنی حِسِ مزاح کو تسکین دے لُوں گی

لیکن جاتے جاتے میں آج کے دور کے اپنے پیارے بھائیوں جعفر اور ڈفر کی خُداداد صلاحیتوں کو سلام کرتی ہُوں جو ہر دُوسرے دِن ایک ایسا شاہکار تخلیق دے دیتے ہیں جِسے پڑھنے کے بعد اِحساس ہوتا ہے کہ ہاں واقعی ایسا بھی لکھا جا سکتا تھا جبکہ اپنے بس میں ایسا باوجُود اِنتہائی کوشِشوں کے ہونا نا مُمکِنات کو چُھونے کے برابر ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ میں اپنی اِس کوشِش میں کِس حد تک کامیاب ہُوئی ہوں مُنصِف آپ لوگ ہیں اور میں بے چاری تو بس لکھنے کی مُجرِم یا مُلزِم ہُوں جو سزا ملے گی بسر و چشم قبول ہو گی

ہفتہ بلاگستان : ہاہاہاہاازغفران

غفران

بے فضول غفران

ہفتئہ بلاگستان 5 –ہاہاہاہا، ہفتہ کے سپیلنگ غلط ہیں۔ہی ہی ہی۔۔۔

ہاہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہیہیہیہیہیہیہیہی۔۔۔۔۔۔۔۔ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج عرصے بعد اردو بلاگوں کا دورہ کیا تو نظر پڑا ہر جگہ ہفتیہ بلاگستان منایا جارہا ہے۔ بلاگنگ سے طویل عرصے تک" غیر حاضری کی بدولت یہ چیز میرے لیے نئی تھی۔ہاہاہاہاہاہا۔ میرے لیے نئی تھی، ہو ہو ہو ہو ہو۔۔۔ہاہ۔

ہمممم۔۔۔تو میں کہہ رہا تھا کہ، ہیں۔۔ میں کیا کہہ رہا تھا؟۔۔۔ابے اتنی جلدی بھول گیا کیا کہہ رہا تھا۔ ہاہہاہاہاہاہاہاہاہہاہا۔اسٹوپڈ۔ اہہاہاہاہاہاہاہا

ہاں، تو میجھے پتا نہیں تھا کہ یہ ہفتیہ بلاگستان کیا بلا ہے۔ منظر نامہ پر پہنچا تو سمجھ آئی۔ ہیہیہیہیہیہیہیہیہیہی۔

اچھا وہ تو جو ہے سو ہے۔ میں اتنی دیر بعد کیوں آیا ہوں۔۔۔ کیونکہ ہم کو جامعہ سے چھٹیاں ہو گئی تھیں اور مصروفیت بڑھ گئی تھی، اب چھٹیاں ختم ہونے کو ہیں اور ہم پھر سے بلاگ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ ہی ہی ہی ہی

اچھا تو آج جو ہے ہفتئہ بلاگستان-5 ہے، یعنی آج کوئی مزاحیہ تحریر لکھنی ہے، سو یہ ہے میری تحریر برائے ہفتیہ بلاگستان۔ ہوہوہاہاہہاہاہاہا

اسے فرصت نہیں ملتی از محمد احمد

اُسے فرصت نہیں ملتی۔ برائے ہفتہ بلاگستان یومِ مزاح

ایسا مہینے میں ایک آدھ بار تو ضرور ہی ہوتا ہے کہ ہمیں چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے اُن کے آگے سر جھکانا ہی پڑتا ہے پھر بھی موصوف ہماری اس سعادت مندی کو ہرگز خاطر میں نہیں لاتے بلکہ خاطر میں لانا تو ایک طرف جناب تو ہماری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس سے پہلے کے آپ کے ذہن میں ہمارے اور اُن کے بارے میں طرح طرح کے وسوسے سر اُٹھائیں ہم آپ کو بتا ہی دیں کہ آج ہم اپنے زلف تراش کا رونا رو رہے ہیں۔ زلف تراش کی ترکیب شاید آپ کو اچھی نہ لگے یا پھر آپ کو اس میں تصنّع کا پہلو نظر آئے۔ لیکن کیا کیجے کہ اس مقام پر ہم بھی بے حد مجبور ہیں کہ یا تو 'ہئیر ڈریسر' لکھ کر زبانِ غیر میں شرحِ آرزو کے مجرم ٹھہریں یا 'حجام' جیسا کریہہ لفظ استعمال کرکے اپنے ہی ہاتھوں، مطلب اُن کے ہاتھوں اپنی حجامت کا بندوبست کریں۔ گو کہ ہم یہاں اسی واسطے آتے ہیں لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ ہم کس قسم کی حجامت کے ذکرِ شر سے خوفزدہ ہیں۔

یہاں آپ کو شاید اتنی ہی اہمیت ملے جتنی زرداری صاحب کو چائنہ میں ملی، یا شاید اس سے تھوڑی سی زیادہ مل جائے، لیکن اس سے زیادہ کی توقع مت رکھیے گا کہ نام تو موصوف کا 'ویلہ ہیئر ڈریسر' ہے لیکن مجال ہے جو کبھی آپ کو ویلے (فارغ) نظر آئیں۔ آپ جب بھی پہنچیں کوئی نہ کوئی اُن کے زیرِ عتاب نظر آئے گا۔ اول تو آپ اُنہیں نظر ہی نہیں آئیں گے لیکن اگر انہوں نے آپ کو دیکھ لیا تو پھر آپ کی خیر نہیں فوراً استرا ہاتھ میں لئے بیٹھنے کا اشارہ کریں گے۔ اُن کے جان لیوا تیور اور اُسترے کی چمک دمک دیکھ کر آپ چاہیں بھی تو یہ پوچھنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے کہ آپ کو کب تک اُن کے تختۂ مشق تک رسائی ہو سکے گی۔ چار و ناچار انتظار گاہ یعنی سہ افرادی نشست پر براجمان ہونے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں، بشرط کہ وہاں آپ کے لئے جگہ بھی ہو۔ کہتے ہیں زبان بند رہے تو دماغ اچھی طرح کام کرتا ہے، یہاں آپ کو بھی اسی کلیہ کا استعمال کرنا ہوگا۔ پہلے سے موجود انتظار کنندگان کی تعداد اور اُن کے تاثرات سے آپ بخوبی اندازہ لگا لیں گے کہ آپ کو کب تک انتظار کی راہ دیکھنی ہوگی۔ لیکن بے فکر رہیے انتظار کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو یہاں آپ بیزار ہرگز نہیں ہوں گے۔ چائے کا کپ مکھیوں سمیت اُٹھا کے اُس کے نیچے سے آج کا تازہ اخبار نکال لیجے۔ ارے رے رے ! ذرا دھیان سے۔ کہیں چائے کی باقیات آپ کو بھی 'داغ تو اچھے ہوتے ہیں' کا راگ الاپنے پر مجبور نہ کر دے۔ بس یوں کیجیے، اخبار کو اس کے دائیں بائیں کونوں سے تھامیئے اور چائے کو کششِ ثقل کے حوالے کر دیجیے۔ لیجیے جناب اب آپ آرام سے بیٹھ کر اپنا فشارِ خون اپنی خودی سے بھی بلند کر سکتے ہیں۔ بس پڑھتے جائیں، کوئی بات نہیں اگر آپ کی تیوریاں چڑھ جائیں یا کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہو جائے۔ کوئی بات نہیں ! جو دل میں آ رہا ہے کہہ دیجیے، پر دل میں ہی کہیے گا کہ آپ کے اخلاق کو آپ سے بہتر کوئی اور نہ سمجھ سکے۔

اگر آپ پہلے سے بلند فشارِ خون جیسے مرض میں مبتلا ہیں تو پھر تازہ اخبار آپ کے لئے ہرگز موزوں نہیں۔ فکر نہ کیجیے، یہ لیجے 'اخبارِ جہاں' پڑھیئے، بالکل نیا ہے ابھی دو سال پہلے ہی ردی والے سے خریدا گیا ہے۔ کیا ! بیچ کا صفحہ غائب ہے، ارے نہیں ! ایسا نہیں ہے، بس ذرا سامنے دیکھیے۔ جی آئینہ کے اُوپر ! جی بالکل ! دوکان میں آتے ہی آپ بیچ کے صفحے کی زیارت بلکہ تفصیلی معائنہ کر چکے ہیں۔ کوئی بات نہیں اس میں اور بھی بہت کچھ ہے 'تین عورتیں، تین۔۔۔۔' اچھا اچھا ! آپ 'کٹ پیس' تک پہنچ گئے ہیں۔ اچھا ہے، 'کٹ پیس' اپنے گرد و پیش سے بے خبر رہنے کے لئے اچھی چیز ہے۔ لیکن بہت زیادہ بے خبر بھی مت رہیے۔ کم از کم اتنا ضرور یاد رکھیے گا کہ آپ کے بعد کون کون آیا ہے ورنہ اقربا پروری تو کہیں بھی راہ نکال لیتی ہے۔ ویلہ ہیئر ڈریسر' کی انتظار گاہ صرف دار المطالعہ ہی نہیں درس گاہ بھی ہے۔ وہ کیا کہا ہے کسی نے کہ 'سیانوں کے ساتھ ایک گھنٹے کی ملاقات دس مہینے کتابیں پڑھنے سے بہتر ہے'۔ یہاں بھی آپ کو ایسی ایسی گفتگو سُننے کو ملے گی کہ آپ دس مہینے تو کیا دس سال بھی کتابیں پڑھتے رہیں تو وہ سب کچھ نہیں سیکھ سکیں گے۔ لیکن ذرا دھیان رہے کہ یہ سب کچھ آپ سیکھ تو سکتے ہیں پر کسی کو سکھانے کی کوشش مت کیجیے گا کہ یہ کام سیانوں کا ہے اور وہ اپنا کام خوب جانتے ہیں۔

اب ذرا سنبھل جائیں کہ آپ کی زلفِ دراز کی دست درازیوں کو لگام دینے کا وقت آگیا ہے۔ یعنی اب جگر تھام کے خود کو اُن کے حوالے کر دیجیے بلکہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اللہ کے حوالے کر دیجیے کیونکہ عین ممکن ہے کہ زلف تراش کا تیز اور چمکدار اُسترا بھی یہی کچھ کرنا چاہے۔ زلف تراش کسی سے بات کرے یا نہ کرے لیکن اپنے فتراک کے نخچیر (یہاں مراد تختۂ مشق تک پہنچ جانے والے سورما سے ہے) سے ضرور ہم کلام رہتا ہے۔ ہم سے بھی مکالمہ رہا اور کچھ یوں رہا۔

"ارے بھائی ! اس دفعہ بال کچھ زیادہ ہی نہیں بڑھ گئے آپ کے" پانی کی بوچھار کے ساتھ پوچھا گیا۔

"جی کچھ مصروفیت زیادہ رہی، ویسے پچھلی دفعہ سے آپ کے ریٹس (نرخ) بھی تو بڑھ گئے ہیں" باقی ماندہ جملہ دل میں کہا گیا۔

'دل میں جو بات ہے، کہہ دو' اچانک کسی نے کیسٹ پلیئر کھول دیا اور ایسا لگا کہ شاید دل کا چور پکڑا گیا لیکن اگلا مصرع اطمینان بخش رہا کہ زبانِ افرنگ میں تھا اور سمجھ میں آگیا کہ نہیں سمجھ آئے گا۔

ابھی تک قینچی ہوا میں چل رہی ہے، شاید ہمیں ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ چمچماتا ہوا اُسترا بھی آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہا ہے۔ اور ہم اپنے خطا ہوتے ہوئے اوسان کی دھوپ چھاؤں میں آنکھیں پٹپٹا رہے ہیں اور اس کارگزاری کی گاڑی کے جلدی سے گزر جانے کی دعا میں لگے ہیں کہ اچانک سامنے نگاہ پڑتی ہے۔

"یہ صاحب کون ہیں جو مجھے احمقوں کی طرح گھور رہے ہیں" ہم نے زلف تراش کو مخاطب کر کے سامنے اشارہ کیا۔

زلف تراش کے چہرے پر پہلے حیرانی اور پھر مسکراہٹ نے ڈیرہ جمالیا تاہم وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اور ہم آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

یوم مزاح از میرا پاکستان

یوم مزاح—ہفتہ بلاگستان

پطرس بخاری کے مضمون "کتے" سے ماخوذ

سیاستدان

ماہر نفسیات سے پوچھا، نجومیوں سے دریافت کیا، خود سر کھپاتے رہے لیکن کبھی سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر سیاستدانوں کا فائدہ کیا ہے؟ سائنسدان کو لیجیے ایٹم بم بناتا ہے، شوگر مل مالک کو لیجیے چینی پیدا کرتا ہے چاہے ذخیرہ اندوز ہی کہلوائے۔ یہ سیاستدان کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ سیاستدان عوام کے خادم ہیں۔ اب جناب خادمیت اگر اسی کا نام ہے کہ ہر آمر کے دربار میں خادم بنے کھڑے رہیں تو ہم اس خادمیت سے باز آئے۔ اسی ہفتے کی بات ہے کہ ایک سیاستدان کا بولنے کو جی چاہا تو اس نے اسمبلی کے اجلاس میں ایک مصرع طرح دے دیا۔ اس کے بعد حزب اختلاف کے بینچ سے ایک رکن نے مطلع عرض کر دیا۔ اب جناب ایک کہنہ مشق سیاستدان کو جو غصہ آیا، نیند سے جاگے اور بھنا کر پوری ہجو مقطع تک کہہ گئے۔ اس پر ہجو گوئی کے دلدادہ سیاستدان کے ساتھیوں نے زوروں کی داد دی۔ اب تو حضرت وہ مشاعرہ گرم ہوا کہ کچھ نہ پوچھیے کم بخت بعض تو ہجو کے دیوان اپنے ساتھ لائے تھے۔ کئی ایک نے گالیوں پر مبنی فی البدیہہ اشعار کہنے شروع کر دیے۔ وہ ہنگامہ گرم ہوا کہ ٹھنڈا ہونے میں نہ آتا تھا۔ عوام گیلری سے مظاہرہ دیکھ کر لطف اندوز ہوتے رہے۔ سپیکر اسمبلی نے ہزاروں دفعہ "آرڈر آرڈر" پکارا لیکن کبھی ایسے موقعوں پر صدر کی بھی کوئی نہیں سنتا۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ میاں تمہیں کوئی ایسا ہی ضروری مشاعرہ کرنا تھا تو مری کی کھلی ہوا میں جا کر طبع آزمائی کرتے یہ پارلیمنٹ کا تقدس پامال کرنا کون سی شرافت تھی۔ اور پھر ہم دیسی لوگوں کے سیاستدان بھی کچھ عجیب بد تمیز واقع ہوئے ہیں۔ اکثر تو ان میں ایسے قوم پرست ہیں کہ گوری چمڑی کو دیکھ کر قدم بوسی کیلیے تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک حد تک ان کی فطرت ہے، اس کا ذکر ہی جانے دیجیئے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات ہے یعنی ہم نے

آموں کی پیٹیاں لیے سیاستدانوں کو جنرلوں کے بنگلوں پر جاتے دیکھا، خدا کی قسم ہم نے وہاں سیاستدانوں میں وہ شائستگی دیکھی ہے کہ عش عش کرتے لوٹ آئے ہیں۔ جوں ہی ہم بنگلے کے اندر داخل ہوئے اندر سے جی سر جی سر کے علاوہ کوئی آواز سننے کو نہیں ملی۔ کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا سیاستدان قطار میں ایسے کھڑے ہیں جیسے غریب عوام چینی کیلیے یوٹیلٹی سٹور کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ سیاست کی سیاست اور غلامی کی غلامی۔

جب تک اس دنیا میں سیاستدان موجود ہیں اور خدمت پر مصر ہیں سمجھ لیجئے کہ عوام آٹے چینی کیلیے قطاروں میں کھڑے زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں اور پھر ان سیاستدانوں کے اصول بھی تو کچھ نرالے ہیں۔ یعنی ایک تو متعدی مرض لیڈری کا ہے اور چھوٹی بڑی جماعت سب ہی کو لاحق ہے۔ اگر کوئی بدمعاش سیاستدان کبھی کبھی اپنی لیڈری کو قائم رکھنے کے لیے کسی ٹریفک انسپکٹر کیساتھ الجھ پڑے تو بیچارہ انسپکٹر کیا کرے۔ لیکن یہ کم بخت اسی حرکت کے بعد باز نہیں آتے۔ ان کی بدمعاشیاں تب تک جاری رہتی ہیں جب تک اسمبلی کی رکنیت سے خارج نہیں کر دیے جاتے۔

خدا نے ہر قوم میں نیک افراد بھی پیدا کئے ہیں۔ سیاستدان اس کے کلئے سے مستثنیٰ نہیں۔ آپ نے خداترس سیاستدان بھی ضرور دیکھا ہوگا، اس کی شکل میں تپسّیا کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، جب چلتا ہے تو اس مسکینی اور عجز سے گویا بارِ گناہ کا احساس آنکھ نہیں اٹھانے دیتا۔ تھوڑی اکثر چھاتی کے ساتھ لگی ہوتی ہے۔ ا

س کے پاس وقت ہی وقت ہوتا ہے کیونکہ وہ الیکشن ہار گیا تھا۔ شکل بالکل فلاسفروں کی سی اور شجرہ دیوجانس کلبی سے ملتا ہے۔ کسی نے ٹی وی پر بلوایا، اس پر فقرے کسے، سامعین کے سامنے رسوا کیا، مگر وہ اسی پر خوش کہ ٹی وی پر نظر آ گیا۔ اس کے پاس اگلے انتخابات کے انتظار کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا کیونکہ باقی راستوں پر چلنے کا فائدہ کیا۔

بتاتے ہوئے شرم آتی ہے از ڈفر

بتاتے ہوئے شرم آتی ہے (ہفتہ بلاگستان 5)

شیخ صاحب کے گھر کی گھنٹی بجائی تو حسب توقع شیخ صاحب نے ہی دروازہ کھولا اور دروازے سے ہی باآواز بلند گرم جوش گلے کے اظہار کے ساتھ بے کواڑلان عبور کر آئے۔ ابو نے آتے وقت خاص تاکید کی تھی کہ شیخ صاحب کی ضرور عیادت کرتا اور خیر خبر لاؤں۔ شیخ صاحب تھے تو کافی بندے اور بزرگی کے علاوہ دیکھنے میں طبیعت بالکل ایسی نہیں لگ رہی تھی کہ ابو کی گئی تاکید اتنی سخت ہوتی، لیکن "ہنوز"؟

اندر جا کر بیٹھا، سلام دعا کرنے اور دوسروں کی سلام دعا ٹرانسفر کرنے کے بعد دریافت کیا، طبیعت سنائیں اب کیسی ہے آپ کی؟

شیخ صاحب : بس بیٹا کیا بتاؤں؟ کچھ خاص اچھی نہیں۔

ڈفر : کیوں کیا ہو گیا؟

شیخ صاحب) : پریشانی سے) بس کیا بتاؤں؟

ڈفر) : تشویش سے) ایسا کیا ہو گیا؟

شیخ صاحب : کسی کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

یہ سننا تھا کہ ساری من جملہ معترضہ اور باشرم بیماریاں میرے دماغ میں گھوم گئیں اور میں نے پوچھنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے کہا "فکر مت کریں شیخ صاحب اللہ رحم کرے گا" میرے اس فل سٹاپ کے باوجود شیخ صاحب نے اگلا پیراگراف شروع کر دیا اور مجھے "صد اصرار" کا مجرم بنا کر تفصیلاً اپنی

بیماری کا بتانے لگے۔ بات ان کی جینوئن تھی کہ بتاتے ہوئے واقعی شرم آتی ہے کہ مجھے ہنستے ہوئے بھی شرم آ رہی تھی۔

خیر عیادت کے مضمون کے خاتمے کے بعد خدا حافظ کر کے گھر سے باہر نکل آیا۔

باہر جو نکلا تو فیاض (محلّے کا 13-14 سال کا لڑکا) اپنے ایک ہم عمر کے ساتھ جا رہا تھا،

چھوٹتے ہی بولا "کیا ڈفر بھائی بڑے دنوں بعد چکر لگایا۔

بڑے بندے ہو گئے ہو ہم سے تو ملتے ہی نہیں"

ڈفر : کہاں بڑا یار، تم سے دو تین انچ چھوٹا ہی ہوں، اب تو تم بڑے ہو گئے ہو

فیاض) : کھسیانی ہنسی کے ساتھ) آپ تو شیخ صاحب کے سے ہی ہو کر جا رہے ہو

ڈفر : ہاں ابو نے کہا تھا کہ ان سے بھی سلام دعا کر آؤں

فیاض : ہاں آج کل مسئلہ بھی تو ہے نا ان کے ساتھ ۔

ڈفر) : چونکتے ہوئے) کیسا مسئلہ ؟ ابھی تو مجھے چھوڑ کر گئے ہیں دروازے پر۔

فیاض) : ساتھ والے لڑکے کی طرف دیکھتا ہے اور دونوں ہنستے ہوئے (بس بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

ڈفر) : ہنسی کو روکتے ہوئے) ایسی کیا بات ہے جو بتائی نا جا سکے؟

فیاض) : شینا بھائی سے پان کا ٹکڑا لے کر منہ میں ڈالتے ہوئے (۔۔۔۔۔ ہے شیخ صاحب کو۔

حیرت ہے آپ کو نہیں پتا۔ اس طرح تو کل ملا کر دو لوگ ہو گئے جن کو شیخ صاحب کی بیماری کا نہیں پتا۔

ایک آپ اور ایک بوا غفوراً۔ وہ تو لکھنؤ گئی ہوئی ہیں اس لئے بے خبر ہیں اور آپ سے لمبے عرصے بعد ملنے پر واقعی شرم آ رہی ہو گی۔

ڈفر : تمہیں کس نے بتایا؟

فیاض) : جو اسے بڑا کہے جانے پر واقعی بڑا بن رہا تھا (اس محلّے میں کسی ۔۔۔ کو ۔۔۔ بھی ہو جائے تو سب کو خبر ہو جاتی ہے یہ تو پھر نام لیوا بیماری ہے۔

ڈفر) : حیرانی کے ساتھ) یعنی سب کو پتا ہے؟

فیاض : مجھے پتا ہے اس سجاد کو پتا ہے تو خود سوچ لیں کس کو پتا ہے اور کس کو نہیں پتا؟

صبح کبھی سبزی والے کی ریڑھی کے پاس کھڑے ہو کر سنئے گا شیخ صاحب کو ٹوٹکے بتاتی آنٹیاں یا پھر فاروقی کی دکان پر مشورے دیتے انکل ۔

پھر خود پتا چل جائے گا کہ یہ بیماری صرف شیخ صاحب کو ہی نہیں بلکہ بواسیر تو پورے محلے کی موروثی بیماری ہے اور سب کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

یوم مزاح، لوڈشیڈنگ از کامران اصغر

یوم مزاح، لوڈشیڈنگ

لوڈشیڈنگ نامہ ۔۔ بمعہ پرچہ خلاف واپڈا

نیوز کاسٹر :۔ چھیموں زبان دراز

خبر نمبر 1

غم زدگان اے پاکستان آپ یہ خبر سن کر خوش ہوں گے یا دکھی ہوں گے یہ آپ کی طبعیت پر منحصر ہے خبر ہے کہ پاکستان کو سب سے زیادہ بجلی بچانے والے ملک میں پہلا نمبر حاصل ہو گیا ہے اور اسکا نام گینیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں شامل کر لیا گیا ہے۔

یہ کونسی نئی بات ہے پاکستان ہر پوچھے (الٹے) کام میں نمبر ون ہے۔

خبر نمبر 2

خبر یہ ہے حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ تاریخ ساز لوڈشیڈنگ کو تعلیمی سلیبس کا حصہ بنا دیا جائے۔

اب لوڈشیڈنگ کا سبجیکٹ پہلی کلاس سے آخری کلاس اور پہلے پیریڈ سے آخری پیریڈ تک بمعہ پریکٹیکل پڑھایا جائے گا۔

خبر نمبر 3

غیر اخلاقی کابینہ۔۔اوئے یہ کیا لکھ دیا ہے۔۔سوری جی ٹائپنگ میں غلطی ہو گئی ہے وفاقی کابینہ نے بجلی بچاو مہم کو فروغ دینے کے لئے ایک یونیفارم آرڈیننس بنایا ہے جس کے تحت تمام سرکاری محکموں میں چڈی اور بنیان پہننے کا حکم دیا ہے خلاف ورزی کرنے والے کو حوالہ امریکہ کیا جائے گا۔

اگر مزید بجلی بچانے کی ضرورت پڑی مطلب مزید کپڑے کم کرنے پڑے تو قومی اسمبلی بل پاس کرے گی۔

کیا روشن خیال بچت ہے۔

خبر نمبر 4

ویسے تو اس خبر کو نمبر 1 ہونا چاہیے تھا مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر نیچے رکھا گیا ہے

خبر یہ ہے کہ ملک کے نامور سائنسدان نے تجویز دی ہے کہ

ملک بھر سے ایسی خواتین اکھٹی کی جائیں

جن کے انگ انگ میں بجلی بھری ہے۔

تاکہ بجلی کے بحران پر قابو پانے میں مدد مل سکے۔۔۔۔

سائنسدانوں پر قابو کون پائے گا۔

خبر نمبر 5

بریکنگ نیوز ہے کہ ملک بھر کی مرغیوں نے لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ذبح ہونے سے انکار کر دیا ہے۔

انکا کہنا ہے کہ شدید گرمی کی وجہ سے انکو اپنی فگر بنانے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ انڈے والی مرغیوں نے بھی احتجاج میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر کر دیا ہے انکا کہنا ہے کہ ہم اس وقت تک مرغوں سے تعاون نہیں کریں گیں جب تک لوڈشیڈنگ ختم نہیں کی جاتی۔

اسکا مطلب ایک نیا بحران گوشت کے ساتھ انڈوں کا۔

ملک اس قسم کے احتجاجوں کا متحمل نہی ہو سکتا۔

پرچہ بجلی 10000 وولٹ

کل نمبر 10000 وولٹ

رعائتی نمبر 10 وولٹ

سفارشی نمبر 10000 وولٹ

سوال 1۔لوڈشیڈنگ کسے کہتے ہیں اور یہ کہاں پائی جاتی ہے؟

سوال 2۔لوڈشیڈنگ کس ملک کی سیاسی پارٹی نے ایجاد کی؟

سوال 3۔لوڈشیڈنگ کرنے کے حکومتی طریقے اور بہانے بغیر بہانہ بنائے لکھیں؟

سوال 4۔کس دورِ حکومت میں لوڈشیڈنگ کو عروج حاصل ہوا؟

سوال 5۔لوڈشیڈنگ سے عوام کی محبت اور نفرت بغیر آتشی اسلحہ بیان کریں؟

سوال 6۔بجلی جانے پر بولی جانے والی گندی اور غلیظ ترین بحث پر بحث کریں
نیز جسمانی اعضاء سے فحش اشارے اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

سوال 7۔بجلی کے آنے اور جانے کے اوقات پر اپنی اوقات کے حساب سے بات کریں؟

سوال 8۔بجلی کا بل وصولی سے جمع کروانے تک اپنے دلی جذبات واحساسات بغیر پولیس کے ڈر سے لکھیں؟

سوال 9۔مندرجہ ذیل انتخابی نشانات میں سے کسی دو پر حسب طبیعت مضمون لکھیں؟
1۔کتاب 2۔مٹی کا دیا 3۔لال ٹین 4۔قلم 5۔شیر 6۔سائیکل 7۔تیر

سوال 10۔خالی جگہ پر کریں نقل اور موبائیل کا استعمال بغیر اجازت استعمال کریں بس اپنی جگہ کسی کو مت بٹھائیں ممنوع ہے؟

ا۔لوڈشیڈنگ سے ۔۔۔۔۔۔فائدہ ہوگا۔حکومت کو۔کتوں کو

ب۔بجلی جاتے ہی لوگ ۔۔۔۔۔دیتے ہیں۔گالیاں۔بدعائیں

پ۔بجلی آتے ہی لوگ ۔۔۔۔جاتے ہیں۔سو۔کام پر

ت۔بجلی زیادہ جانے سے ۔۔۔۔۔دھندا بڑھا ہے۔ڈاکوں کا۔واپڈا کا

ٹ۔بجلی تو آتی نہیں پر ۔۔۔۔آجاتا ہے۔ملک الموت۔بل

ث۔بجلی نہ ہونے سے ۔۔۔۔۔نکل آتی ہے۔پیٹ۔زبان

نوٹ:۔اگر آپ کے پاس سفارش یا حرام کی کمائی ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں
ہمارا حرام خور نمائندہ خود چل کر آپ کے گھر آ کا پرچہ حل کرنے آئے گا۔

فون نمبر:۔0420302630007

دیارِ غیر میں شوہر کو بیوی کا خط از یاسر عمران مرزا

دیارِ غیر میں شوہر کو بیوی کا خط – ہفتہ بلاگستان یوم مزاح

میں ضرورت سے زیادہ تاخیر کر چکا ہوں ہفتہ بلاگستان میں،
خیر یوم مزاح کے حوالے سے یہ نظم سب کی نظر

ملا جب سے خط پیارے کہ چھٹی آ رہے ہو تم
میرے خوابوں پہ صبح وشام یکسر چھا رہے ہو تم
جب آؤ گے وہ دن میرے لئے دن عید کا ہوگا

عجب منظر میرے دلبر تیری دید کا ھو گا
بہت وزنی سے دو اک بیگ پیارے ہاتھ میں ھوں گے
اٹیچی کیس دس بارہ یقیناً ساتھ میں ھوں گے
کلر ٹی وی تو ڈبے ھی سے میں پہچان جاؤں گی
فرج بھی ساتھ لائے تو میں تم کو مان جاؤں گی
میں ائرپورٹ پر آؤں گی اپنی جان کو لینے
سوزوکی وین بھی لاؤں گی سب سامان کو لینے
تمھارا ٹھاٹ دیکھوں گی تو یہ دل مسکرائے گا
کھلیں گے بکس جب گھر میں تو یہ دل گنگنائے گا
بہارو پھول برساؤ میرا محبوب آیا ھے
جاپانی ساڑھیاں میرے لیے کیا خوب لایا ہے
مجھے تو کچھ نہیں لینا مگر یہ دنیا بھی رکھنی ہے
پوزیشن کچھ تو اپنی اس موئی دنیا میں رکھنی ہے
مجھے کچھ چاھیے کپڑا یہی کرتے بنانے کو
کوئی چالیس گز کے ٹی دینے اور دلانے کو
دو درجن پرفیوم اور رومال کافی ہیں
دوپٹوں کے فقط اس مرتبہ دو تھان کافی ہیں
وہاں سے لکس صابن بھی کوئی دس بیس لے آنا
گرم سوٹوں کے کپڑے کے یہی چھ پیس لے آنا
میرے بھیا کی راڈو واچ اب کے بھول نہ جانا
میری تو خیر ھے، باجی کی ساڑھی ساتھ ھی لانا
یہ کیا لکھا ھے کہ اب کے مستقلاً آ رھے ھو تم
امیدیں پیارے مستقبل کی کیوں ٹھکرا رھے ھو تم
ابھی تو ھم کو رھنے کے لیے بنگلہ بھی لینا ھے
ایک ھونڈا کار اور جانے ابھی کیا کیا لینا ھے
میرے دلبر میری باتوں پہ تھوڑا غور کر لینا
بس ایگریمنٹ تم دو سال کا اک اور کر لینا
بسایا ھے سدا میں نے تمھیں اپنے خیالوں میں
دعا یہ ھے، رھو تم ھر کھیلتے ھر دم "ریالوں" میں

GOSHA-E-BLOG
اردو لائبیریری
گوشہ بلاگرز
URDU LIBRARY

خدا حافظ میرے جانی جواب اب جلد لکھ دینا
کب آئیں گی میری چیزیں جناب اب جلد لکھ دینا

یوم مزاح از یہ لوگ

یہ لوگ

تمام دوستوں کے بلاگز پڑھنے کے بعد مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس دفعہ ہفتہ بلاگستان منایا جارہا ہے اور مشترک بات یہ کہ اپنے بچپن کے واقعات کے حوالے سے تو جناب لیجیے پھر میری طرف سے بھی..... سکول کے زمانے میں ہمارے استاد ہوتے تھے ماسٹر احمد دین ان کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ میرے ابا نے بھی ان سے پڑھا تھا کرتے تھے کہ میں تمہاری اولاد کو بھی پڑھاؤں گا..

سکول چھٹی کے بعد وہ اپنا مرغی خانہ چلاتے تھے اور ان کا مرغوب موضوع تھا مرغی انڈا کیوں نہیں دیتی اس کے اسباب کیا ہیں حالانکہ وہ ہمارے مطالعہ پاکستان کے استاد تھے میں اکثر یہ سوال کرتا "ماسٹر جی آج پھر ہماری مرغی نے انڈا نہیں دیا" بس یہ سوال کرو اور پورا پیریڈ آرام سے گپیں لگات لگات گزار دو

ان کا ایک یہ بھی ریکارڈ تھا کہ انہوں نے اپنے پورے کیریر میں سزا کے لیے چھڑی استعمال نہیں کی تھی ایک دن کلاس میں داخل ہوتے ہی میں نے کہا ماسٹر جی سبق یاد نہیں اس لیے آپ بتا دیں کہ آج ہماری مرغی نے انڈا کیوں نہیں دیا

اور اس دن انہں سمجھ آ گئی کہ ہماری مرغی روز انڈا کیوں نہیں دیتی تھی پھر کیا تھا پوری کلاس کو کان پکڑا کر چھڑی اس "ٹوہیاں" لال کیں "وہ یہی لفظ استعمال کرتے تھے" لیکن روے بھی بہت کہ آج میرا 'سوٹی' نہ اٹھانے کا ریکارڈ ٹوٹ گیا جس کا مجھے بھی آج تک افسوس ہے

دوسرا واقعہ

رمضان میں گاوں کے لوگ مسجد میں افطاری کا بندوبست کراتے اور ہم بڑے شوق سے مسجد افطار کرنے جاتے افطاری کے لیے آئی ہوئی تمام اشیا کو تقسیم کرنے کی ذمہ داری "بابا صدیق" کے ذمہ تھی اور وہ تہبند باہندتے تھے "بابے صدیقے" کا معمول تھا کہ

کم از کم آدھا کلو پکوڑے اور جو کچھ ممکن ہو پاتا وہ اپنے تہبند کے "لڑ" میں ضرور چھپاتے میری اس بات پر نظر تو بہت تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ سب سے پہلی صف میں ہوتے اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہمیں سب سے آخری صف میں کھڑا ہونا ہوتا تھا

خیر ایک دن ہم سے رہانہ گیا اور دبلی پتلی جسامت کا فائدہ اٹھاتے بڑوں کی ٹانگوں کے نیچے سے گزرتے بابے صدیقے کے پاس کھڑے تھے اور ہم نے "لڑ" کھینچ کر کھسکنے کی' کی امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جو مزہ آیا کیوں کہ ہر کوئی بابے صدیقے پہ چھڑ دوڑ رہا تھا کہ اس عمر میں اور اس کے بعد ان کے پورے خاندان کے لڑکوں کے نام کے ساتھ "لڑ" کا لاحقہ لگا دیا گیا "آصف لڑ" مجھے پتہ ہے آپ بھی پڑھ ہوگے معزرت یار بچپن بچپن ہوتا ہے

یوم ٹیگ

ہفتۂ بلاگستان

ہفتہ بلاگستان ازابوشامل

ہفتۂ بلاگستان کے آغاز سے محض چند روز قبل ایک حادثے کا شکار ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ سمیت اہل خانہ میں سے کسی کو بھی سنجیدہ نوعیت کی چوٹیں یا زخم نہیں آئے البتہ میرے بائیں بازو میں مستقل تکلیف ہے اور معالجین کا کہنا ہے کہ اس کو بہتر ہونے میں 10 سے 15 دن لگ سکتے ہیں۔ اب حادثے کو 15 دن گزر چکے ہیں لیکن اب بھی کام کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے خصوصاً ایسا کام جس میں دونوں ہاتھوں کا استعمال کرنا پڑے۔

اسی وجہ سے گزشتہ 2 ہفتوں سے بلاگستان سے غائب ہوں۔ میں مشکور ہوں ان تمام افراد کا جنہوں نے اردو محفل پر میری صحت یابی کے لیے دعا کی اور ان تمام بلاگرز کا بھی جنہوں نے میری غیر حاضری کو محسوس کرتے ہوئے مجھ سے بذریعہ ای میل و ٹیلی فون رابطہ کیا اور خیریت دریافت کی۔

ہفتۂ بلاگستان تو کہیں کا کہیں نکل چکا، اس لیے اس دوڑ میں میری شرکت اب مشکل ہی ہو گی لیکن اب آخری مرحلے 'ٹیگ' کا جواب دے دیتا ہوں۔

ویسے طبیعت کی بہتری کے بعد اب تمام تر توجہ رمضان المبارک اور اردو وکیپیڈیا پر ہے جو اس وقت 11 ہزار مقالہ جات کی جانب گامزن ہے۔ امید ہے کہ رمضان المبارک میں ہی اردو وکیپیڈیا کے 11 ہزار مقالہ جات مکمل ہو جائیں گے۔ ہر سال ماہ رمضان میں میری بھرپور توجہ اردو وکیپیڈیا پر رہتی ہے اور بلاگنگ کی جانب دھیان کم ہی جاتا ہے، اس کی وجہ میں آج تک نہیں سمجھ پایا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اردو وکیپیڈیا پر لکھے گئے نئے مضامین کے بارے میں اپ ڈیٹ جلد بلاگ پر مہیا کردوں گا۔ فی الحال یہ ٹیگ جو مجھ تک برادر راشد کامران کے ذریعے پہنچا ہے:

سوالات:

1. آپ کا نام یا نک؟

اصل نام فہد احمد، کنیت و قلمی نام ابوشامل۔

2. آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

نام و ربط یہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں البتہ اس سے قبل یہاں بلاگنگ کرتا تھا۔

3. آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

ستمبر 2007ء میں

4. آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟

گھر میں سے تو کسی کو نہیں البتہ اپنے ماموں اور ان کے صاحبزادے کو مشورہ نواز چکا ہوں۔ ان کے بلاگ یہ ہیں

سفر کہانیاں

عکس

5. کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

تاریخ پاکستان و ہندوستان پر کچھ لکھنے کا ارادہ ہے۔ دیکھتے ہیں کب موقع ملتا ہے۔ فی الحال تو ترکی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

6. آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟

اردو سیارہ اور ان قارئین کی بدولت جو اپنا قیمتی وقت نکال کر تبصرے کرتے ہیں

.7 آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟

بچپن میں گھر میں آنے والے اردو ماہنامے یعنی نونہال، تعلیم وتربیت، ساتھی، آنکھ مچولی وغیرہ۔ میری مادری زبان سندھی ہے لیکن ان رسالوں ہی کی بدولت دل میں اردو کی محبت پیدا ہوئی۔

.8 کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔ تقریباً روزانہ، ویسے تو جو بھی بلاگ سامنے آئے لیکن مندرجہ ذیل بلاگ پر کوئی بھی تحریر ہو، وہاں ضرور جاتا ہوں:

راشد کامران

وہاب اعجاز خان

ابن ضیاء

ظفر احمد

خرم بشیر بھٹی

اس کے علاوہ سارہ پاکستان، عمر احمد بنگش، عنیقہ ناز اور ڈفر کے بلاگز پسند ہیں۔ نئے بلاگرز نے آتے ہی اردو بلاگستان پر اپنی دھاک بٹھا دی ہے۔ اللہ ان سب کے زور قلم میں اور اضافہ کرے۔

.9 آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

محب علوی

ساجد اقبال

محمد علی مکی

محمد شاکر عزیز

عمار ضیاء خان

.10 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔ تبصروں کے حوالے سے تو برادر جاوید گوندل صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ ان کے تبصرے کافی جاندار و بھرپور ہوتے ہیں۔ کریمیائی مسلمانوں کا قتل عام نامی تحریر پر ان کے تبصروں نے جان ڈال دی تھی۔

.11 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔

اچانک بوڑھا سے یہ جملہ:

آج اگر تھوڑی سی ڈھیل دی تو بڈھا اپنا بڑھاپا سنوارنے کی خاطر ہمارے حال کو اُس حال تک پہنچا دے گا کہ یادِ ماضی کے ساتھ ساتھ تشددِ مستقبل بھی ایک مستقل استعارہ بن کے رہ جائے گا۔

.12 ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

میرے خیال میں زیادہ بہتر یہی ہے کہ اسے سال میں ایک مرتبہ ہی منایا جائے تاکہ اس کی انفرادیت برقرار رہے۔

.13 مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔
یہ کام مجھ سے نہیں ہونے کا۔
.14 ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟
غیر حاضری کے باعث ہفتۂ بلاگستان میں حاضری نہ دے سکا اس لیے اس سوال کا جواب دینا ممکن نہیں البتہ جو تحاریر اب تک دیکھ پایا ہوں ان میں راشد کامران کی اچانک بوڑھا اور خرم بشیر کی نظام تعلیم بہت اچھی تحریر لگی۔
.15 ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔
خرم بشیر بھٹی کے بلاگ پر یہ تصویر
.16 کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟
سب سے پہلے تو راشد کامران سے 'جوابی شکایت' کروں گا کہ ہفتۂ بلاگستان سے قبل مجھ سمیت تقریباً تمام بلاگستان کو آپ سے یہی شکایت تھی، اب امید ہے کہ ہفتۂ بلاگستان سے ملنے والی تحریک سے آپ ضرور متحرک ہوں گے 🙂
پھر وہاب اعجاز صاحب کو، ان کے مضامین بہت شاندار ہوتے ہیں۔
علاوہ ازیں چند بلاگرز ایسے ہیں جو بہت اچھا لکھتے ہیں اور باقاعدگی سے بھی لکھتے ہیں، عنیقہ ناز اور خرم بشیر۔ ان سے میری درخواست ہے کہ اپنی یہ رفتار برقرار رکھیں۔
.17 بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟
فی الحال تو کوئی کردار نہیں، کوشش ہوگی کہ اپنی بساط کے مطابق بلاگستان کے لیے کچھ کر سکوں۔
.18 ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات
ہفتۂ بلاگستان بہترین انداز میں منعقد ہوا، اس کا اندازہ بلاگروں کی دلچسپی و مضامین کی تعداد سے ہوتا ہے۔
.19 اگلے ہفتۂ بلاگستان کے لیے تجویز
: اگلی مرتبہ ہفتۂ بلاگستان میں موضوعات کے چناؤ کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے
جو ہر روز کے حساب سے موضوعات کا چناؤ کرے،
ہر مرتبہ ایک جیسے موضوعات نہیں چاہئیں۔
اب میں یہ ٹیگ ان 5 بلاگرز کی جانب بڑھاتا ہوں:

ظفر احمد

خرم بشیر

شاہ فیصل

حیدر آبادی

عمار ابن ضیاء

ٹیگو ٹیگ از جعفر

ٹیگو ٹیگ — (ہفتہء بلاگستان — 6)

کچھ ہلکا پھلکا

.آپ کا نام یا نک؟اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جعفر

.2آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

نام یہی ہے جہاں آپ اسے پڑھ رہے ہیں اور ربط بھی یہی ہے۔ وجہ تسمیہ کا مطلب پتہ نہیں مجھے، تو جب تک مطلب پتہ نہ ہو تو کیسے جواب دے سکتا ہوں

.3آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

اسی سال شاید فروری میں۔

.4آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

اتنا بے وقوف نہیں ہوں میں۔

.5کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

میں موضوعات پر لکھ ہی نہیں سکتا، یا ویاں ہی مار سکتا ہوں لہذا ہر طرح کے موضوع پر لکھنے کی خواہش ہے جو پوری ہونا ممکن نہیں۔

.6آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

قارئین کی وجہ سے۔

.7اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

پچھلے پانچ ایس ایم ایس نہایت ذاتی قسم کے ہیں، انہیں شیئر کرکے چھتر کھانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا!

.8آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

مجبوری ہے، کسی اور زبان میں لکھ نہیں سکتا!

.9کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

جی ہاں، سب سے پہلے اپنا بلاگ، ڈفر، عمر بنگش، خاور کھوکھر، راشد کامران، اردو سیارہ، وہاں سے پھر جو بھی نئی پوسٹ ہو۔

.10آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

عدیل، بلو بلا، ڈفر، تانیہ رحمان، شعیب سعید شوبی

.11ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔

یہ سوال بلاگنگ پر پی ایچ ڈی کروں گا تو ہی اس کا جواب لکھ سکتا ہوں۔ اتنی تحقیق ابھی کرنے کا وقت نہیں!

12۔ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں

ایک دن منایا جائے؟

جیسا آپ کا دل چاہے!

14. مختلف بلاگرز کو کوئی شعری جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

ڈفر: بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب

خاور: لوک دانش

راشد کامران: ادیب

میرا پاکستان: سیاستدان (اچھے معنوں میں!)

عمر بنگش: یاراں دا یار

آپی: آپا وڈی

بد تمیز: انتہائی میسنا!

خرم بھٹی: دانشور

اسماء: پکے والی

انیقہ ناز: بھی جہ فرائی

14۔ ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

راشد کامران کی تمام تحاریر، ڈفر کی اکثر تحاریر، خاور کھوکھر کی تمام تحاریر مگر خاص طور پر "پیجا حرام دا"، عمر بنگش کی چوٹی پرت۔ اور بھی بہت سی جو ابھی ذہن میں نہیں۔

15۔ کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

مجھے!

16. بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

میرا کردار تو سائیڈ ہیئے کا ہے جو میں بخوبی ادا کر رہا ہوں۔

17۔ ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

زبردست

اب میں ٹیگ کرتا ہوں

راشد کامران

عمر بنگش

خاور کھوکھر

غفران

آپی

GOSHA-E-BLOGGERS
اردو لائبریری
گوشۂ بلاگرز
URDU LIBRARY

ہفتہ بے لاگ ستان ٹیگ از خاور کھو کر

هفته بے لاگ ستان-ٹیگ

.آپ کا نام یا نک ؟اگراصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جواب : غلام مصطفے

.2آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

جواب : پہلے اس بلاک کا نام خاور کی بیاض تھا لیکن بعد میں بدلتے بدلتے کچھ ایسا ہی بن گیا ہے جی ! !-

3آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

جواب : نومبر ۲۰۰۴ : سن دوھزار چار کے نومبر میں ،آرچیو میں چھٹا سال چل رہا ہے-

.4آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

جواب : میرے گھر میں کسی کو انٹرنیٹ کا ہی معلوم نہیں بلاگ کس بلا کا نام ہے یا بلاگ کیا بیچتا ہے-

.5 کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں ؟

جواب : جو بات اندر سے اٹھتی ہے میں تو لکھ دیتا ہوں، چاھے فحاشی کے زمرے میں ہی آجائے

.6آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

جواب : میرے اندر کے ابال کی وجہ سے ،جب اندر کی آگ سلگتی ہے تو جی کو ا تا ہے لکھ دیتے ہیں شائد اس کی وجہ سے میرا بلاگ چالو ہے

.7اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

جواب : جاپان کے موبائیل میں ایس ایم ایس نہیں ہوتے ای میل ہوتی ہے اور بس کام کی ہی ہوتی ہیں -

.8آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

جواب : ایک اسی زبان میں لکھ کر اظہار خیال کر سکتا ہوں، شائد اس لیے،

.9کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

جواب : جی روزانہ ہی بلاگ وزٹ کرتا ہوں لیکن اردو کے سب رنگ اور وینس اور سیارہ دیکھ لیتا ہوں اگر کوئی بات مرود خل دینے والی ہو تو اس بر تبصرہ بھی لکھ دیتا ہوں

.10آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے ؟

جواب : ایک لڑکی تھی پنکھڑی گلاب کے نام سو لکھتی بھی تھی اس کا تبصرہ تھا پہلا تبصرہ جو کہ رومن میں تھا اس کے بعد اپنے اجمل صاحب کا تبصرہ تھا جو کہ میری توقع سے بہت جلدی وصول ہوئے تھے بلاگ شروع کرنے کے ایک سال بعد، ورنہ میرا خیال تھا کہ کم از کم چار سال تو کوئی اردو کی اس سائیٹ پر نہیں آئے گا-

.11 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ربط دینا نہ بھولیں ۔

جواب : جعفر کی اس تحریر http://jafar.wordpress.pk/?p=638 پر بد تمیز کا میسنے پن کو مسکینی سے منسلک کرنے کا میسنا پن دلچسپ لگا

.12 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

جواب: جعفر کی ہی مندرجہ بالا تحریر میں عنیقہ ناز کو بھیجہ فرائی کا ٹائیٹل میرے خیال مین بدل چاھیے ٹائیٹل ہونا چاھیے باجی ڈانگ بردار کینکہ عنہقہ ناز صاحب کو جو بات ناگوار گزرے اس پر ڈانک لے کرچڑھ دوڑتی ہیں کسی حد تک ان کی یہ بات مجھے تو پسند آئی ہے

13 ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

جواب: چھڈو جی ٹائم نکالنا مشکل ہو جائے گا

.14 مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

جواب: پچھلے دنوں میں نے جو کلاک بنائے تھے وہی کافی ہیں۔

.19 ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

جواب: بس ٹھیک ہے، تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاھیے

یوم ٹیگ و یوم عکس بندی از راشد کامران

یوم ٹیگ و یوم عکس بندی۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

ہفتہ بلاگستان اب آخری مراحل میں داخل ہوچکا ہے اور تاخیر کے سبب ٹیگ اور عکس بندی ایک ہی پوسٹ میں نمٹا رہا ہوں۔ ٹیگ کا سلسلہ شگفتہ صاحبہ کے بلاگ سے شروع ہوا اور پہلے ہی کئی لوگ اپنا ٹیگ نمٹا چکے اور مجھ تک یہ پہنچا جعفر کے توسط سے۔ تو یہ رہے کچھ جوابات جن میں دلچسپی کا عنصر ڈھونڈنا آپ کی اپنی ذمہ داری ہے اور ادارہ ہر قسم کے نتائج سے بری الذمہ ہے۔

آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

راشد کامران۔ کیونکہ دونوں نام عموما پہلے نام کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں چناچہ کبھی کہیں آئی ڈی بنانے میں دشواری نہیں ہوئی :)

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

ربط تو جی یہ رہا اوپر جس کے ذریعے آپ یہاں پہنچ ہی چکے ہیں۔ بلاگ کا نام اُسی خواہش کا تسلسل ہے جو فیض نے اس مصرع میں بیان کی ہے

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

پہلا اردو بلاگ ستمبر 2005 میں لکھا تھا لیکن منتقلی کی وجہ سے کچھ شروع کے بلاگ اس جگہ دستیاب نہیں۔

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

گھر میں تو جی سب مرضی کے مالک ہیں؛ ویسے بھائی بہنوں کو مشورہ دیا تھا لیکن گھر کی مرغی دال برابر۔

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

مکالمہ لکھنا ہے اور اچھے طریقے سے لکھنا ہے موضوع چاہے کوئی بھی ہو۔ مکالمہ لکھتے ہوئے بورڈلر کھڑا جاتا ہے

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جاسکتا ہے تو ربط بھی)

بلاگ تو لوگوں کی اردو سے محبت کی وجہ سے زندہ ہے کیونکہ کچھ لوگ مستقل حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو انسان کی لگن میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں۔

ہمارے موبائل میں ایس ایم ایس کہاں۔ای میلز ہیں جو کسی کے کچھ کام کی نہیں۔

آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

مادری زبان ٹھہری تو دلچسپی نا ہونے کا کچھ سبب بھی نہیں اور پھر حال دل کا بیان اسی زبان میں ممکن ہے۔

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

اردو بلاگ دنیا بالکل روزانہ وزٹ کرتے ہیں بلکہ گھنٹے گھنٹے میں وزٹ کرتے ہیں تو جو بلاگ جس دن لکھا جائے اسی دن پڑھ لیا جاتا ہے اور اردو سیارہ نقطہ آغاز۔

آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

میرا خیال ہے کہ میرا چھوٹا بھائی، ایک دوست عمران اور پھر میرا پاکستان والے افضل جاوید۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ربط دینا نہ بھولیں۔

تبصرے سارے جی شاندار ہوتے ہیں بلکہ کئی دفعہ تو بے جان تحریر پر ایسے جاندار تبصرے ہوتے ہیں کہ واہ واہ۔ربط تو ڈھونڈنا ممکن نہیں لیکن میرا پاکستان کے بلاگ پر کچھ موضوعات اور ہم عورتوں کی کیوں گھورتے ہیں؟ والی تھریڈ پر تو کیا تبصرے ہوئے تھے جی۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

تمام لوگ اس ہفتہ چھاگئے ہیں لیکن عمر احمد بنگش نے ایک جملہ لکھا تھا" میں بڑا معصوم تھا، سبھی ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ نہیں بھی ہوتے، جیسے نومی نہیں تھا"۔ واہ جی واہ میرا خیال ہے گولڈ میڈل عمر صاحب کا ہوا۔

ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

قدر کھو دیتا ہے روز کا آنا جانا۔۔ تو میرا خیال ہے یہ سالانہ کے حساب سے درست رہے گا تاکہ دلچسپی کا عنصر برقرار رہے یہ کیا جاسکتا ہے کہ منظر نامہ ایوارڈز سے تھوڑا پہلے اس کا انعقاد کیا جائے جس سے کمیونٹی متحرک ہو اور اس کے فوراً بعد ایوارڈز کا انعقاد کرلیا جائے تو زیادہ لوگوں کی شراکت ممکن ہو گی۔

مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

یہ تو خاور صاحب نے گھڑیاں بنا کر بحسن خوبی منسوب کر دیا ہے۔

ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

ہفتہ بلاگستان میں ساری تحریریں ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے جناب لیکن کچھ جو میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھی یا کسی کو پڑھنے کا مشورہ دیا ہے ان میں

زیک کی اردو بلاگنگ والی تحریر

عمر احمد بنگش کی بچپن اور مرغبانی والی تحریریں
جعفر کا کھلا خط بنام سہراب مرز
خاور کی بلاگنگ کیا ہے والی
عنیقہ ناز کی کونسی تعلیم والی
ڈفرستان پر شائع شدہ ایک دونی دونی والی شاید دار نے لکھی تھی
میرا پاکستان کے افضل صاحب کی کتے والی۔ اور مزید کئی لوگوں کی جو فی الحال ذہن میں بھی نہیں

کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

میرا تو خیال ہے کہ تمام بلاگرز کو باقاعدگی سے لکھنا چاہیے تاکہ موضوعات اور اسلوب میں تنوع پیدا ہو خصوصاً دو بلاگرز ابو شامل اور شاہ فیصل سے مؤدبانہ گزارش کی جا سکتی ہے کہ جناب کچھ بلاگ کا اور کچھ قارئین کا خیال کریں۔

ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات؟

توقع سے کہیں زیادہ کامیاب اور بلاگرکا جوش و خروش دیکھنے میں آیا۔

اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں؟

سوال۔ پاکستان کی قومی زبان اردو، قومی ترانہ فارسی اور آئین انگریزی میں کیوں ہے؟
سوال۔ گھوڑا گھاس سے یاری کرے تو اسے کیا کھانا چاہیے؟

جو جو بلاگرز ابھی تک سلسلے میں شامل نہیں ہوئے ہیں اب سب کو ٹیگا جاتا ہے۔ خصوصاً

منیر عباسی
محمد وارث
خرم بھٹی
شاہ فیصل
نعمان اور
ابو شامل سے گزارش ہے کہ مصروفیات سے کچھ وقت نکالیں۔

آخر میں ہم یوم فوٹو گرافی پر فوٹو لاگ عکس کا افتتاح کرتے ہیں۔ شاہ فیصل کے بلاگ فیصلعین سے متاثر ہو کر یہ بلاگ شروع کیا گیا ہے اور تصاویر کا معیار بالکل وہی ہے جو کسی بھی اناڑی فوٹو گرافر کا ہونا چاہیے۔ آپ لوگوں کی آراء بہتری کی طرف رہنمائی کریں گی۔

یوم ٹیگ از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : یوم ٹیگ

السلام علیکم

اب تک کوئی ٹیگ سامنے نہیں آیا لہٰذا میں آغاز کر دیتی ہوں۔

طریقہ کار:

ٹیگ سوالات ذیل میں درج ہیں اس ٹیگ کے جوابات آپ اپنے اپنے بلاگ پر پوسٹ کریں گے۔
اپنے جوابات پوسٹ کرتے وقت ٹیگ سوالات پر مشتمل اس پوسٹ کا حوالہ ربط کی صورت میں دے دیں۔
اس ٹیگ سلسلے میں تمام بلاگ دنیا کو ٹیگ کیا جارہا ہے لہٰذا آپ سب جواب لکھ سکتے ہیں۔
چونکہ اس ٹیگ میں ایسے سوالات بھی شامل ہیں جو ہفتہ بلاگستان کے حوالے سے ہیں لہٰذا اس ٹیگ کا جواب ہفتہ بلاگستان کے آخری دن اپنے اپنے بلاگ پر اگر لکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ابھی مزید تحریریں آنا باقی ہیں اور آپ کو اس دوران وقت بھی مل جائے گا مختلف بلاگرز کی تحریریں دیکھنے کا۔اس دوران جو بلاگرز پیچھے رہ گئے ہیں وہ چاہیں تو ان دو دنوں میں اپنی تحریریں ہفتہ بلاگستان میں شامل کر دیں۔
یہ ٹیگ پرچہ جن سوالات پر مشتمل ہے ان میں سے جو سوالات مشکل لگیں یا جن کے جوابات نہ دینا چاہیں ان سوالات کو چھوڑ دیں اور بقیہ سوالات کے جوابات لکھ دیں تاہم کوشش کریں کہ جوابات ضرور لکھیں چاہے چند ہی سوالات کے بارے میں لکھیں۔
اگر کوئی دوسرے بلاگر ٹیگ سوال لکھ چکے ہوں تو ضرور پوسٹ کریں۔ایسی صورت میں ہم دو ٹیگ پرچے حل کر لیں گے۔
شکریہ

سوالات :

.1 آپ کا نام یا نک ؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔
.2 آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔
.3 آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟
.4 آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز
.5 کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟
.6 آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)
.7 اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں
.8 آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)
.9 کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔
.10 آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟
.11 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ربط دینا نہ بھولیں۔
.12 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)
.13 ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟
.14 مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

.15 ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟
.16 ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔
.17 کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟
.18 بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟
.19 ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات
.20 اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں

شکریہ

ٹیگ ہی ٹیگ از شاہدہ اکرم

ٹیگ ہی ٹیگ

رمضانُ المُبارک کی وجہ سے مصرُوفیت بھی عام دِنوں کی نِسبت الگ طرح کی ہوتی ہے تو جو کام شُرُوع کیا ہُوا ہے وُہ بھی چاہتی ہُوں وقت سے ختم ہو جائے۔ اب شگفتہ نے ہی ٹیگ کے سوالات لکھے ہیں تو دیکھیں جوابات

:1 آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

نام بھی وُہی ہے جو بلاگ پر آپ دیکھتے ہیں یعنی یہی اصلی نام ہے شاہدہ اکرم اور نِک بھی وُہی ہے جو بلاگ کا نام ہے یعنی شاہی

:2 آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

بلاگ کا ربط ہے

shahi.urdutech.net

بلاگ کا نام ہے کہنی سُننی اور اِس نام کو رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اپنی کہیں اور دُوسروں کی سُنیں تو کہنی سُننی ہی موزوں نام لگا

:3 آپ کا بلاگ کب شُرُوع ہوا؟

دو فروری 2008 کو

:4 آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

کسی کو بھی مشورہ نہیں دیا اور نا دینے کی وجہ یہ ہے کہ مُجھے پتہ ہے کِسی نے بھی میری بات کو درخورِ اِعتنا نہیں جاننا اور نا ہی بلاگ بنانا ہے تو کیا فائدہ اور جب بلاگ نہیں تو ربط کیسا؟

:5 کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ایک دو تو آدھے اُدھورے لکھ کر ڈرافٹ میں بھی رکھے ہیں مکمل نہیں کر پائی درمیان میں اور ایسی باتیں یا موضوعات آ جاتے ہیں جِن پر لکھنا پڑ جاتا ہے تو وُہ رہ ہی جاتے ہیں اور وہ موضُوعات یہ ہیں

فیشن کی بھیڑ چال

جہیز لینا یا دینا

قُربانی یا نُمائش

: 6 آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

یہ بات نہیں کہ کسی ایک کا نام دے کر باقی لوگوں کی ناراضگی کا ڈر ہے لیکن بات یہ ہے کہ بلاگ میں یا کسی بھی کام میں جو پریشانیاں یا صعُوبتیں آتی ہیں بِالکُل اُسی طرح بلاگ میں مسئلے بھی آئے اور ابھی تک آرہے ہیں مگر مُجھے اِس بات کی بہُت خُوشی ہے کہ جب جِس سے بھی جو مدد مانگی ہے اُس نے بسر و چشم مدد کی ہے سبھی ماشاءاللہ اِتنے اچھے اور کوآپریٹو ہیں کہ بس، اور میں خُود اِس لئے کہ ہِمّت نہیں ہارتی گھبراتی ضرُور ہُوں لیکن ایک عادت ہے پتہ نہیں اچھی ہے یا بُری کہ جو بات ٹھان لُوں ایک بار وُہ کرکے رہتی ہُوں پیچھے نہیں ہٹتی

: 7 اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

ارے مجھے تو ایسا کوئی خاص ایس ایم ایس کبھی آیا ہی نہیں سِوائے اِس کے کہ

مما آپ کے لئے امرُود لے ہیں

یا

مما کُچھ چاہیئے کیا؟ اب یہ ایس ایم ایس کیا شیئر کرُوں

: 8 آپ کی اردو زبان سے دلچپسی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

اپنے گھر کی وجہ سے، جہاں اُردُو سے دِلچپسی کی حد یہ تھی کہ گھر کے ہر فرد کے لئے عُمر اور شوق کے لِحاظ سے کِتابیں آتی تھیں اور پڑھنے کی ترغیب بھی دی جاتی تھی اور یہ دِلچپسی رگوں میں خُون کی طرح شامِل ہو گئی ہے

: 9 کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں

جی روزانہ ہی اُردُو بلاگ وزٹ کرتی ہُوں اور کوئی خاص بلاگ کی تخصیص نہیں ہے شُگفتہ کا بلاگ، حجاب، جعفر، تانیہ، ڈفر اجمل انکل کا بلاگ اور جِس بھی کسی بلاگ پر جو اچھا لگے سب سے بڑی بات وقت کی ہے سو جب جو وقت مِلے بس بات یہ ہے کہ وزٹ کرنا ہے اور بس

: 10 آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

شُگفتہ، عمار، اکرام صدیقی بھائی، ماوراء اور اجمل انکل

: 11 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں

بہُت سی باتیں اور بہُت سے تبصرے بہُتوں کے اچھے لگتے ہیں لیکن یہ جواب مُشکِل اور وقت طلب ہے جو فی الوقت تو ہے نہیں اپنے پاس

: 12 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

جُملے تو نہیں لیکن قریب قریب سبھی نے مِحنت کی ہے کافی تو مُجھے تو سبھی بہُت اچھا لگا ہے

: 13 ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

ہر مہینے میں ایک موضُوع دے دیا جائے اور سبھی کو دعوت دی جائے کیُونکہ ہر ہفتے وقت نِکالنا سب کے لئے شاید مُشکِل ہوگا

: 14 مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

مُحترم اجمل انکل : معلُومات کا خزانہ

شُگفتہ : ہمہ جِہت شخصیت

ڈفر: کھِنے کوڈفر

بد تمیز: اپنے کام سے کام رکھنے والا بندہ

خاور: آج کا منٹو

جعفر: بھائیوں بہنوں کا بھائی

کامران: بلاگ کا شیدائی

عمار: ہر گھڑی ہر ایک کی مدد کو تیار

15: ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

سبھی نے اِتنی محنت اور لگن سے لکھا ہے اور محنت سے کیا گیا کام تو اچھا ہی ہوتا ہے

16: ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔

بعد میں کیونکہ ابھی ساری دیکھی بھی نہیں ہیں

17: کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

اب جب جِس کو وقت ملے گا تبھی تو لکھے گا نا

18: بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

میرے خیال میں تو اچھا ہی کر رہی ہُوں کیونکہ اِس سے زیادہ اچھا کر نہیں سکتی ہاہا

19: ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

بہُت مزے کا رہا ہفتہءِ بلاگستان بس ذرا رمضان کی وجہ سے اور اُردو ٹیک کے غائب ہونے کی وجہ سے مزہ کِرکِرا ہو گیا ورنہ میں نے تو اِس سِلسِلے کو بہُت انجوائے کیا ہے ایسے لگ رہا تھا سکُول میں کوئی مُقابلہ چل رہا ہے ہفتہءِ بزمِ ادب قِسم کا

20: اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں

میرا سوال یہ ہے کہ ایسے سِلسِلوں میں کُوئزز کے بھی سوالوں کا کوئی سِلسِلہ ہونا چاہیئے جِس سے ذرا دِماغوں کی ورزِش ہو جائے ،اصل میں کُوئز مُقابلے مُجھے خُود بہُت پسند ہیں

ٹیگنا جعفر کا از عمر احمد بنگش

ہفتہ بلاگستان۔ٹیگنا جعفر کا

۔۔۔آپ کا نام یا نِک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

عمر احمد بنگش

۔۔۔آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

صلہ عمر ہے جی اور یہ بس جب بلاگ بنا رہا تھا تو بس لکھ دیا تھا۔

---آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

۲۰۰۸ میں

---آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

میں نے چھتر نہیں کھانے، پہلے ہی سارے تنگ ہیں میری کمپیوٹر سے دلچسپی کی وجہ سے

---کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں ؟

جی ایسا کچھ نہیں ہے، میں تو بلاگ لکھتے ہوئے کبھی موضوع سوچتا ہی نہیں، جو منہ میں آیا---- چلا دیا ۹ سے ۱۲ والے شو کی طرح۔

---آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام ؟) مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی (

اللہ کا نام ہے جو اسے چلا رہا ہے، ورنہ جس حساب سے میں لکھتا ہوں اب تک اسے بند ہو جانا چاہیے۔

---اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں؟

میں پڑھتے ہی ڈیلیٹ کر دیتا ہوں میسج، سو معذرت

---آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ ؟)

منیر صاحب کی وجہ سے، وہ اردو کے استاد تھے جی ہمارے، انھوں نے طعنہ دیا تھا کہ مجھے کچھ نہیں بتا اردو بارے، بس اس کے بعد سے اب تک اردو میں بھاں بھاں کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہی کہتے تھے جی وہ !!!۔

---کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

جی میرا روٹ اپنے بلاگ سے شروع ہوتا ہے، پھر اپنے ہی بلاگ پر سے دوستوں کی نئی تحاریر پر، اور اگر وقت ہو تو سیارہ۔

---آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے ؟

ڈفر، عبدالقدوس، افتخار اجمل بھوپال صاحب، میرا پاکستان، دوست، ابو شامل

---ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

جی ہفتہ بلاگستان کا حق نہیں ادا کر سکا، یہ نیا سیاپا-------------- خیر جی بسم اللہ کریں انشاءاللہ تھوڑا یا بہت ہم حاضر ہیں۔

---ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

راشد کامران کا مزاح، اجمل صاحب کی نصیحتیں، جعفر کا دستر خوان و معشوق، شاہدہ آپی کی دعائیں، ڈفر کی ڈفریاں و تبصرے (یاد رہے، دارا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا، وہ تبصرے ڈیلیٹ کرتا ہے۔ مذاق (، منیر عباسی کے تبصرے، خاور صاحب کی بے باکی۔ ادیبوں شاعروں میں وارث صاحب، مغل صاحب، محمد احمد، اعجاز وہاب۔ اجی کیا کہتے ہیں------------ سارا گلشن ہی بہت پیارا ہے۔

---کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے ؟

میرے خیال میں اگر سب باقاعدگی سے لکھنے لگے تو ساری تحریریں پڑھنا مشکل ہو جائے گا، جیسے ہفتہ بلاگستان میں ہوا---- سو جو جیسے کر رہا ہے ٹھیک ہے جی !!۔

---ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

بہترین جی،

---اب میں ٹیگ کرتا ہوں

ڈفر

افتخار صاحب

یاسر عمران مرزا

دوست

بدتمیز

یوم ٹیگ از عنیقہ ناز

یوم ٹیگ

آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

میرا نام عنیقہ ناز ہے۔ بعض لوگ الجھن کا شکار لگتے ہیں کہ یہ شاید انیقہ ہے۔ اس لفظ کے دو منبع ہیں۔ ایک فارسی اور دوسرا عربی۔ انیقہ فارسی کا لفظ ہے۔ اگرچہ اسے فارسی ذریعے سے لیا گیا لیکن میرے ابا نے اسے عربی کے طریقے یعنی ع سے لکھنا پسند کیا۔ مجھے انکی پسند، پسند ہے۔ اپنے اماں اور ابا کی جانب سے دیئے گئے اس نام کو میں نے شادی کے بعد بھی تبدیل نہیں کیا جیسا کہ آجکل رواج ہے۔

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔ میرے بلاگ کا نام ہے شوخیء تحریر۔ اسکی کوئی وجہء تسمیہ نہیں۔ بلاگ بناتے ہوئے جس وقت یہ کالم سامنے آیا غالب کا ایک شعر ذہن میں آیا۔ جس سے یہ نام نکالا اور لکھ دیا۔

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

یہ مئی، دو ہزار نو میں شروع کیا۔

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

نہیں کسی کو مشورہ نہیں دیا۔

سب اتنے مصروف رہتے ہیں کہ میرے اس مشورے پر میری پٹائی لگ سکتی ہے، لفظوں سے۔

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ابھی تو لکھتے ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔ موضوعات بہت ہیں۔ تیسری دنیا میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ کبھی موضوعات کی کمی نہیں ہو سکتی۔

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

میرا خیال ہے کہ ابھی تک اسکے فعال ہونے کی وجہ میری مستقل مزاجی ہے۔ یقینی طور پر اسکی دوسری وجہ وہ تبصرہ نگار ہیں جو اپنا دل کی بورڈ کے ذریعے نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ پھر ان لفظوں کو جوڑ کر دوبارہ دل بنانا یہ کسی جگسا پزل سے کم نہیں۔ مجھے مزہ آتا ہے۔

اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں
مجھے موبائل فون ایک آنکھ نہیں بھاتا ہے۔اور یہ لکھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ میں فیس بک پر ایک گروپ بنا سکتی ہوں۔آئی ہیٹ موبائل فون۔ارد گرد پچاس لوگ بیٹھے ہوں مگر آپ کسی ایسے شخص سے مشین کے ذریعے بات کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو خدا جانے کس کرہء ارض پہ ہوتا ہے۔
آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)
میری مادری زبان اردو ہے۔ میرے والدین میں سے ایک کا تعلق لکھنوء سے ہے۔اب بھی اس میں دلچسپی نہ لوں تو مرحوم نانا بڑے لتے لیں گے۔
کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟
اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔
میں اردو سیارہ پہ تقریباً روزانہ آتی ہوں۔ کوئی خاص ترتیب نہیں۔ کسی کا موضوع دلچسپ لگے تو ضرور پڑھتی ہوں۔ چاہے اس سے میرا نظریاتی اختلاف جتنا بھی ہو۔ تقریباً ہر نئے پرانے بلاگر کو پڑھ لیتی ہوں۔ سوائے اسکے کہ اسکا بلاگ کھلنے میں بہت وقت لگ رہا ہو۔ وقت کی کمی ہے جناب۔ جیسے شاہدہ اکرم اور راشد کامران کا بلاگ میرے پاس بڑی مشکل سے کھلتا ہے۔ڈفر بھی خاصہ ٹائم لیتے ہیں۔ خود اردو سیارہ پانچ دفعہ کلک کرنے سے پہلے نہیں کھلتا۔
آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟
مشکل سوال ہے، محض یادداشت پہ بتا دیتی ہوں کہ اسوقت خاصی کاہلی ہو رہی ہے جا کر دیکھنے میں۔ یہ ہیں اجمل صاحب، جعفر، ڈفر، عبداللہ، جویریہ طارق، م م مغل، ابو شامل، نومان۔اور بھی ہیں کرم فرما ابھی یاد نہیں آرہا۔
ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ربط دینا نہ بھولیں.. چھٹی کرنی پڑے گی ایکدن کی اسے نکالنے میں۔ لیکن کچھ لوگ جو تبصرہ کرتے وقت بھی چھان پھٹک سے کام لیتے ہیں ان میں جاوید گوندل، عبداللہ، ابو شامل اور نومان شامل ہیں کچھ لوگ جو فوراً اپنی تحریروں سے متعلق چیزوں پر رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ان میں جعفر اور ڈفر ہیں۔ شاید باقی لوگ بھی کریں لیکن میں نے انکی تحریروں پہ کچھ لکھا نہیں اسلئے نہیں کیا ہوگا۔
ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)
اسکے لئے بھی ایک اور چھٹی چاہئیے ہوگی۔ سب گھر والے میرا بائیکاٹ کر دیں گے۔ ابھی بالکل ماضی قریب میں ایک جملہ پڑھا تھا۔ پلے نہیں ہے دھیلہ، کردی پھرے ایں میلہ میلہ۔
اور ہاں ایک شعر جو میں نے اپنے پاس لکھ بھی لیا تھا۔
یہی کہا تھا کہ برسوں کا پیاسا ہوں فراز
اس نے میرے منہ میں پائپ ڈالکر موٹر چلا دیا
اب نہیں معلوم کہ یہ کتنے تعمیری یا مفید ہیں۔ میں انہیں پڑھکر کافی دیر ہنستی رہی۔ ویسے اس سوال کے جواب میں ایک طویل پوسٹ لکھی جا سکتی ہے۔ اور بھی لکھنے والے بہت اچھے ہیں۔ان سب کی باتوں کو نظر انداز کرنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ لیکن فی الحال کوئی ایسا طریقہ نہیں بن رہا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دوں۔ایک ترکیب جسے میں نے کافی سارے لوگوں کو بتایا بھی 'جسم کے خفیہ حصے'۔ جعفر کے کئی جملوں پہ میں پوری پوسٹ لکھ چکی

ہوں۔ ڈفر کے بھی کچھ جملے بڑے پسند آئے۔ اجمل صاحب، راشد کامران، خرم بھٹی انکے بھی کچھ جملے ذہن میں آ رہے ہیں۔ وارث صاحب نے جو مثنویاں غالب کی نکالیں۔ زبردست ہیں۔ وارث صاحب اور محمد احمد کی غزلیں بہت اچھی۔ لیکن وہ اشعار صحیح سے یاد نہیں آ رہے۔ کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں۔

ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

بڑا مشکل سوال ہے یہ بھی۔ ہفتہ ء بلاگستان میں بڑا خیال رکھنا پڑا کہ کچھ نہ کچھ لکھ ضرور دیں ورنہ باقی بلاگرز کہیں گے کہ پتہ نہیں کیا سمجھتی ہیں خود کو، ہو نہ ہو مغرور کہیں کی۔ پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہیں کی ہوں۔ اسکے لئے بھی وقت نکالا۔ یوم بلاگستان، میرا خیال ہے ہفتہ ء بلاگستان ہی بہتر رہے گا۔ اور وہ بھی ہر سال یوم آزادی کے موقع پر۔

مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

یہ کچھ اشعار ہیں۔ ان میں سے پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے۔ آپ نکال لیں۔ میں لکھ رہی ہوں۔

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

مشہور ہیں سکندر و جم کی نشانیاں
اے داغ چھوڑ جائیں گے ہم یادگار دل

طوفاں ہے تو کیا غم مجھے آواز تو دیجیئے
کیا بھول گئے آپ میرے کچے گھڑے وہ

ہمیں ہی جراءت اظہار کا سلیقہ ہے
صدا کا قحط پڑے گا تو ہم ہی بولیں گے

بوجھی ہیں اس نے کیسے نظر کی پہیلیاں
وہ شخص تو بلا کا نظر ناشناس تھا

ہر نظر بس اپنی اپنی روشنی تک جا سکی
ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف تک پایا مجھے

ہم کیا جانیں یار سلیم نفرت کیسی ہوتی ہے
ہم بستی کے رہنے والے شہر میں آئے پہلی بار

فضا میں پھیل چلی میری بات کی خوشبو
ابھی تو میں نے ہواؤں سے کچھ کہا بھی نہیں

میں خود ہی جلوہ ریز ہوں خود ہی نگاہ شوق
شفاف پانیوں پہ جھکی ڈال کی طرح

اس راہ سے گذر جاتے ہیں طوفان کی مانند
رکتے ہیں جہاں گردش دوراں کے قدم بھی

دلنوازی کے فن جاننا چاہئیے
حسن چاہے بہت خوبصورت نہ ہو

یہی انداز ہے میرا سمندر فتح کرنے کا
میری کاغذ کی کشتی میں کئی جگنو بھی ہوتے ہیں

دیئے بجھاتی رہی، دل بجھا سکے تو بجھائے
ہوا کے سامنے یہ امتحاں رکھنا ہے
اب اس سے کیا کیجئیے شکوہائے کم نگہی
بہت دنوں میں تو اس نے ادھر نظر کی ہے

زمانہ دیکھا ہے ہم نے ہماری قدر کرو
ہم اپنی آنکھوں میں دنیا بسائے بیٹھے ہیں

بولے تو سہی جھوٹ ہی بولے وہ بلا سے
ظالم کا لب و لہجہ دلآویز بہت ہے

اگرچہ کام مشکل ہے مگر یہ کام کرنا ہے
کسی آغاز پہ لا کراسے انجام کرنا ہے

امید حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے بھولے بھالے ہیں

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نکتے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔
انتظار کرنا پڑیگا۔ یہاں وہاں پڑی ہیں۔
کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟
ہر ایک کو باقاعدگی سے لکھنا چاہئیے۔ یہ بھی ایک تاریخ ہے جو آپ رقم کر رہے ہیں۔ آپ جہاں رہتے ہیں جیسا لکھنا آتا ہے جو محسوس کرتے ہیں لکھیں۔ اس بات کا میں آپ کو یقین دلادوں کہ میں آپکو ضرور پڑھتی ہوں۔
بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟
جو میں محسوس کرتی ہوں وہ میں لکھتی ہوں۔ میں اپنے انداز تحریر کو رواں کرنے کے لئے نہیں لکھتی۔ اسکے بارے میں مجھے خاصی خوش فہمیاں ہیں۔ میں کمیونیکیشن کے لئے لکھتی ہوں۔ ہر ایکس وائی زیڈ کیا سوچتا ہے، زبان کو کسطرح لکھتا ہے۔ ایک چیز جسے میں ایک نظر سے دیکھتی ہوں اسے دوسرے کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ لوگ عمومی طور پر زندگی کی مختلف سطحوں کو کس طرح برتتے ہیں۔ یہ میری دلچسپی کے میدان ہیں۔ فی الحال تو میں یہاں فیضیاب ہونے والوں میں سے ہوں۔ گنتی کے لکھنے والے چند لوگوں میں کوئی کیا کردار ادا کر سکتا ہے۔ جبکہ ان گنتی کے لوگوں نے بھی اپنے بلاگس بنائے ہوئے ہیں۔
ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات
اچھا رہا۔

ٹیگ۔۔سیانے کہتے ہیں از غفران
ہفتہ بلاگستان — ٹیگ - سیانے کہتے ہیں۔۔۔
سیانیاں باتاں
بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی چوپال میں چند لوگوں کی کسی پھٹے سدھے بے فضول سے مسئلے پر گرما گرم اور لاحاصل بحث چل رہی ہوتی ہے ، دلائل دیے جا رہے ہوتے ہیں، گلے کا زور لگا لگا کے لوگوں کے گلے بیٹھے ہوتے ہیں، مگر، لوگ ہیں کہ کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں، ہر کوئی اپنی منوانے پہ تلا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے میں اچانک کوئی فرد اپ کی رائے پوچھتا ہے۔ اب سب لوگ اپنی اپنی بک بک بند کر کے آپ کی طرف گردن موڑ

لیتے ہیں اور آپ، جو اس سارے ہنگامے سے 4،3 فٹ پرے ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھے اس ساری صورتحال کا اپنی باریک آنکھوں سے جائزہ لے رہے ہوتے ہیں، ہولے سے زیرلب مسکراتے ہیں' اس 1 سیکنڈ کے دسویں حصے تک ظاہر ہونے والی مسکراہٹ کو کچھ لوگ نوٹ کرتے ہیں اور بھانپ جاتے ہیں کہ یہ بندہ ہمیں بے وقوف سمجھ رہا ہے، جبکہ اکثر ہنوز آپ کے لب ہلنے کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں، اور آپ گلا کھنکار کر دو، تین جامع فقروں میں ساری بات سمیٹ دیتے ہیں، مسئلہ حل ہو جاتا ہے، بحث ختم ہو جاتی ہے اور لوگ آپ کی دانائی پر واہ واہ کرتے رہ جاتے ہیں

--------اس طرح کے جامع الفاظ جو سالوں کے تجربہ کا نچوڑ ہوتے ہیں، جو کبھو دوسرے کے سر پر سے گزر جائیں' اقوال زریں کہلاتے ہیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ اقوال زریں ارشاد کرنے کیلیے آپ کا سپر ذہین ہونا کوئی شرط نہیں، بس حاالات و واقعات پہ ایک گہری نظر ہونی چاہیے اور ان سب واقعات میں سے کوئی ربط، کوئی تک تلاشنے والی سوچ چاہیے۔

تو کیا ہے کہ جیسے اقوال زریں کی ایک دو کتب پر نظر ماری کی ہے تو اندازہ ہوا کہ گاہے گاہے درمے سخنے۔ مطلب پتہ نہین کیا ہوتا اسکا۔ ہم بھی کبھی کوئی ایسے بات کہ جاتے ہیں، جو اگر کسی کتاب میں چھپ جایئں تو ہم بھی دانش ور کہلائے جائیں۔ اپنے ایسے ہی کچھ اقوال اور ان کا کچھ سیاق و سباق، وضاحت وغیرہ درج ذیل ہے۔

"کسی وڈے آدمی کے سامنے کمزوری دکھاکے اسکو اور وڈا نئیں کرنا' اوبیبا "یہ انقلابی سوچ' الفاظ کے ذرا سے ردوبدل کیساتھ کچھ سالوں سے میرے ساتھ ساتھ چل رہی ہے، اور جہاں تک ہو سکتا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ جو نام نہاد معزز شہری ہوتے ہیں، ان کی انا کا قد ان کے اپنے قد سے بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ اگر اگلے کے پیروں میں گروگے، تو اس سے اسکی انا کو مزید تقویت ملے گی۔ چلو بھئی اگر ظالم کو جسمانی نقصان نہیں پہنچا سکتے تو کم از کم اسکو یہ باور کروا دینا چاہیے کہ اللہ کے بندے دوسرے تیرے باپ کے نوکر نہیں۔ اب اگرچہ غفران کافی بدل گیا ہے اور اس میں وہ بات نہیں رہی جو آج سے چند سال پہلے ہوا کرتی تھی، پھر بھی خدا سے دعا ہے کہ موقع اول تو آئے نہ، اور اگر آپڑے تو ثابت قدم رہے۔" بے وقوفوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک وہ ہے جو سوچتا بہت ہے۔"

ایسے بندے کی نا بات کی سمجھ آتی ہے نہ اسکو سمجھایا جاسکتا ہے۔

"اپنی سوچ پہ ممکنات کا دروازہ کھلا رکھو، ہر بات کے پیچھے یا ہر کام کے کرنے کی سو وجوہات ہو سکتی ہیں"

ممکنات پتہ نہیں صحیح لفظ ہے کہ نہیں، بہرحال مراد اس سے یہ ہے کہ کچھ بھی ممکن ہے۔ میں نے ایک کارٹون دیکھے تھے "اوتار"۔ اس میں ایک کردار "آئرو" کہتا ہے، "کیپ این اوپن مائینڈ اینڈ این اوپن ھارٹ"۔ یہ اوپن مائینڈ والی بات مجھے بہت اچھی لگی۔ اور یہ سو وجوہات والی بات جو کہی

وہ اس لئے کہ عام طور پر مشاہدے میں آتا ہے کہ غلط فہمیاں اس لیے پیدا ہوتی ہیں کہ آدمی اپنی سوچ کا دروازہ تنگ کر کے سوچتا ہے کہ فلاں نے یہ کیا ہے تو صرف اسی وجہ سے کیا ہوگا۔ حتیٰ کہ اس بندے کیساتھ گزارے گئے ماضی کے لحات سے حاصل تجربات کو بھی نظرانداز کر دیتا ہے۔ اسلیے بہتر یہ ہے کہ دوسرے سے پہلے پوچھ کے کنفرم کر لیا جائے کہ میں نے یہ سنا، یا یہ دیکھا، ہن ذرا وچلی گل تے دسو ! پھر اس کا جواب سن کر رائے قائم کی جائے۔ اب باری ہے ٹیگ کرنے کی۔۔۔۔۔۔پی ی ی ی ی ی۔۔۔تو اب میں کس کو ٹیگ کروں۔۔۔۔۔۔۔ آج تو آخری تاریخ ہے ویسے بھی ٹیگ کرنے کی۔۔۔۔۔ خیر ٹیگ کر چھوڑتے ہوں، جس کو یہ ٹیگ قبول ہو۔ تو یہاں لنک ہے اس تصویر کا جو میں نے اوپر لگائی ہے، اس کو اپنے بلاگ پر لگائیں اور اپنے خود کے کہے ہوئے چند اقوال زریں کے بارے میں ایک مراسلہ لکھیں

تصویر کا ربط :

http://i69.photobucket.com/albums/i65/elite-falcon07/baby-genius-psa.jpg

بہر حال جن خوش نصیبوں کو مُں نے ٹیگ کیا ہے ان کے نام یہ ہیں :

جعفر

ڈفر

سعدیہ سحر

عمر احمد بنگش

ماورا

ڈاکٹر منیر عباسی

نادیہ

شکاری

ثانیہ رحمان

کنفیوز کامی

یوم ٹیگ از ماورا

ہفتہ بلاگستان : یومِ ٹیگ

شگفتہ نے سوالات بنائے ہیں۔ طریقہ کار بھی یہاں دیکھیں۔ میں تمام سوالات کے جواب نہیں دے رہی۔

آپ کا نام یا نک ؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

ماوراء

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان ؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

کوئی نام نہیں ہے۔

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

14 اگست 2007

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

مشورہ کئی بار دیا ہے، لیکن عمل کسی نے نہیں کیا.

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ابھی تو کسی موضوع پر لکھا نہیں.. سارے موضوع رہتے ہیں. یوم مزاح والے دن احساس ہوا کہ کاش مزاح پر بھی لکھ سکتی ہوتی) : .

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جاسکتا ہے تو ربط بھی)

ویسے تو فعال نہیں ہے، لیکن یہ جو تھوڑا بہت چل رہا ہے یہ بھی قارئین کے کہنے پر.

اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

اچھے ایس ایم ایس کون سے؟ اب تک جو آخری ایس ایم ایس ہیں. ایک جو میری دوست نے لکھا ہے. "میں امریکہ سے. آ گئی ہوں اور تمھیں مِس کر رہی ہوں، کسی دن فارغ ہو تو ملیں؟" ایک اور دوست کا بھی ہے وہ بھی مِس کر رہی ہے اور ملنے کا کہہ رہی ہے... باقی سالگرہ مبارک کے بھی ہیں.

آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

اردو زبان سے دلچسپ اسی سبب ہے کہ یہ اپنی زبان ہے اور جب بولنا سیکھا تھا تو اسی زبان میں بولا تھا. اس سے دلچسپی نہیں ہو گی تو اور کس سے ہو گئی؟

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں.

پہلے کرتی تھی. اب وقت نہیں ملتا. اور کئی دن تک نہیں پڑھ سکتی. سیارہ اور وینس پر دیکھ لیتی ہوں جو تحریر دلچسپ لگے وہ بلاگ کھول لیتی ہوں.

آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

امن، محب، بوچھی، بد تمیز، زکریا.

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔

میں تو تمام تحاریر بھی نہیں پڑھ سکی. تبصرے تو دور کی بات) : .

ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

ہر ماہ میں ایک دن ٹھیک رہے گا.

ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

تجربہ اچھا رہا. بلاگرز نے حصہ بھی لیا. لیکن ہفتہ بلاگستان منعقد کرنے والی یعنی شگفتہ خود غائب رہیں.

بلاگنگ سے ذرا ہٹ کے سوال :

کون سا کھیل سب سے زیادہ کھیلا؟

کوئی خاص نہیں.

اچھا وقت؟ بچپن یا جوانی

جوانی

آپ کی تربیت میں زیادہ کس کا حصہ تھا؟

امی

پسندیدہ وقت، دن یا رات اور کیوں؟

رات. رات میں بہت سکون، خاموشی ہوتی ہے.. اور بے فکری سے بندہ سو جاتا ہے.

کونسی عادت آپ کا سب سے زیادہ وقت ضائع کرتی ہے؟

انٹرنیٹ کا بے انتہا استعمال.

نوکری یا کاروبار اور کیوں؟

کاروبار۔ کسی کے نیچے رہ کر یا پابندیوں میں کام کرنا اپنے بس کا کام نہیں۔

ٹیگ ہی ٹیگ از محمد خرم بشیر بھٹی

ٹیگ ہی ٹیگ

سب سے پہلے تو راشد کامران کا شکریہ کہ انہوں نے ہمیں ٹیگ کرکے ہمارے اس کھیل میں شامل ہونے کے عزم کو جِلا بخشی۔اور پھر شگفتہ بہنا کا شکریہ کہ ایک بار پھر تحریک دلا کر خود رفوچکر ہو گئیں۔اس سب تمہید کے بعد اب چلتے ہیں سوال و جواب کی جانب۔ کیونکہ یہ نہیں بتایا گیا کہ کس سوال کے کتنے نمبر ہیں سو نتائج میں دھاندلی کے واضح امکانات ہیں لیکن پھر بھی جیسے ہر سیاسی جماعت دھاندلی کے یقین کے باوجود انتخابات میں حصہ لیتی ہے اسی طرح ہم بھی ان کے نقش قدم پر ٹہلتے ہوئے ان سوالات کا جواب دیئے دیتے ہیں۔

سوالات:

.1 آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔

محمد خرم بشیر بھٹی

.2 آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کرسکتے ہیں۔

بلاگ کا ربط تو یہی ہوا جہاں آپ یہ تحریر پڑھ رہے ہیں۔ عنوان ہے "آؤ سنواریں پاکستان"۔ وجہ تسمیہ یہ کہ کوئی تین برس قبل یہ ڈومین رجسٹر کروائی تھی۔ارادہ تھا کہ پاکستان کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی موضوعات پر تبادلہ خیال کا ایک پلیٹ فارم بنایا جائے۔ تین برس بعد وہ پتھر تو بنا چومے چھوڑ دیا لیکن اتفاقاً بلاگ کی دُنیا سے شناسائی ہوئی تو سوچا کہ اس طریق پر بھی اپنی بات پہنچائی جاسکتی ہے۔ وگرنہ دل کا غبار تو نکالا ہی جاسکتا ہے۔

.3 آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

6 جولائی 2009 کو

.4 آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

میں اتنا احمق نہیں جتنا دکھتا ہوں۔ کچھ باتیں گھر کی چاردیواری کے اندر ہی رہیں تو بہتر ہے۔

.5 کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ایسی تو کوئی بات نہیں۔ جس وقت جو دل میں سمائے لکھ ڈالتا ہوں سو الحمد للہ نہ کوئی حسرت ہے اور نہ کوئی آئندہ پروگرام۔ بس یہ خواہش ہے کہ جو بھی لکھوں کسی مقصد کے لئے لکھوں۔

.6 آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے ؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام ؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

بلاگ پڑھنے والے مہربانوں کی وجہ سے وگرنہ مجھ میں اتنی مستقل مزاجی نہیں۔

.7 اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

موبائل سے ایس ایم ایس عموماً صرف ایک ہستی کرتی ہے۔ چند ایک ایس ایم ایس لکھے دیتا ہوں

GE والے مائیکروویو ٹھیک کرنے آئے ہیں۔

امل کے خاوند سے اس کا نمبر دوبارہ پوچھئے۔ پُرانا نمبر پھر کام نہیں کر رہا۔

ایک جوتا اچھا مل رہا ہے۔ خرید لوں ؟

کدھر غائب ہیں ؟

وغیرہ وغیرہ

.8 آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے ؟ (استاد ؟ گھر کا کوئی فرد ؟ یا کوئی دوسرا نام ؟ یا کوئی الگ وجہ ؟ (

پہلی زبان ہے جو بولنا اور لکھنا پڑھنا شروع کی سو مافی الضمیر بیان کرنا آسان ہے۔ ویسے بھی جب مخاطب پاکستانی ہیں تو زبان بھی پاکستان کی ہی بولنا چاہیئے۔

.9 کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے ؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

جن احباب کے بلاگز کی آر ایس ایس دستیاب ہے انہیں تو ریڈر میں ڈال رکھا ہے۔ باقی اردو سیارہ قریباً روز ہی چکر لگا لیتا ہوں۔

.10 آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے ؟

وارث بھائی، فہد بھائی، شگفتہ بہنا پہلے تبصرہ نگار تھے۔ پھر ڈفر، جعفر، اسماء بہنا، عنیقہ بہنا، افضل بھائی، عمر، عبداللہ بھائی، بی ٹی بھائی، اجمل انکل، راشد بھائی، یاسر بھائی، کامران بھائی، حجاب بہنا، ماوراء بہنا سب نے ہمت افزائی کی۔

.11 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔

یہ مشکل کام ہے مجھ تن آساں سے نہیں ہونے کا۔

.12 ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

چاند کا حسن اس کی تمام کرنوں سے مل کر بنتا ہے۔ الگ الگ کرنیں تو کوئی تاثر نہیں چھوڑ سکتیں سو جس نے جو لکھا کمال لکھا۔

.13 ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے ؟

ہر ماہ میں ایک دن بہتر رہے گا وگرنہ مجھ ایسے یا تو صرف خانہ پُری کریں گے یا پھر ڈُبکی لگا جائیں گے۔

GOSHA-E-BLOG-O-BLOGGERS URDU LIBRARY اردو لائبریری گوشۂ بلاگرز

14. مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

ابھی اتنا وقت نہیں ہے۔

15. ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

سب ہی اچھی ہوتی ہیں۔ چند ایک کی تخصیص کرنا مشکل ہے۔

16. ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔

فوٹو گرافی کے کھیل میں دوستوں نے خوب اچھی تصاویر بانٹی ہیں۔

17. کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

سب کو۔ یہ بلاگ دنیا ایک طرح سے مباحثہ اور تبادلہ خیال کا بہانہ ہی تو ہے۔ سو میسنا بن کر بیٹھے رہنے کی بجائے دل کھول کر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہئے اور وسعت نظر و ذہن کی کوشش کرنا چاہئے۔

18. بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

چاہتا ہوں کہ جو لکھوں کسی مقصد کے تحت لکھوں۔ اگر میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور ناکارہ جذبے اس طرح تعمیر و تشکیل وطن کے کام آسکیں تو سمجھوں گا تپیا سپھل ہوئی۔

19. ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

بہت اچھا خیال تھا اگرچہ اسے پیش کرنے والی "قدم بڑھاؤ ساتھیو" کہہ کر خود پیچھے سے کھسک لیں۔

20. اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں

اگر انڈہ مرغی سے پہلے پیدا ہوتا تو دُنیا میں کیا فرق پڑ جاتا؟

جواب: پتہ نہیں

ہفتہ بلاگستان۔ سلسلہ عالیہ ٹیگ بندی۔۔

یوں راشد کامران اور غفران نے مجھے ہفتہ بلاگستان میں شامل ہونے پر مجبور کر ہی دیا جب انھوں نے مجھے ٹیگ کیا۔ سب سے پہلے تو میں ان حضرت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے بھی ہفتہ بلاگستان کی تقریبات میں شرکت کا موقع دیا۔

اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کی بناپر، حال آنکہ یہ کوئی اتنا اہم عذر نہیں ہے کیونکہ ہم سب کی پیشہ ورانہ مصروفیات ہوتی ہیں، میں اتنا باقاعدگی سے بلاگنگ نہیں کر پایا جیسا کہ میں چاہتا تھا مگر پھر آپ ایک طفل مکتب سے امید کتنی رکھ سکتے ہیں؟

ٹیگنگ کا یہ سلسلہ ج مجھ تک راشد کامران اور غفران کے توسط سے پہنچا میرے خیال میں بہت اچھا سلسلہ ہے، اور اسے جاری رہنا چاہئے۔

اب آتے ہیں سوالوں کی طرف۔

۱: آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جواب: میرا نام منیر عباسی ہے، نِک رکھنے کی ضرورت فی الحال محسوس نہیں ہوئی۔

۲: . آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں

جواب: میرے بلاگ کا نام طفل مکتب ہے ، اور بلاگ کا یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ابھی بھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

۳: آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

جواب: موجودہ حالت میں تو جولائی ۲۰۰۹ میں آیا مگر اپریل ۲۰۰۹ سے میں نے لکھنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔اس سے قبل اردو ٹیک پر بھی ایک ناکام کوشش کی تھی۔

۴: کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

جواب: اپنے پیشے سے متعلق کچھ باقاعدہ لکھنا چاہتا ہوں، اس کے علاوہ ایک ایسے موضوع کی تلاش میں ہوں کہ جس پر میں روانی سے لکھ سکوں تاکہ میرا بلاگ ایک موضوعاتی بلاگ بن جائے۔تاحال منزل نہیں ملی ہے۔

۵: آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

جواب: میرے والد محترم جنھوں نے ہم سب بہن بھائیوں کی تعلیم پر بہت توجہ دی۔ میرے بڑے بھائی جنھوں نے ہمیں گرمیوں کی چھٹیوں کا کام اچھے طریقے سے ختم کرنے پر ایک کتاب پڑھنے کے لئے دینے کا انعام جاری کیا اور مصنفین میں مقبول جہانگیر مرحوم جنھوں نے طلسم ہوش ربا کا آسان اردو ترجمہ کیا۔ نسیم حجازی مرحوم اور پھر بعد میں ابن صفی مرحوم اور اشتیاق احمد۔مرحوم حکیم محمد سعید کا بہت بڑا ہاتھ ہے، ان کا جاری کردہ ماہنامہ نونہال میرے میڈیکل کے پہلے سال تک گھر آتا رہا۔

۶: کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

جواب: جی نہیں، مجھے ابھی تک ایک واضح روٹ بنانے میں میں مشکل ہو رہی ہے،
مگر میں جب بھی انٹرنیٹ پر آتا ہوں، اردو سیارہ ضرور دیکھتا ہوں۔

۷: آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

جواب: ابوشامل، بدتمیز، ڈفر، افتخار اجمل، ماوراء، اظفر، محمد وارث اور بہت سے دوست جنھوں نے میری انگلی پکڑی اور مجھے اس دنیا میں متعارف کروایا۔

۸: ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔

جواب: تصاویر بتاں از راشد کامران، جعفر کے بلاگ سے انتخاب میں مشکل ہو رہی ہے، ابوشامل کا بلاگ اور بہت سے ساتھی۔۔۔

۹: ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

جواب: میرے خیال میں یہ بلاگرز کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہیے۔

۱۰: کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

جوب: مجھے، ابوشامل کو اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سست ہو رہے ہیں۔۔

۱۱: بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

جواب: ابھی تو میں طفل مکتب ہوں، بہت کچھ سیکھنا ہے، مگر میں اپنا ایک مقام ایک منفرد انداز میں بنانا چاہتا ہوں،
جیسا کہ نبیل اور کئی دوسرے دوستوں نے کئی مقامات پر اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ موضوعاتی بلاگ ہونے چاہئیں،
میں ایک موضوع پر لکھنا چاہوں گا۔۔۔ محمد وارث کا صریر خامہ وارث ایک اچھا موضوعاتی بلاگ ہے۔

میرا خیال ہے اب میرے ٹیگنے کو کوئی بچا ہی نہیں ہے۔

مگر میں افتخار اجمل صاحب، تانیہ رحمان، جہانزیب اشرف، ساجد اقبال، ڈفر، شکاری، محمد محمود مغل اور ایم بلال کو ٹیگنا چاہوں گا۔

ٹیگ از میرا پاکستان

یوم ٹیگ۔۔ہفتہ بلاگستان

شگفتہ صاحبہ کے سوالات کی تعداد اور پھر جوابات کی طوالت کی وجہ سے ہو سکتا ہے بہت سارے بلاگر اس ٹیگ ٹیگ کے سلسلے کو آگے نہ بڑھا پائیں۔ مگر انہوں نے یہ رعایت بھی دی ہے کہ جس سوال کا جواب دینا چاہیں دیں اور جس کا جواب گول کرنا چاہیں کریں۔ ہم ان کی اس رعایت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ سوالات گول کر رہے ہیں۔

سوالات و جوابات:۔

آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

افضل جاوید

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

میرا پاکستان اور اس کی سادہ سی وجہ ہے یعنی ہر کسی کا پاکستان

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

جولائی 2005

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

کوئی بھی اردو میں بلاگنگ کرنے کیلیے راضی نہیں ہوا حتیٰ کہ ہماری بیگم بھی

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

برقعہ یعنی پردہ کا سفر

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

اللہ کے فضل اور قارئین کے تبصروں کی وجہ سے

آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

صرف اپنی بات عام قاری تک پہنچانے کے سبب

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

روزانہ

آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

افتخار اجمل، قدیر احمد، سیدہ مہرافشاں، اسامرزا، جہانزیب، کنگ خاور

ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

یہ خیال ہمیں بھی آیا تھا۔ یوم بلاگستان ہر ماہ بہتر رہے گا۔

کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

راشد کامران، کنگ خاور، ڈفر، جعفر، افتخار اجمل

بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

صرف متواتر لکھ کر

ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

بہت اچھی تجویز تھی جس کا جواب بھی مثبت ملا۔

یوم ٹیگ از کامران اصغر

ٹیگ اٹیک

.1 آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

ج۔ کامران اصغر کامی۔ یہ ہی اصلی ہے فلمی نہیں۔

.2 آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

ج۔ http://kami.wordpress.pk/۔ کنفیوز کامی۔

.3 آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

ج۔ 15 مارچ 2009 کو 15 مارچ میری ہیپی برتھ ڈے بھی ہے۔

.4 آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

ج۔ میرا بھائی عبدالباسط اصغر جو بلاگ بنا چکا ہے اور جلد پیپرز سے فارغ ہو کر بلاگنگ شروع کرے گا۔ اسکا ربط یہ ہے http://yabasit.wordpress.pk/۔ بلاگ کا نام ہے۔۔ فلک پوش

.5 کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ج۔ میری چھری کے نیچے کوئی بھی آ سکتا ہے۔

.6 آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

ج۔ بلاگ وزٹ کرنے والوں کی وجہ سے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی محبت توجہ اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں متحرک ہوں۔

.7 اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں۔

ج۔ نمبر دیں بھیج دوں گا۔

.8 آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

ج۔مجبوری ہے۔جی میں تو پکا پنجابی پینڈو ہوں۔

.9کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

ج۔جی روزانہ کرتا ہوں۔میں اردو سیارہ اور اردو ٹیک وینس کو سب سے پہلے وزٹ کرتا ہوں۔

.10آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

ج۔

1۔ڈفرستان کا دیسی ڈفر

2۔تانیہ رحمان عین الیقین

3۔جاوید گوندل اجنبی

4۔شاہدہ اکرم کہنی سننی

5۔سعدیہ سحر

6۔عبداللہ

7۔بلو

8۔انا

.11ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ربط دینا نہ بھولیں۔

ج۔بے تکا سوال ہے اتنا ٹائم کس کے پاس ہے۔

.12ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

ج۔جملے تو نہیں حملے کافی ہیں۔

.13ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

ج۔ایک ماہ ایک موضوع ہو تو اچھا ہے۔

.14مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

ج۔

1۔جاوید گوندل۔علم کا دریا

2۔افتخار اجمل۔تجربہ کار

3۔میرا پاکستان۔نیوز کاسٹر

4۔حکیم خالد۔بلاگی حکیم

5۔فرحان دانش۔سیاسی بلاگر

6۔دیسی ڈفر۔ شہر ڈفر کا باسی

7۔بد تمیز۔ سویا ہوا بلاگر

8۔شاہدہ اکرم۔ بلاگروں کا خیال رکھنے والی

9۔تانیہ رحمان۔ڈی جے بلاگر

10۔اسماء۔ بلاگروں کی اسماء جہانگیر

11۔انیقہ یاعنیقہ۔ باتیں بنانے اور کرنے والی مشین

12۔خاور کھوکھر۔ چوہدری بلاگر

13۔عمر بنگش۔ پہاڑی بلاگر

14۔عبداللہ۔ چھلاوا بلاگر

15. ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

ج۔ سب نے اچھا لکھا ہے مجھے چھوڑ کر۔

16. ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔

ج۔ میری اپنی۔ ہی ہی ہی

17. کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

ج۔ جو باقاعدگی سے نہیں لکھتے۔ ہی ہی ہی

18۔ بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

ج۔ شرافت سے۔

19. ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات۔

ج۔ ایک دلچسپ خیال تھا اس بلاگروں کو ایکٹو اور متحد رکھا۔

20. اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں۔

ج۔ ایک سوال۔۔۔ ایک جواب۔

یوم ٹیگ از یاسر عمران مرزا

یوم ٹیگ – ہفتہ بلاگستان 6

جوابات کے ساتھ حاضر ہوں، جن سوالات کے نمبر غائب ہیں ان کے جوابات نہیں لکھ سکا اسلیے سوال بھی مٹا دیے،

ایک: آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

یاسر عمران ہی میرا اصل نام ہے اور مرزا فیملی نیم ،نک مجھے امی یاسی بھی بلاتی ہیں ،مانی بھی

دو: آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

بلاگ کا ربط http://yasirimran.wordpress.com

عنوان تو سادہ سا ہے جو میرے نام پر مشتمل ہے۔

تین : آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

اکتوبر دو ہزار سات

چار : آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

فی الحال تو کوئی نہیں، میرے بڑے بھائی فیس بک ابھی ابھی استعمال کرنے لگے ہیں،

پانچ : کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں ؟

پاکستان اور اسکے مسائل پر لکھنے کو بہت دل کرتا ہے، اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جس مسئلے پر لکھوں اسکو کسی منطقی انجام پر پہنچا سکوں۔

چھے : آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جا سکتا ہے تو ربط بھی)

زیادہ تر میری اپنی کاوش ہے تاہم دوسرے اردو بلاگرز کو دیکھ کر لکھنے کا شوق پروان چڑھا۔

سات : اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

ایک عدد کر سکتا ہوں،

Nae safar ki hasin ibtada mubarik ho

Milay gi phir say hasin inteha mubarik ho

khuda kary kbi khushbu na wird say bichray

khuda kry k ye meri dua Mubarak ho

khuda kary tera har ik rasta mubark ho

khuda kary meri umar apko mil jaye

janam din apko ay bhai mubarik ho

آٹھ : آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

دلچسپی اسلیے ہے کہ اردو میری اپنی زبان ہے۔

نو : کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آ جائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

تقریبا روز کرتا ہوں، تاہم کوئی ترتیب نہیں۔ جہاں اچھی تحریر کا عنوان نظر آئے اس پر کلک کر دیتا ہوں۔

تیرہ : ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

یوم بلاگستان ہر ماہ ٹھیک رہے گا۔ نیز ہفتہ بلاگستان بھی اکثر منایا جا سکتا ہے۔

چودہ : مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

افتخار اجمل : چاچا جی

میرا پاکستان : تسی چھاگئے او

حکیم خالد : حکیم صحافی

فرحان دانش : قائد تحریک زندہ باد، باقی سب برباد

عنیقہ ناز : استانی

راشد کامران : مشکل اردو بلاگر

بدتمیز : اوباما فین

محمد علی مکی : عربیین بلاگر

ماورا : گریٹ سسٹر

کامی : مزاحیہ بلاگر

جعفر : بہت خوب

محمد خرم : یورپین پاکستانی

حیدرآبادی : انڈین پاکستانی

حجاب یاشب : شرارتی بلاگر

سیدہ شگفتہ : محترمہ اردو

اگر کسی کو کوئی جملہ یا لفظ برا لگے تو معذرت قبل از گرفتاری

پندرہ : ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

اچھی تحریریں تھیں سب کی

سولہ : ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگرز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔

وہ فوٹو گرافی والی تحریر میں شائع کروں گا

سترہ : کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

سب کو

اٹھارہ : بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

پاکستان کی تعمیر میں اگر کوئی حصہ ڈال سکوں بس

انیس : ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

بہت مزہ آیا، بہت اچھا خیال تھا، اور سب بلاگرز کو چاہیے کہ بقیہ بلاگرز کی تحریروں پر تبصرہ کرکے ان کی حوصلہ افزائی کریں، میرے خیال سے آپ کی تحریر پر چند تبصرے آپ کا کلو ڈیڑھ خون تو بڑھا ہی دیتے ہیں۔

یوم فوٹو گرافی

یوم ٹیگ ویوم عکس بندی از راشد کامران

یوم ٹیگ ویوم عکس بندی۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

ہفتہ بلاگستان اب آخری مراحل میں داخل ہوچکا ہے اور تاخیر کے سبب ٹیگ اور عکس بندی ایک ہی پوسٹ میں نمٹارہا ہوں۔ ٹیگ کا سلسلہ شگفتہ صاحبہ کے بلاگ سے شروع ہوا اور پہلے ہی کئی لوگ اپنا ٹیگ نمٹا چکے اور مجھ تک یہ پہنچا جعفر کے توسط سے۔ تو یہ رہے کچھ جوابات جن میں دلچسپی کا عنصر ڈھونڈنا آپ کی اپنی ذمہ داری ہے اور ادارہ ہر قسم کے نتائج سے بری الذمہ ہے۔

آپ کا نام یا نک؟ اگر اصل نام شیئر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

راشد کامران۔ کیونکہ دونوں نام عموماً پہلے نام کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں چناچہ کبھی کہیں آئی ڈی بنانے میں دشواری نہیں ہوئی 🙂

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔

ربط تو جی یہ رہا اوپر جس کے ذریعے آپ یہاں پہنچ ہی چکے ہیں۔ بلاگ کا نام اُسی خواہش کا تسلسل ہے جو فیض نے اس مصرع میں بیان کی ہے

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

پہلا اردو بلاگ ستمبر 2005 میں لکھا تھا لیکن منتقلی کی وجہ سے کچھ شروع کے بلاگ اس جگہ دستیاب نہیں۔

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یا دے چکے ہیں؟ ربط پلیز

گھر میں تو جی سب مرضی کے مالک ہیں؛ ویسے بھائی بہنوں کو مشورہ دیا تھا لیکن گھر کی مرغی دال برابر۔

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

مکالمہ لکھنا ہے اور اچھے طریقے سے لکھنا ہے موضوع چاہے کوئی بھی ہو۔ مکالمہ لکھتے ہوئے بورڈ لڑ کھڑا جاتا ہے۔

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟) مؤخرالذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جاسکتا ہے تو ربط بھی (

بلاگ تو لوگوں کی اردو سے محبت کی وجہ سے زندہ ہے کیونکہ کچھ لوگ مستقل حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو انسان کی لگن میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں۔

ہمارے موبائل میں ایس ایم ایس کہاں۔ ای میلز ہیں جو کسی کے کچھ کام کی نہیں۔

آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟)

مادری زبان ٹھہری تو دلچسپی نا ہونے کا کچھ سبب بھی نہیں اور پھر حال دل کا بیان اسی زبان میں ممکن ہے۔

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگرز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

اردو بلاگ دنیا بالکل روزانہ وزٹ کرتے ہیں بلکہ گھنٹے گھنٹے میں وزٹ کرتے ہیں تو جو بلاگ جس دن لکھا جائے اسی دن پڑھ لیا جاتا ہے اور اردو سیارہ نقطہ آغاز۔

آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

میرا خیال ہے کہ میرا چھوٹا بھائی، ایک دوست عمران اور پھر میرا پاکستان والے افضل جاوید۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔

تبصرے سارے جی شاندار ہوتے ہیں بلکہ کئی دفعہ تو بے جان تحریر پر ایسے جاندار تبصرے ہوتے ہیں کہ واہ واہ۔ ربط تو ڈھونڈنا ممکن نہیں لیکن میرا پاکستان کے بلاگ پر کچھ موضوعات اور ہم عورتوں کی کیوں گھورتے ہیں؟ والی تھریڈ پر تو کیا تبصرے ہوئے تھے جی۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

تمام لوگ اس ہفتہ چھا گئے ہیں لیکن عمر احمد بنگش نے ایک جملہ لکھا تھا "میں بڑا معصوم تھا، سبھی ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ نہیں بھی ہوتے، جیسے نومی نہیں تھا"۔ واہ جی واہ میرا خیال ہے گولڈ میڈل عمر صاحب کا ہوا۔

ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم "یوم بلاگستان" منایا کریں گے آپ کے خیال میں "یوم بلاگستان" ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

قدر کھو دیتا ہے روز کا آنا جانا۔۔ تو میرا خیال ہے یہ سالانہ کے حساب سے درست رہے گا تاکہ دلچسپی کا عنصر برقرار رہے یہ کیا جاسکتا ہے کہ منظر نامہ ایوارڈز سے تھوڑا پہلے اس کا انعقاد کیا جائے جس سے کمیونٹی متحرک ہو اور اس کے فوراً بعد ایوارڈز کا انعقاد کر لیا جائے تو زیادہ لوگوں کی شراکت ممکن ہوگی۔

مختلف بلاگرز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

یہ تو خاور صاحب نے گھڑیاں بنا کر بحسن خوبی منسوب کر دیا ہے۔

ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل تحریریں جو آپ کو پسند آئی ہوں؟

ہفتہ بلاگستان میں ساری تحریریں ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے جناب لیکن کچھ جو میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھی یا کسی کو پڑھنے کا مشورہ دیا ہے ان میں

زیک کی اردو بلاگنگ والی تحریر

عمر احمد بنگش کی بچپن اور مرغبانی والی تحریریں

جعفر کا کھلا خط بنام سہراب مرز

خاور کی بلاگنگ کیا ہے والی

عنیقہ ناز کی کونسی تعلیم والی

ڈفرستان پر شائع شدہ ایک دونی دونی والی شاہ‌ی دار نے لکھی تھی

میرا پاکستان کے افضل صاحب کی کتے والی۔ اور مزید کئی لوگوں کی جو فی الحال ذہن میں بھی نہیں

کن بلاگرز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

میرا تو خیال ہے کہ تمام بلاگرز کو باقاعدگی سے لکھنا چاہیے تاکہ موضوعات اور اسلوب میں تنوع پیدا ہو خصوصاً دو بلاگرز ابوشامل اور شاہ فیصل سے مؤدبانہ گزارش کی جاسکتی ہے کہ جناب کچھ بلاگ کا اور کچھ قارئین کا خیال کریں۔

ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات ؟

توقع سے کہیں زیادہ کامیاب اور بلاگر کا جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔

اس ٹیگ میں کوئی بھی ایک سوال اپنی جانب سے شامل کریں اور اس کا جواب بھی لکھیں؟

سوال۔ پاکستان کی قومی زبان اردو، قومی ترانہ فارسی اور آئین انگریزی میں کیوں ہے؟

سوال۔ گھوڑا گھاس سے یاری کرے تو اسے کیا کھانا چاہیے؟

جو جو بلاگرز ابھی تک سلسلے میں شامل نہیں ہوئے ہیں اب سب کو ٹیگا جاتا ہے۔ خصوصا

منیر عباسی

محمد وارث

خرم بھٹی

شاہ فیصل

نعمان اور

ابو شامل سے گزارش ہے کہ مصروفیات سے کچھ وقت نکالیں۔

یوم فوٹو گرافی از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : فوٹو گرافی

ہفتہ بلاگستان میں ایک دن فوٹو گرافی کا بھی تھا تو کچھ تصویریں ابھی باقی اگلی پوسٹ میں

سب سے پہلے تو یہ بیڈ پر قبضہ گروپ الہ دین کے چراغ کے ساتھ

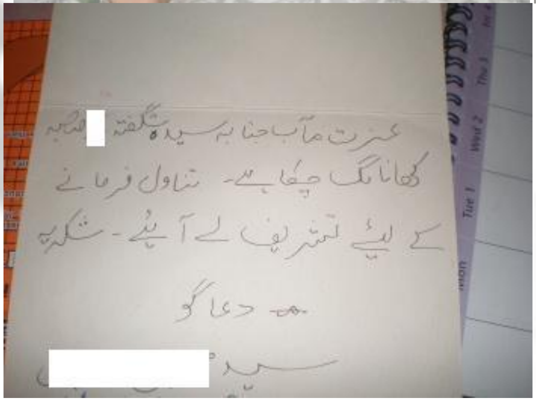

میری عزت افزائی کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا کبھی بھی ہو سکتی ہے اور کسی کے بھی ہاتھوں ہو جایا کرتی ہے، بس اللہ میاں نے بڑی عزت دی ہوئی ہے۔۔۔ جیسے پچھلے سال کھانا لگ جانے کے بعد کھانے کے لیے پہنچنے میں ذرا سی کیا ہوئی بذریعہ کارڈ مدعو کر دیا بھائی نے۔۔۔ یہ دیکھیں ایسے۔۔۔ ۔نادر مواقع کی تصویر بنانے کا موقع کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے اور تصویروں سے رنگ غائب کرنے کا بھی مجھے بڑا شوق ہے

یوم فوٹو گرافی از شاہدہ اکرم

ہفتہ ءِ بلاگِستان ،یومِ فوٹو گرافی

ہفتہ ءِ بلاگِستان کے آخری مرحلے میں یومِ فوٹو ُگرافی کا دور ہے اور ہم ٹھہرے کولمبس ،خُوب گُھومنے پِھرنے کے شوقین اور ہر جگہ کی تصویروں کے ساتھ یادگاریں اِکٹھی کرنے والے مُلکوں مُلکوں گھومنے کے بعد ہر جگہ کی ہزاروں تصویریں یادگار کے طور پر محفُوظ ہیں ایسے میں صِرف چند کی شرط بہُت عجیب سی ہے پِھر بھی صِرف مُتحِدہ عرب امارات کی تصویریں ہی لگا رہی ہُوں ورنہ میری پسندیدہ ترین دو جگھوں کی تصویریں ہیں ایک نیا گرا فال کی جِنہیں دیکھ کر ایک لمحے کو تو خُدا کی قُدرت کو دیکھ کر سانسیں رُکتی محسُوس ہوتی ہیں بے حد خُوبصُورت اور بے حدو بے حِساب چوڑائ میں پھیلی یہ فال قُدرت کا ایک ایسا حسین شاہکار ہے جو واقعی قابلِ دید ہے اور دُوسے نمبر پر جرمنی میں ہِٹلر کی یادگار جو مبہُوت کر دیتی ہے اور خاص طور پر وہاں جنگ کی یادگاریں اور قبریں ایسا لگتا ہے جیسے ابھی ابھی یہ سب بنایا گیا ہو لیکِن فی الحال تو آپ دُبئ ،ابُو ظھبی اور العین کی چند تصویریں مُلاحِظہ کریں

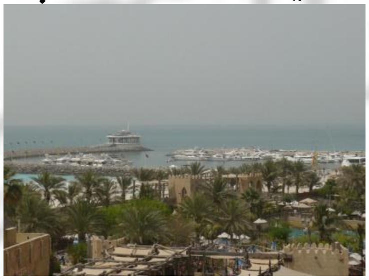

سب سے پہلے وائلڈ وادی جو دُبئ میں واقعہ سیاحوں کی جنّت کہی جاتی ہے وہاں سے لی گئ یہ تصویر دیکھیں جو قریب قریب اسی میٹر بُلندی سے لی گئ ہے دیکھیں بُلندی میں اگر کُچھ غلطی کر گئ ہُوں تو معزرت خواہ ہُوں بعد میں تصدیق کرکے دُرست کر دُوں گی

اور یہ تصویر العین رُوکی ہے خُشک پہاڑوں کے سِلسِلے کی بیک گراؤنڈ میں لی گئ یہ تصویر مُجھے اِس لۓ بہُت پسند ہے کہ اللہ کی قُدرت کے رنگ ہیں کیا خُوبصُورت لِباس ہے ذرا لائینوں کی ڈیزائینگ دیکھیں

یہ تصویر بھی العین رُوکی ہے دیکھیں ذرا یہ اُلو کِتنا اُلو لگ رہا ہے نا

العین میں ہی جاتے ہُوئے یہ منظر اپنی سرسبزی کی وجہ سے بہُت اچھا لگا کہ یہاں سبزہ دیکھنا ایک بہُت خُوش کُن عمل ہے

العین کی ایک مشہور پہاڑی ہے جبلِ حفیت یہ تصویر اُوپر سے بہُت خطرناک جگہ سے لی تھی

اور یہ بھی راستے میں رُک کر پُورے منظر کو کور کرتی ایک تصویر ہے

پُورے العین کا ایک حسین نظارہ بُلندی سے

العین میں ہی ایک قُدرتی گرم چشمہ جو سخت سردی میں اِتنا گرم ہوتا ہے کہ باقاعدہ اُبل رہا ہوتا ہے درختوں کی چھاؤں میں گرم پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھنا بہُت مزے کی بات ہوتی ہے لیکن یاد رہے سردیوں میں

دُبئی میں ڈیزرٹ سفاری کے دوران رات کو لی گئی ایک تصویر، صحرا کی رات کے عُنوان سے

ڈیزرٹ سفاری کے ہی موقعے پر دیکھیں ذرا اِن شریف ایگلز کو لیکن ذرا غور کریں اِن کی آنکھیں اور ٹانگیں باندھی گئی ہیں اور قریب جانے پر بے چاروں کو اِتنا غُصّہ آتا تھا کہ ذرا ہمیں چھوڑو تو تمہیں بتائیں

اور اِن صاحب کو تو باندھا بھی نہیں گیا اور میں نے ہاتھ میں لے کر تصویر بھی بنائ، ہے نا عجیب بات اندر دِل کی حالت تو شکل پر نظر آ رہی تھی نا جو اِنتہائ مضحکہ خیز تھی

اور یہ تصویر ابُو ظہبی میں ہُوئے ایک میُوزِک فیسٹیول کی ہے جو کار نیش یعنی ساحلِ سمُندر پر ہُوا ایک مُحترمہ نے اپنے فن کے جوہر دِکھائے، زمین پر ایک لکڑی کے تختے پر مُختلِف انواع و اقسام کے خُشک اجناس ایک ترتیب سے سجائے گۓ ہیں دالیں مونگ، مسُور، ماش کالے کاش، لال مِرچ ڈنڈ یوں سمیت، کھیرے، چاول، لال لوبیا، سفید لوبیا گرم مصالحے اور قریب قریب سارے مصالحہ جات بہُت خُوبصُورتی اور ترتیب سے لگائے گۓ تھے
اور یہ نقلی ایگل بھی میُوزِک فیسٹیول کا ہی حِصّہ تھا جو بچوں اور بڑوں کی یکساں توجہ کا مرکز تھا

اور یہ ہے ایک اور زبردست تصویر ابُو ظہبی کی آئِل فیلڈ واوں کی سالانہ ایوارڈ کی تقریب جِس میں دس، پندرہ، بیس اور پچیس سال تک مُلازمت کرنے والوں کو کِسی پانچ سِتارہ ہوٹّل میں فیملی سمیت دعوت دی جاتی ہے بڑی شاندار قِسم کی، لیکِن یاں بات یہ ہے کہ کیک کی بڑائ تو خیر مہمانوں کی گُنجائِش کی وجہ سے ہے اصل بات کیک کو کاٹنے کی ہے جو تلوار سے کاٹا جا رہا ہے اِسے کہتے ہیں اِنفرادیت، تصویر کے بہُت زیادہ واضح نا ہونے پر معزرت کے سامنے لگی سکرین پر کیک کاٹنے کی تصویر کیمرے کو زُوم کرکے لی گئ تھی
) یہ سب تصویریں یومِ فوٹو گرافی کے لۓ ترتیب دی تھیں لیکِن بلاگ جواب دے گیا تو بہُت دُکھ ہُوا کہ اب تو مُقررہ مُدّت ختم ہو چُکی ہے جب بلاگ بحال ہُوا ہے لیکِن کل جب اِسی موضُوع پر حجاب سے چیٹ ہُوئ تو کہنے لگی اب لگا دیں شگُفتہ نے کہا ہے کہ اب لگا دو سوا بھی اِتنی تصویر یں دیکھیں باقی شام کو لگاؤں گی (

یوم فوٹو گرافی ازعنیقہ ناز

یوم فوٹو گرافی

قصہ گوادر میں ایک صبح مچھلی پکڑنے کا۔بزبان تصویر۔

وقت؛دسمبر،۲۰۰۸

ہم جائے وقوع پر پہنچے تو سورج نکل رہا تھا۔

ناشتہ کیا گیا۔

داداجی اورانکی پوتی نے تصویریں بنوائیں۔

اب ذرافشنگ راڈ سیٹ کر لی جائے

GOSHA-E-BLOGGERS اردو لائبریری گوشہ بلاگرز URDU LIBRARY

مدد چاہئیے جناب۔

ہمیں تو یہاں مزہ آرہا ہے۔

یہ جگہ بڑی اچھی ہے۔ دور تک نظر آرہا ہے۔

۔کیا بوریت ہے

ارے یہ تو مچھلی پکڑی گئی۔

یوم فوٹو گرافی از ماورا

ہفتہ بلاگستان : یومِ فوٹو گرافی

یومِ فوٹو گرافی کے لیے نئی تصویر تو نہیں لے سکی، اس لیے کچھ پرانی تصویریں پوسٹ کر رہی ہوں .

یہ تصویر اوسلو کی ایک جھیل کی ہے . جس کا نام Sognsvann ہے۔

اور اس بگلے کی تصویر بھی یہیں لی تھی . جس نے خاص طور پر میرے کہنے پر اپنی یہ تصویر بنوائی تھی :) .

کچھ تصاویر از محمد خرم بشیر بھٹی

کچھ تصاویر اِدھر اُدھر سے

ہفتہ بلاگستان کے سلسلہ میں ایک کھیل تصویر کشی کا بھی رکھا گیا سو اس سلسلے میں کچھ تصاویر پیش خدمت ہیں۔

ڈزنی کی میجک کنگڈم میں خدیجہ اور میں نور اور اس کی اماں کا انتظار کر رہے تھے کہ خدیجہ کے ہاتھ میرے فون کا ہولسٹر آگیا۔

اس روز اپیکاٹ میں بہت گرمی تھی اور نور کو پنکھا چلانے کا شوق پورا کرنے کا خوب موقع ملا۔

ریاست غربی ورجینیا میں پہاڑی دریا۔

خدیجہ پھولوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے۔

نور جنگل میں اپنی گیند کے ساتھ

ایک پکی سڑک

گلینا (الی نوائے) کا ایک منظر

چڑھتی صبح کی دھوپ کے کچھ مناظر

فوٹو گرافی از میرا پاکستان

فوٹو گرافی۔ہفتہ بلاگستان

ہمیں بھی ایک دور میں فوٹو گرافی کا بہت شوق تھا اور ان تصاویر کی ایک سے زیادہ البم ہمارے پاس اب بھی موجود ہیں۔ تمام تصاویر میں دو ہماری فوٹو گرافی کا شاہکار ہیں۔ ایک میں ہمارے ایک دوست جنہوں نے ٹنڈ کرار کھی تھی سورج مکھی کے پھول کے پاس کھڑے تھے کہ ہم نے تصویر کھینچ لی۔ ان کی ٹنڈ اور سورج مکھی کے پھول کا امتزاج بہت بھلا لگا تھا مگر افسوس وہ تصویر ہمیں مل نہیں پائی۔ کچھ عرصہ قبل ہم ایک عزیز سے ملنے گاؤں گئے تو ایک جگہ گدھے کو دیکھ کر ہمارے بچے اس پر سواری کی ضد کرنے لگے۔ لیکن جب گدھے کے پاس پہنچے تو بچے گدھے سے ڈر گئے۔ ایک مقامی سکول ماسٹر جو یہ تماشا دیکھ رہے تھے بچوں کا ڈر دور کرنے کیلیے گدھے پر جا بیٹھے، ہم نے کیمرہ نکال لیا۔ انہوں نے کیمرہ دیکھتے ہی گدھے سے یہ کہہ کر چھلانگ لگادی کہ ان کی تصویر نہ بنانا۔ لیکن اس دوران کیمرہ حرکت میں آچکا تھا اور ان کی تصویر چھلانگ کی تیاری کرتے ہوئے ہمارے کیمرے میں محفوظ ہوگئی۔

یوم فوٹو گرافی از کامران اصغر

محنت کش چھوٹے

بچے معصوم ہوتے ہیں بچے پھول ہوتے ہیں گھر کی رونق ہوتے ہیں جس طرح ماں باپ کو بچوں کا مان ہوتا ہے اسی طرح بچوں کو بھی اپنے ماں باپ کا مان ہوتا ہے۔ ہم روزمرہ زندگی میں اپنے ارد گرد کتنے ہی ایسے بچے دیکھتے ہیں جن کے کھیلنے اور سکول جانے کے دن ہیں مگر حالات کے بھنور

میں پھنسے یہ معصوم جانے کون مسیحاان کو اس بھنور سے نکالے گا۔ یہ بچے جن کا بچپن محنت مشقت میں گھل رہاہے کیاان بچوں کو نارمل زندگی جینے کاحق نہیں۔ میرا موضوع پاکستان میں چائلڈ لیبر۔

گلاب کا پھول از یاسر عمران مرزا

گلاب کا پھول –یوم فوٹو گرافی ہفتہ بلاگستان

پھول قدرتی رعنائی کا ایک خوبصورت شاہکار ہے، اور گلاب سب پھولوں کا بادشاہ، یہ تصاویر میں نے مصنوعی پھولوں کی ایک دکان پر بنائی، امید ہے آپ کو پسند آئیں گی۔

یوم ٹیکنالوجی

یوم ٹیکنالوجی از زیک

ہفتہ بلاگستان: یوم ٹیکنالوجی

ہفتہ بلاگستان آج اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ سو آخری قسط حاضر ہے۔

ٹیکنالوجی اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کچھ لوگوں کا تو کہنا ہے کہ یہ ٹیکنالوجی ہی ہے جو ہمیں جانوروں سے ممیّز کرتی ہے۔ اگرچہ کچھ جانور بھی محدود طور پر اوزار کا استعمال کرتے ہیں مگر انسان اوزار ایجاد کرنے اور مختلف ٹکنیکس استعمال کرنے میں ایک علیحدہ ہی کلاس میں ہے۔ اس کا آغاز لاکھوں سال پہلے ہوموایریکٹس کے پتھر کے اوزار بنانے سے ہوتا ہے۔ مختلف ماہرِ عمرانیات و آنتھروپالوجی ٹیکنالوجی کی تاریخ کو مختلف طریقوں سے تقسیم کرتے ہیں۔ ماضی کی اہم ٹیکنالوجی میں پتھر کے اوزار (25 لاکھ سال پہلے)، آگ کا استعمال (شاید 10 سے 15 لاکھ سال پہلے)، کپڑے (ایک لاکھ سال پہلے)، جانوروں کو پالتو بنانا (15 ہزار سال پہلے)، زراعت (10 ہزار سال پہلے)، تانبا، کانسی اور پھر لوہے کا استعمال، پہیہ (6 ہزار سال پہلے)، لکھائی (6 ہزار سال پہلے) وغیرہ ہیں۔ ان مختلف ٹیکنالوجیز کی بدولت انسان شکار اور چیزیں اکٹھی کرنے سے بڑھ کر گنجان آباد زرعی سوسائٹی کا حصہ بنا۔ پھر اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں صنعتی انقلاب نے پہلے یورپ اور پھر دنیا کو بدل دیا۔

آج ہم post-industrial دور سے گزر رہے ہیں جہاں انفارمیشن کے انقلاب نے دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والوں کو قریب تر کر دیا ہے۔ کمپیوٹر، ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور سروس اکنامی ہمارے دور کی اہم ایجادات ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم باہم رابطے میں پرانے وقتوں سے بہت مختلف حالات میں رہتے ہیں بلکہ آج ترقی یافتہ ممالک میں صنعت سے زیادہ اہم انفارمیشن ہے اور بہت سے لوگ manufacturing کی بجائے information سے متعلقہ جاب کر رہے ہیں جن میں معلومات کو اخذ کرنا، انہیں شیئر کرنا، تعلیم، ریسرچ وغیرہ شامل ہیں۔

کل ہمیں کیسی ٹیکنالوجی دکھائے گا؟ اس سوال کا جواب ایک لحاظ سے مشکل ہے کہ ہم اپنے کل کو آج ہی کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ جیسے بیسویں صدی کے پہلے حصے کے لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے ان کے زمانے میں گاڑی اور جہاز کی ایجاد سے سفر بہت آسان ہوا اسی طرح مستقبل میں اسی فیلڈ میں ترقی ہوگی اور انتہائی تیز رفتار اور فضائی کاریں دستیاب ہوں گی۔ ایسا نہ ہو سکا بلکہ تیز رفتار کنکورڈ جہاز کچھ عرصہ پہلے بند ہو گیا۔ مگر آج ہوائی سفر اتنا سستا اور آسان ہو چکا ہے کہ سال میں کروڑوں لوگ دور دور کا سفر کرتے ہیں۔ اسی طرح 1969 میں چاند پر قدم رکھنے کے بعد انسان کا خیال تھا کہ چند ہی دہائیوں میں انسان خلاؤں کا سفر کرے گا مگر آج ہمیں لگتا ہے کہ unmanned space exploration ہی پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ روبوٹس اور آرٹیفیشل انٹیلیجنس اگرچہ کافی کامیاب رہے مگر ساتھ ہی انتہائی مشکل ثابت ہوئے۔ روبوٹس کا استعمال صنعت میں تو عام ہے مگر سائنس فکشن کے انداز میں مصنوعی ذہانت سے بھرپور جنرل پرپز روبوٹس دیکھنے میں نہیں آئے۔

ہم انفارمیشن کے زمانے میں رہتے ہیں تو بہت سی انفارمیشن آج ڈیجیٹل شکل میں دستیاب ہے اور اسے کمپیوٹرز سے پراسیس کیا جا سکتا ہے۔ اس سے جہاں معلومات کو دنیا بھر میں پھیلانا آسان ہو گیا ہے اسی طرح انٹلیکچوئل پراپرٹی اور پرائیویسی بھی متاثر ہوئی ہے۔ آج بہت لوگ آسانی سے گانے اور فلمیں کاپی کر کے مفت میں بانٹ سکتے ہیں جس پر میوزک اور فلم انڈسٹری نالاں ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمارے متعلق بہت سی معلومات بھی ڈیجیٹل فارمیٹ میں دستیاب ہیں۔ مثال کے طور پر ہم آجکل ای ٹکٹ پر جہاز میں سفر کرتے ہیں اور ہماری جہاز، ہوٹل، کار وغیرہ کی بکنگ تمام آن لائن ہی ہوتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ اور بنک اکاؤنٹ کا تمام ریکارڈ بھی آن لائن ہوتا ہے۔ یہ تو پھر پرائیویٹ ڈیٹا ہے مگر ہمارے بلاگ، فورم، ٹویٹر، فیس بک وغیرہ بھی ہمارے متعلق بہت سی معلومات رکھتے ہیں۔ اسی طرح فون بک بھی آن لائن ہیں اور بہت سے کالج اور یونیورسٹی کی ڈائریکٹری بھی۔ ہم آن لائن سٹور سے خریداری کرتے ہیں تو وہ ڈیٹا بھی ہے اور اگر کسی لوکل سپر سٹور سے تو اس کے ڈسکاؤنٹ کارڈ ہیں جن سے آپ کی خریداری ٹریک کی جا سکتی ہے۔ بہت سے پبلک مقامات پر کیمرے نصب ہیں اور ہمارے سیل فون میں بھی اکثر assisted GPS موجود ہیں جن سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آپ اس وقت کدھر موجود ہیں۔

چہرے پہچاننے کی ٹیکنالوجی بھی اب کافی حد تک میچور ہو رہی ہے اور وہ وقت شاید دور نہیں جب آپ کہیں بھی جائیں تو خود بخود آپ کو پہچان لیا جائے۔ اس سب ڈیٹا کو کون کب اور کیسے استعمال کر سکتا ہے اس بارے میں ابھی فیصلہ مشکل ہے البتہ یہ لازم ہے کہ کچھ نسلوں بعد انسان کی پرائیویسی کا آئیڈیا آج سے کافی مختلف ہو گا۔

سال کے شروع میں ایج نے سائنسدانوں، مصنفین اور نامور لوگوں سے پوچھا کہ ان کے خیال میں ان کی زندگی میں ایسا کونسا سائنسی آئیڈیا سامنے آئے گا جو دنیا کو بدل ڈالے گا۔ ہر کسی نے اپنا خیال پیش کیا۔ اگر مجھ سے پوچھتے تو میرا جواب ہوتا : بائیوٹیکنالوجی۔ اس میں سٹیفن پنکر کا اپنا ذاتی جینوم sequence کرانا اور اس کے نتیجے میں آپ کی جینز کے مطابق آپ کے ڈاکٹر کا آپ کا علاج کرنا بھی شامل ہے اور جینز یعنی وراثت کے ذریعہ پھیلنے والی بیماریوں کا تدارک بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ جینز کی بدولت ہم شاید یہ بھی معلوم کر سکیں کہ ہمارے اباؤاجداد کہاں سے تھے۔

کیا ہم مستقبل کی ٹیکنالوجی سے مثبت فوائد حاصل کر سکتے ہیں؟ ایک ٹیکنوفائل کی حیثیت سے میں تو یہی کہوں گا کہ بالکل بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہی ہمیں کئی مسائل سے نجات دلانے میں مدد و معاون ثابت ہو گی۔ گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں انسان اور دنیا جس تباہی اور تبدیلی کا شکار ہو رہی ہے اور ہو گی اس کا تدارک energy conservation کے ساتھ ساتھ نئی ٹیکنالوجی کی ایجاد اور استعمال بھی ہو گا۔

سائبر احتیاط از راشد کامران

سائبر احتیاط۔ ہفتہ بلاگستان کی خصوصی تحریر

ہفتہ بلاگستان کے سلسلے کی آخری تحریر یوم ٹیکنالوجی کے حوالے سے لکھی جاتی ہے اور موجودہ صورت حال میں ایک مناسب خیال یہی معلوم ہوا کے انٹرنیٹ پر شناخت، ڈیٹا اور ڈیجیٹل اثاثوں کی حفاظت کے لیے کچھ چیزوں پر گفتگو کی جائے۔ میری کوشش ہو گی کہ عام فہم اور غیر تیکنیکی زبان میں تمام لوگوں کی دلچسپی کے حوالے سے یہ پوسٹ تشکیل دی جائے لیکن اگر کسی خاص چیز کی مزید تشریح کی ضرورت ہو تو تبصروں کے صفحات حاضر ہیں۔

انٹرنیٹ بینکنگ، کریڈٹ کارڈ اور آن لائن شاپنگ۔

انٹرنیٹ بینکنگ آہستہ آہستہ سہولت سے بڑھ کر ضرورت بننا شروع ہو گئی ہے۔ جہاں کئی فوری سہولیات انٹرنیٹ بینکنگ سے پہلے ناممکنات میں شمار کی جاتی تھیں اب ایک عام سی بات بن کر رہ گئی ہیں وہیں کچھ ایسے خطرات بھی روزمرہ بینکنگ کا حصہ بن گئے ہیں جو انٹرنیٹ بینکنگ سے پہلے ناپید تھے۔ انٹرنیٹ بینکنگ کی سہولت کو محفوظ طریقے سے استعمال کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات ہمیشہ ذہن میں رکھیے۔

ہمیشہ بینک کی ویب سائٹ تک اپنے محفوظ شدہ بک مارک یا براہ راست ٹائپنگ کے ذریعے رسائی حاصل کریں۔ ای میل، ایس ایم ایس یا دوسری ڈیجیٹل دستاویزات میں موجود لنکس چاہے بظاہر محفوظ نظر آتے ہوں استعمال کرنے سے گریز کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ جو لنک ای میل یا ایس ایم

ایس میں ظاہر ہو رہا ہوا اصل ربط بھی آپ کو اسی ویب سائٹ پر لے کر جائے۔ جعلی ای میلز غیر قانونی ذرائع سے آپ کے اکاؤنٹ تک رسائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اپنا آئی ڈی اور پاس ورڈ استعمال کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیں کہ بنک ویب سائٹ مناسب طریقے سے سیکیور کی گئی ہے اور توثیقی سیکیورٹی سرٹیفیکیٹ بھی موجود ہے۔ جدید ویب براؤزرز آپ کے لیے ان تمام چیزوں کو بڑی حد تک یقینی بناتے ہیں چنانچہ حساس ڈیٹا تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اپنے براؤزر پر اعتماد کریں اور اس کے مختلف اشاروں پر نظر رکھیں اور ان کی مکمل معلومات رکھیں۔ محفوظ ویب سائٹس کئی طرح سے پرکھی جا سکتی ہیں۔ آپ براؤزر کے اسٹیٹس بار میں انتہائی دائیں جانب ایک تالے کے نشان پر ڈبل کلک کر کے سرٹیفیکیٹ چیک کر سکتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ تمام نئے براؤزر سرٹیکفیٹ کو خودکار طریقے سے پرکھ کر یو آر ایل بار کے بائیں جانب سبز، پیلا، نیلا یا سرخ رنگ کا نشان بنا دیتے ہیں۔ سرخ رنگ نمایاں ہونے کی صورت میں براؤز ویسے بھی آپ کو انتباہ کرے گا اور فوری طور پر آپ کو اس ویب سائٹ کو بند کر دینا چاہیے۔ پیلا اور نیلا رنگ ایک درست سرٹیفیکیٹ کی نشاندہی کرتا ہے اور سبز رنگ بینک یا ادارے کے ایکسٹینڈڈ ویلیڈیشن سرٹیفیکیٹ کی نشاندہی کرتا ہے جو کم از کم اب بینکوں کو استعمال کرنی چاہیے۔

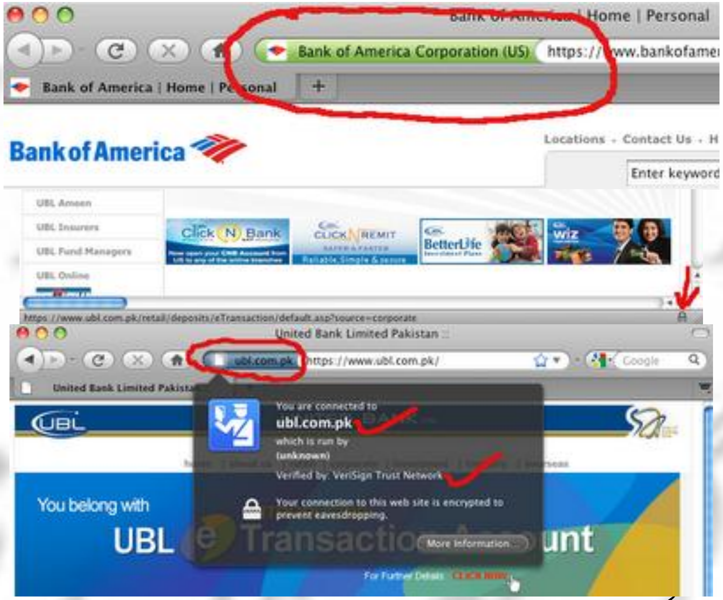

اپنا آئی ڈی، پاس ورڈ اور کارڈز ہمیشہ محفوظ رکھیں اور قریبی رشتہ داروں کو بھی ایڈیشنل کارڈ یا ایڈیشنل اکاؤنٹ کے ذریعے محدود رسائی فراہم کریں۔

کسی بھی پبلک کمپیوٹر جیسے سائبر کیفے، پبلک ہاٹ اسپاٹ یعنی کافی شاپ، شاپنگ مال اور ایئر پورٹ پر بینک اکاؤنٹ استعمال کرنے سے گریز کریں کیونکہ کی بورڈ لاگنگ اور ہاٹ اسپاٹ مانیٹرنگ ٹولز کے ذریعے آپ کے اکاؤنٹ کی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

غیر محفوظ یا غیر مقبول ویب سائٹس سے شاپنگ کرتے ہوئے اپنا ڈیبٹ یا کریڈٹ کارڈ استعمال نہ کریں۔ ایسی ویب سائٹس پر شاپنگ کرنے کے لیے پے گیٹ وے جیسے پے پال، گوگل چیک آؤٹ یا ورچوئل کارڈ استعمال کریں۔

اپنا آن لائن اکاؤنٹ روزانہ اور اگر ممکن نہ ہو تو ہفتے میں دو سے تین دفعہ ضرور چیک کریں تاکہ تمام ٹرانزیکشنز پر نظر رکھی جا سکے۔

اکثر بینک خودکار ای میل اور ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کرتے ہیں جو کسی خاص حد سے بڑی ٹرانزیکشن یا کسی دوسری غیر معمولی صورت حال میں آپ کو فوری اطلاع دیتے ہیں ہر ممکن کوشش کریں کہ آپ اس سہولت کا مناسب استعمال کر رہے ہیں تاکہ کسی بھی ناخوشگوار صورتحال کی بروقت اطلاع مل سکے۔

اپنے حقوق سے مکمل آگاہی حاصل کریں تاکہ کسی بھی واقعے کی صورت میں آپ کے نقصان کی تلافی ہوسکے اور بینک یا ادارے کی کسی غلطی کا خمیازہ آپ کو اپنی جمع پونجی سے ہاتھ دھو کر نہ بھگتنا پڑے۔

ای میل اور سوشل نیٹ ورکنگ

انٹرنیٹ استعمال کرنے والا شاید ہی کوئی شخص ان دو سہولیات سے ناواقف ہوگا۔ای میل اور سوشل نیٹ ورکنگ نا صرف یہ کہ ہمارے معاشرتی رویوں میں بڑی تبدیلی لارہے ہیں بلکہ یہ ان طور طریقوں میں تبدیلی لارہے ہیں جو صدیوں سے جرائم پیشہ لوگ امن پسند لوگوں کو ہراساں کرنے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ایک مہذب اور خوشگوار انٹرنیٹ تجربہ برقرار رکھنے کے لیے ان چند چیزوں پر عمل کیا جاسکتا ہے۔
اجنبی لوگوں سے روابط کم سے کم رکھیں خاص طور پر غیر معقول شناخت استعمال کرنے والے سائبر منّے آپ کو یا آپ کی شہرت کو بڑا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔
سوشل نیٹ ورک یا ایسی تمام ویب سائٹس جہاں آپ کی ذاتی معلومات بطور پروفائل عام لوگوں کے لیے دستیاب ہوتی ہے وہاں مکمل معلومات دینے سے گریز کریں۔ کبھی بھی اپنی مکمل تاریخ پیدائش، اپنی والدہ کا نام یا ایسی کوئی بھی معلومات جس کا کسی دوسرے شخص کا جاننا آپ کی شناخت چوری کا سبب بن سکتا ہے انٹرنیٹ پر نا استعمال کریں۔
فیس بک، مائی اسپیس یا اسطرح کی دوسری ویب سائٹس پر اپنی پروفائل تک پہنچ کو محدود رکھیں تاکہ صرف آپ کے نیٹ ورک سے وابستہ لوگ ہی آپ کی ذاتی معلومات تک رسائی حاصل کریں۔

کسی بھی انجانی ای میل کو کھول کر دیکھنے یا اس میں موجود معلومات پر عمل کرنے سے بڑے نقصان اٹھانے پڑ سکتے ہیں۔ غیر ضروری ای میل سے سو فیصدی بچاؤ ممکن نہیں لیکن ان کو نظر انداز کردینا اور فوری طور پر اپنے سسٹم سے رفع کردینا زیادہ مناسب ہے۔اگر آپ ویب ای میل کے بجائے ڈیکس ٹاپ ای میل کلائنٹ کو فوقیت دیتے ہیں تو ای میل وائرس اور سیکیورٹی کے حوالے سے آپ کے خطرات میں کچھ حد تک اضافہ ہوجاتا ہے

چناچہ مشترکہ کمپیوٹر پر اپنا یوزر اکاؤنٹ علیحدہ رکھیں اور کسی بھی صورت ایزیکیوٹیبل فائلز ای میلز کے ذریعے وصول نہ کریں۔
اگر آپ کم عمر بچوں کے کمپیوٹر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں تو ان کی سائبر حرکات پر کڑی نگاہ رکھیں اور کسی بھی قسم کی انٹرنیٹ بدمعاشی کا شکار ہونے سے بھی بچائیں۔

عمومی احتیاط

آپ کا کمپیوٹر آپ کا اثاثہ ہے اس کی حفاظت کریں۔ عام طور پر سافٹ ویر کے غیر قانونی استعمال کے لیے ڈاؤن لوڈ کیے جانے والے پیچیز یا وہ پروگرام جو سافٹ ویر کی کو توڑتے ہیں یا سیریل نمبر کے لیے موجود سائٹس وائرس کا سب سے بڑا ماخذ ہوتی ہیں۔ جب آپ کسی سافٹ ویر کا کو ڈ بریک کرتے ہیں تو دراصل آپ ایک انجان ایپلیکشن کو اپنے کمپیوٹر پر مکمل اختیارات کا مالک بنا دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے کمپیوٹر وائرسز کا زیادہ شکار

ہوتے ہیں یا رہتے ہیں اور مناسب سافٹ ویر اپ ڈیٹس نہ ملنے کے سبب حل شدہ مسائل کا شکار بھی بنتے ہیں۔ اپنا کمپیوٹر سسٹم ہر صورت میں اپ ڈیٹ رکھیں۔ خاص طور پر اپنا ویب براوزر اور ای میل کلائنٹ جتنا جلدی ممکن ہو اپ ڈیٹ کر لیں۔

بیرونی میڈیا یعنی سی ڈی، فلاپی، یو ایس بی ڈسک کے استعمال میں احتیاط کریں اور جب بھی بیرونی میڈیا کا استعمال کریں اس بات کا اطمینان کر لیں کہ ایسا میڈیا وائرس سے پاک ہے۔
ضروری نہیں کہ ہر قسم کا وائرس آپ کے سسٹم کو نقصان ہی پہنچائے۔ کچھ کمپیوٹر وائرس محض آپ کے سسٹم کو بطور صارف کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں اور آپ کے سسٹم کی کمپیوٹنگ پاور آپ کے علم میں لائے بغیر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال پیر ٹو پیر نیٹ ورکنگ بھی ہے جہاں آپ ٹارینٹ کلائنٹ انسٹال کر کہ اپنے کمپیوٹر کے اثاثوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ شئر کرتے ہیں۔

کسی بھی قسم کی احتیاطی تدابیر پر عمل کرنے سے سو فیصد حفاظت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی لیکن احتیاطی تدابیر غیر معمولی صورت حال کے پیدا ہونے کے اسباب میں خاطر خواہ کمی لاتی ہیں اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے لیے خطرات کے اسباب کم سے کم رکھنا ہی دراصل کامیابی ہے۔

اومک ورڈپریس تھیم از ریحان علی

ہفتہ بلاگستان۔۔اومِک ورڈپریس تھیم

یوم ٹیکنالوجی کے لیے۔۔اومِک ورڈپریس تھیم کو اردو لوکلائیز کیا ہے۔

تھیم کے امیج فولڈر سے بینر اور پروفائل امیج کو موڈفائی کیا جاسکتا ہے۔ پروفائیل ڈیٹیل کو sidebar.php سے مدون کیا جاسکتا ہے۔ کمنٹ باکس میں اردو کلیدی تختہ شامل ہے مزید انگریزی تبصرات بھی شامل کیے جاسکتے ہیں۔

تھیم کو ڈائنلوڈ کریں۔

اردو بلاگرز کے لیے اسٹار سٹرک تھیم از ریحان علی

اردو بلاگرز کے لیے سٹار سٹرک تھیم

ہفتہ بلاگستان تو گزر چکا پر ایک اور تھیم کو اردو لوکلائیز کیا ہے۔.

تھیم کو ڈائنلوڈ کریں۔

انٹیرنیٹ پر مزید بہت سے فری تھیمز موجود ہیں۔۔ جو یہاں اس سائیٹ پر سے ڈائنلوڈ کیے جا سکتے ہیں۔ اردو لوکلائیزیشن کے لیے آپ مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

یوم ٹیکنالوجی : پہلی تحریر از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : یومِ ٹیکنالوجی : پہلی تحریر

ہفتہ بلاگستان میں کسی نے کوئی فرمائش کی ؟ نہیں کی تو پھر ایک فرمائش بھی ہو جائے یوم ٹیکنالوجی کے حوالے سے ۔۔۔ فرمائش یہ ہے کہ "اردو لائبریری بلاگ" کے لیے لائبریری کی مناسبت سے کسی اچھی سی تھیم کی نشاندہی کر دیں تاکہ اسے بلاگ کے لیے اردو ترجمہ کیا جائے، ربط یا روابط (اگر ایک سے زائد ہوں) یہاں فراہم کر دیں۔

شکریہ

یوم ٹیکنالوجی، دوسری تحریر۔ خلیج از سیدہ شگفتہ

ہفتہ بلاگستان : یوم ٹیکنالوجی > دوسری تحریر > خلیج

ہفتہ بلاگستان میں "یومِ ٹیکنالوجی" کے حوالے سے دوسری تحریر دراصل ایک تجویز ہے سوال کی صورت۔ اردو انٹرنیٹ کی دنیا میں بنیادی طور پر تین طرح کے افراد ہیں ایک وہ کٹیگری جس میں وہ تمام نام آ جاتے ہیں جو کمپیوٹر کا وسیع تر علم رکھتے ہیں اور ماہرین میں سے ہے جبکہ دوسری کٹیگری ان افراد کی ہے جو خود ماہر نہیں تاہم کسی حد تک علم رکھتے ہیں یا ابھی اس کا علم حاصل کر رہے ہیں یعنی کسی ادارے میں زیر تعلیم ہیں اور اپنی کوشش اور ماہرین کی مدد اور رہنمائی سے اپنے مسائل حل کر لیتے ہیں اور اردو انٹرنیٹ دنیا کا مفید حصہ بن رہے ہیں۔

ایک تیسری کٹیگری ایسے افراد کی ہے جن کے پاس صرف کمپیوٹر ہے اور انٹرنیٹ تک رسائی رکھتے ہیں یہ افراد مختلف شعبہ ہائے زندگی سے منسلک ہیں یا رہے ہیں اور مختلف صلاحیتوں کے حامل ہیں اور انٹرنیٹ اردو دنیا کو آگے لے جانے میں کئی زاویوں سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں تاہم کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی دنیا میں بنیادی معلومات نہ ہونے کے سبب یا تو کچھ نہیں کر پاتے اور . لوٹ جاتے ہیں یا پھر ایسی سائٹس تک محدود ہو جاتے ہیں جو محض وقت گذاری دلچسپیوں پر مشتمل ہوں۔۔۔اور شاید ایسے افراد کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی (؟)

پہلی دونوں کٹیگریز ایک دوسرے سے کسی نہ کسی حد تک ربط میں ہیں اور ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور ہو رہی ہیں تاہم تیسری کٹیگری ایک خلیج پر نظر آتی ہے۔ سوال یہ کہ موجودہ اردو دنیا کی پہلی دونوں کٹیگریز اس تیسری کٹیگری کو اردو دنیا کا مفید حصہ بنانے میں کیا کچھ کردار ادا کر سکتی ہیں تاکہ بیشتر افراد خود کو اس دنیا کا حصہ بنانے میں آسانی اور دلچسپی محسوس کریں اور . لوٹ جانے یا محض وقت گذاری کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو درست سمت میں استعمال کر سکیں؟

یوم ٹیکنالوجی از ماورا

ہفتہ بلاگستان : یوم ٹیکنالوجی

آج کے دن کے لیے ایک تھیم اردوایا ہے۔ جو یہاں ڈاؤنلوڈ کے لیے رکھ رہی ہوں۔

اصل تھیم Girly Nature :

اردو تھیم ڈاؤنلوڈ کریں :

girly-nature-pingable-Urdu.zip

سکرین شاٹ :

کچھ اور اردو تھیمز ڈاؤنلوڈ کرنے کے لیے یہ ربط دیکھیں۔

اس کے علاوہ نئے بلاگرز کے لیے یہ لنک مفید ہو سکتا ہے۔

نوٹ : اگر آپ تھیم میں کوئی غلطی دیکھیں تو آگاہ کریں۔

اردو بلاگرز کے لئے ضابطہ اخلاق۔ ہفتہ بلاگستان ۔۔ یوم ٹیکنالوجی

ہفتہ بلاگستان کے سلسلے میں زکریا اجمل نے مشورہ دیا ہے کہ اگر اردو بلاگرز اپنے لئے ایک ضابطہء اخلاق چاہتے ہی ہیں تو پھر پہلے سے موجود کچھ ضابطے ہیں جو انگریزی بلاگرز کے لئے ہیں، ان کو اردوایا جائے۔ اس سلسلے میں میں نے ایک چھوٹی کوشش کی ہے۔.براہ مہربانی اس پر تنقید کیجئے تاکہ ایک متفقہ۔ 'دستور' بنایا جاسکے۔

اردو بلاگرز کا ضابطہ اخلاق

حقیقت پسند بنیں۔ ایمانداری آپ کے لئے بہت اہم ہے :

ایمانداری اور انصاف پسندی کے ساتھ حقائق بیان کرنا آپ کی ترجیح ہونی چاہیئے۔ آپ کبھی بھی نقل شدہ مواد پر اپنی ملکیت ظاہر نہ کیجئے، انٹرنیٹ پر معلومات کا چھپا رہنا ناممکن ہے۔ جن مآخذ سے آپ نے اپنا مراسلہ بنایا ہے ہر ممکن کوشش کریں کہ آپ کے قارئین کی دسترس ان مآخذ تک ہو تاکہ وہ بھی اپنے طور پر ایک نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

آپ کی تحریر تعصب، جانبداری اور ایسے انداز تحریر پر مشتمل نہ ہو کہ جس سے حقائق کی غلط ترجمانی ہوتی ہو۔۔ اگر آپ اپنے مراسلے میں کوئی تصویر شامل کرنا چاہتے ہیں تو حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کیلیے تصاویر میں تدوین نہ کی جائے۔ (جیسے غفران نے تجویز پیش کی)

کبھی بھی غلط معلومات فراہم نہ کریں۔ اگر آپ کو کسی چیز کے بارے میں ابہام ہے تو براہ مہربانی اس بات کو واضح کر دیں کہ آپ اس معاملے میں ابہام میں مبتلا ہیں۔ اگر کسی چیز کے حق میں لکھ رہے ہیں تو آپ کے مراسلے میں آپ کے دلائل، حقائق، اور آپ کے تبصرے میں واضح فرق ہونا چاہیئے تاکہ لوگ آپ کا نقطہ نظر سمجھ سکیں، ساتھ ساتھ ان کی پہنچ حقائق تک بھی ہو جائے۔ حقائق پر تبصرے میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ آپ کہیں جوش خطابت میں ان کو توڑ مروڑ کر پیش تو نہیں کر رہے۔

آپ کے تبصرے، حقائق اور اشتہاری مواد میں واضح فرق ہو تاکہ قاری کسی الجھن میں مبتلا نہ ہو۔

کسی کی دلآزاری یا نقصان کا مؤجب نہ بنیں : آپ کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ آپ کا مراسلہ کسی کی دلآزاری کا سبب بن سکتا ہے۔ اگر کوئی شکایت کرے تو نرمی سے اپنا مؤقف بیان کریں۔ جو لوگ انٹرنیٹ کی دنیا سے ناواقف ہیں، یا ابھی کم عمر ہیں ان سے بات میں احتیاط کیجئے۔

کو چاہیئے کہ کسی کا انٹرویو کرتے وقت معاملے کی نزاکت کا احساس کریں، اور اگر یہ انٹرویو کسی ایسے واقعے سے متعلق ہے جس میں کوئی حادثہ ہوا ہو یا جس سے عوام کی جذباتی انسیت ہو تو احتیاط اور بھی لازم ہے۔ اس بات کا ادراک کریں کہ معلومات جمع کرنے اور پھر انھیں لوگوں تک پہنچانے میں آپ کسی کی ناراضگی مول لے سکتے ہیں۔ عوام تک حقائق پہنچانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچائیں اور ان کی دشمنی مول لیں۔ لوگوں کی ذاتی زندگی کی تفصیلات اپنے بلاگ پر دینے سے ہر ممکن گریز کریں۔ عوامی شخصیات کی بات اور ہوتی ہے اور عام لوگوں کی بات اور۔ کسی ایک شدید استثنائی حالت ہی میں آپ کسی کی ذاتی زندگی کے بارے میں اپنے بلاگ پر بات کر سکتے ہیں۔

خامخاہ تجسس سے پرہیز کریں۔ کسی کے بارے میں فضول کی جملہ بازی نقصان ہی پہنچا سکتی ہے۔ اپنا احتساب کیجئے :

آپ اپنی غلطی جلد از جلد تسلیم کیجئے اور اسے درست کیجئے۔ اپنے بلاگ کا مشن تفصیل سے بیان کیجئے اور اس بارے میں اپنے قارئین سے رابطے میں رہیئے تاکہ وہ آپ کے بلاگ کی تحاریر کا تنقیدی جائزہ لیتے رہیں۔

کسی عوامی مسئلے پر لکھتے وقت اپنی کسی بھی قسم کی وابستگی، دلچسپی، یا کاروباری مفادات کا واضح اقرار کیجئے۔

اشتہاری کمپنیوں کی درخوست پر مراسلے لکھنے سے احتراز کریں۔اور اگر بامر مجبوری ایسا کرناپڑ جائے تواپنے قارئین سے اس بات کوم ت چھپائیں۔
اگرآپ کوکچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی کے لئے کچھ کرناپڑاہے، تواس بات کومت چھپائیں۔
دوسرے بلاگرزکااحتساب بھی کریں اوراگر کوئی دوسراساتھی بلاگر کسی قسم کی غیر اخلاقی یاغیر قانونی حرکت میں ملوث ہے توسب کو یہ بات بتائیں۔ خوداُسی طرح قانون اوراخلاقیات کی پابندی کریں جس طرح آپ دوسروں کے لئے چاہتے ہیں۔
یہ توترجمہ تھااس ربط کاجوزکریااجمل نے دیاتھا۔ میں کوشش کروں گاکہ دوسرے ربط کاترجمہ بھی کرڈالوں۔اس تحریرپرآپ کے تبصروں کاانتظار رہے گا۔
نوٹ : غفران نے ایک تجویزپیش کی جوکہ مجھے بہت اچھی لگی اورمیں نے ان کی تجویزکے مطابق مناسب ترمیم کردی ہے۔

یوم ٹیکنالوجی۔۔۔ گرین گریبس ورڈپریس ڈھانچہ ازیاسر عمران مرزا

گرین گریبس ورڈپریس سانچہ –یوم ٹیکنالوجی ہفتہ بلاگستان

یوم ٹیکنالوجی کے حوالے سے ایک نیاارد وایاگیا ورڈپریس سانچہ پیش خدمت ہے، یہ سانچہ انگریزی سانچے گرین گریبس کوارد وانے کے بعد وجود میں آیا، ڈارک گرے رنگ کابیک گراؤنڈ، صفحہ کے سب سے اوپر صفحات کے روابط اور نیچے بڑی سی تصویر جسے آپ اپنی مرضی کے مطابق تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔اس تصویر کی سورس فائل جوکہ فوٹوشاپ کی ہے وہ بھی ساتھ نتھی کردی گئی ہے تاکہ آپ اپنی مرضی کی تصویر آسانی سے لگاسکیں، میں نے کافی کوشش کی ک اس تصویر کوبدلتی ہوئی تصاویر میں تبدیل کردوں لیکن اس سانچے کی بناوٹ کچھ ایسی ہے کہ یہ تبدیلی ممکن نہ ہو سکی۔علوی نستعلیق خط متن اورعنوان کے لیے استعمال کیاگیاہے، اگرآپ تھوڑی بہت سی ایس ایس جانتے ہیں تواپنی مرضی کاخط استعمال کرسکتے ہیں۔ صفحہ پر موجودبڑی سی تصویرکے ساتھ آپ اپناتعارفی پیغام بھی شائع کرسکتے ہیں، جوکہ اباوٹ نامی فائل میں موجودمتن تبدیل کرنے سے صفحہ پرظاہر ہوجائے گا۔ بہت شکریہ
اسکامنظرکچھ ایساہوگا۔

گرین گریبس سانچہ کامنظر

سانچہ اتاریں

سورس اتاریں

URDU LIBRARY
گوشہ بلاگرز

جملہ معترضہ

السلام علیکم

دل لگی کچھ ایسی دل کو لگی کہ دلبر جاناں کو حال دل سنانے کے لیے شاعری کی تلاش میں یاہو پر سرچ کرتے اک دن اردو محفل کے خوبصورت نظموں کے دھاگے پر جا پہنچا۔ دل کی مراد بر آئی۔ اور محفل اردو کی خوب صورت محفل شعر و سخن کا اسیر بن گیا۔ کافی عرصہ شاعری کاپی پیسٹ کرکے اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ کرکے لمبے لمبے نامے لکھنا۔ اور دل جاناں کے حضور پیش کرنا میرا معمول رہا۔ کبھی کبھار دوسرے دھاگوں کی سیر بھی کر لیتا تھا۔ نبیل ۔ زیک ۔ محب علوی ۔ ظفری ۔ ماوراء ۔ سیدہ شگفتہ ۔ بدتمیز ۔ فرحت کیانی اور دوسرے محترم لکھنے والوں کے نام اور تحاریر مجھے بے انتہا متاثر کرتے ۔ ذہن و دل توان کی صحبت چاہتے تھے مگر ان پڑھ ہونے کا احساس مجھے اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔ سوچپ چاپ اک کونے میں لگا ان محترم حضرات کی تحریروں سے مستفید ہوتا رہا۔ بلاگ لنکس پر کلک کرتا اور متنوع تحاریر سے اپنا من پسند مواد سرقہ کرلیتا۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کبھی ان بلند قامت ہستیوں کے درمیان کھڑا بھی ہو سکوں۔ اللہ بھلا کرے میرے اک معصوم سے دوست محترم عزیزامین جی کا۔ وہ مجھے اکثر تلقین کرتے تھے کہ ماوراء سس سے مدد لیکر آپ اپنا بلاگ لکھیں۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ میری جس گفتگو اور تحاریر سے وہ متاثر ہیں صرف اک سرقہ ہیں۔ آخر اک دن ہمت کرکے اردو محفل کے گلستان میں قدم رکھ ہی دیا۔ اور گلستان علم نے مجھ پر بے انتہا شفقت سے اپنے در وا کیے ۔ اردو لکھنے کا شوق تھا، سیدہ شگفتہ بہنا اور فرحت کیانی بہنا اردو لائیبریری کے بارے لکھتی تھیں ۔ سو ان سے درخواست کی اور اردو لائبریری میں رکنیت حاصل کر لی ۔ کچھ سیکھنے جاننے کے شوق نے ای بک بنانے کے عمل میں شامل کر دیا۔ اور آج جب میں انٹرنیٹ پر اردو زبان سے پیار کرنے والی محترم ہستیوں کے بلاگز سے ہفتہ بلاگستان کی تحاریر جمع کرتے جس کیفیت سے گزر رہا ہوں ۔ الفاظ اسے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ دعا گو اور شکر گذار ہوں محترمہ سیدہ شگفتہ بہنا کا جن کی توجہ نے مجھے یہ مقام عطا کیا۔ انشااللہ اردو زبان کبھی بھی مٹ نہیں سکے گی جب تک ایسی پرخلوص ہستیاں موجود ہیں جو اپنا قیمتی وقت صرف کرکے اردو زبان کا خزانہ آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالی ان سب کو سدا اپنی امان میں رکھتے علم نافع کی تقسیم کی توفیق سے نوازتا رہے آمین

آپ جانیں ہی کہ علم کا سفر ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ ... انشااللہ

ان جذبہ و جنوں سے بھرپور ہستیوں کا سفر ابھی جاری ہے۔۔۔۔۔

اختتام

سفر علم و ادب

ابھی جاری ہے

آیئے ساتھ مل کر چلیں

سیدہ شگفتہ

22 جنوری 2010ء

GOSHA-E-BLOGGERS
URDU LIBRARY